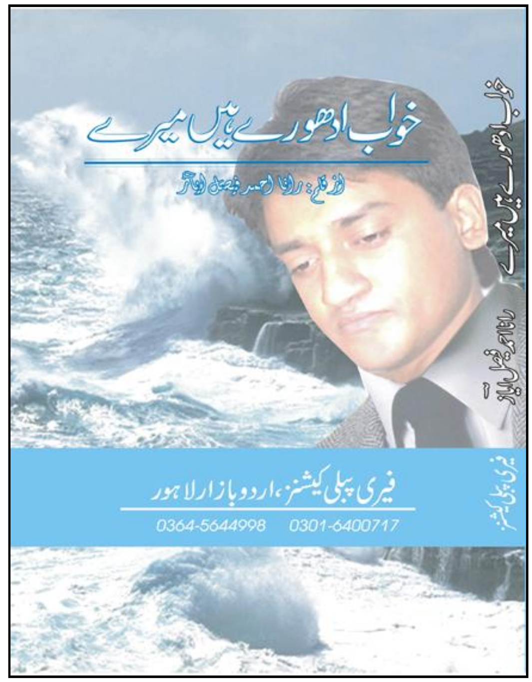


آخر خدا نے اسے بنایا کیوں؟ یہ سوال جوہن کے دماغ میں تیر کی طرح گڑ چکا تھا۔آخر کیوں

آج پھر سے طوفان اپنے عروج پہ تھا۔سمندر کی فلک چھوتی لہریں پوری شدت سے ساحل سے ٹکرا رہی تھیں۔گذشتہ تین دنوں سے ہوتی ہوئی بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔اورآسمان پر کالے بادلوں کی چھت سے پوراعالم اندھیرے میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا تھا ایسے میں سورج کی کرنیں چراغ کی لو سے زیادہ تابناک نہ تھیں۔سمندر کی لہریں جب دور سے ساحل کی طرف بڑھتیں تو یوں محسوس ہوتا گویا ہیرے جواہرات اور چاندی کا سیلاب امڈ آیا ہو مگر جہاں ساحل سے یہ لہریں ٹکراتیں وہاں تباہی کے وہ نشان چھوڑ جاتیں جو لوگ مدتوں یاد رکھتے۔

ساحل پہ موجود غریب مچھیرے اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتیوں کے بچاؤ کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔ایسے میں کئی مچھیروں کو تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

اچانک ایک زوردار لہر آئی اور ٹھیک اسی جگہ جہاں جوہن ایک چٹان پر بیٹھا سمندر کو گھور رہا تھا سے ٹکرائی تو اس کی سوچ کا بندھن ٹوٹا پھر اسے یاد آیا کہ شائد اس نے خودکشی کی کوشش کی تھی۔اور اسی جگہ پر اس نے ایک بڑی چٹان پر سے خود کو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔یا شائد وہ کسی جہاز میں سوار تھا اور یکا یک کسی طوفانی لہر نے جہاز کو توڑ دیا تھا اور وہ سمندر میں غرق ہو گیا۔یا کوئی شخص اسے مردہ سمجھ کر کسی سڑک سے اٹھا لایا اور لا کر سمندر میں پھینک گیا۔

اس کے جسم پر لگے زخموں کے نشان اسے مختلف کہانیاں بتا رہے تھے۔اور وہ یہ سوچنے کی کوشش کرنے لگا کہ آخر وہ اس جگہ اور اس حالت میں آیا کیسے؟

اس کے سر سے بہتا ہوا خون بہہ بہہ کر سمندر کی لہروں میں گھل رہا تھا گویا جو طوفان اس کے سر میں تھا وہ خون کی شکل میں نکل کر سمندر میں شامل ہو گیا اور سمندر کائنات کی اتنی بڑی چیز ہونے کے باوجود اس کے خون کے چند قطرے اپنے اندر سمو نہ سکا۔اور یوں بپھر گیا گویا سمندر کا سینہ بھی غم سے بھر چکا تھا۔اور آج وہ ان طوفانی لہروں کی صورت میں اس غم کو نکالنا چاہ رہا تھا جو کہ مسلسل تین دنوں سے لگاتار بہہ رہی تھیں۔

مگراس کے برعکس جوہن تو بالکل خاموش بیٹھا تھا۔اپنے زخموں اوران سے بہتے ہوئے خون سے بے نیاز وہ تو کسی اور دھن میں مگن محسوس ہوتا تھا۔اس نے تو شائد خود کو سمندر کے حوالے کر دیا تھا مگر انھی طوفانی لہروں نے اٹھا کر اسے پھر سے اس بے رحم دنیا کے حوالے کر دیا تھااور وہ نہ یہاں کتنی دیر سے موجوں کے حوالے تھا جو اسے بیدردی سے چٹانوں سے پٹکتیں اور کبھی پھر سے بہا کر سمندر کی گہرائی میں لے جاتیں۔

زندگی کی خواہش جوہن میں بالکل ختم ہو چکی تھی۔اس کے ساتھ جو بھی حادثہ ہوا تھا یا جس وجہ سے بھی وہ یہاں پر تھا اسے اتنا تو یاد تھا کہ وہ خود اپنی زندگی کو ختم کرنا چاہتا تھا۔پھر اسے اپنے زندہ بچ جانے کی کوئی خوشی نہ تھی بلکہ وہ اسی طرح افسردہ بیٹھا سوچتا رہا کہ وہ یہاں سے جائے بھی تو کہاں جائے اور کیا لینے جائے۔یہی سوچتے سوچتے رات پھیل گئی اور وہ وہیں پر پڑا رہااور وہیں سو گیا پھر صبح بھی ہو گئی۔

جوہن کے زخموں سے بہتا خون اب جم چکا تھااور اب اسے درد کا احساس بھی ہوا جو اس کے جسم کے ہر حصے سے ابھر رہا تھا۔جب جوہن کی آنکھ کھلی تو سورج نکل چکا تھااور گذشتہ دن کے برعکس طوفان بھی تھمنے کے قریب تھا۔

ساحل پر موجود غریب مچھیروں کی بیویاں اور بچے،بوڑھے ماں باپ اور دوست سب غمگین وافسردہ کھڑے تھے۔کچھ مچھیروں کی تو لاشیں بھی نہ مل پائیں تھیں اور یہی سمندر ان کی قبر بن گیا۔یہ لوگ اپنے ہاتھوں میں پھول لئے کھڑے تھے۔قریب ہی ایک دعا کرنے والا دعا کر رہا تھا۔

خدا مرحومین کی روحوں کو امان میں رکھ

خدا ان کو جنت کے باغوں میں جگہ دے

اور ان کے وارثوں اور غمزدہ دوستوں کو صبر دے

جوہن دور سے کھڑا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اس نے سوچا کہ کاش وہ بھی ان لوگوں میں سے ایک ہوتا جو کہ زندگی کو الوداع کہہ چکے تھے۔اور کاش کوئی ہوتا جو پھول لئے آتا اس کی قبر پر افسردہ ہوتا اس کے لئے دعا کرتا مگر اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی

وہ زندہ تھا!

اور شائد یہی اس کی زندگی کی سب سے بڑی مصیبت تھی۔وہ زندہ تھا لیکن اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہ تھا۔اس

کے پاس یا اس کی زندگی میں ایسا کچھ نہ تھا جس وجہ سے اس کے دل میں جینے کی چاہ ہوتی۔آخر کار اسے یہی حل سوجھا کہ وہ اپنی زندگی کو ختم کر لے۔اور روز روز کے مرنے سے اس کی جان چھوٹ جائے۔

ایسا نہ تھا کہ وہ ایک بزدل انسان تھا جو زندگی کی مشکلات سے بھاگنا چاہتا تھا اور زمانے کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ وہ تو ایک بہت اچھی اور مصروف زندگی گزارنا چاہتا تھا۔اس کے پاس اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں بارے منصوبے تھے اور وہ ہمیشہ سے ان منصوبوں کی تکمیل کرنا چاہتا تھا۔مگر شائد اسے اس کے مزاج کے مطابق لوگ نہ ملتے تھے۔زندگی کو جس روپ میں وہ دیکھتا تھا لوگ اس سے بالکل انجان تھے لہذا اسے محسوس ہوتا کہ دنیا میں ایسا کوئی نہیں جو اس کے درد کو سمجھ سکے۔

لیکن کیا یہ اتنی بڑی مجبوری تھی کہ اس کے لئے جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔

اب اس کے پاس کوئی نیا منصوبہ نہ تھا سوائے ایک کے کہ وہ اپنی جان دے دے۔اس کے دماغ کی صلاحتیں اسے اسی ایک نتیجے پر لا رہی تھیں کہ زندگی کا خاتمہ ہی زندگی کے مسائل کا واحد اور آسان حل ہے۔

دور مچھیروں کا ماتم اسی طرح جاری تھا۔شائد ان کو ایک لاش مل چکی تھی دور سے جوہن پہچان نہیں پا رہا تھا کہ یہ کس کی لاش تھی۔جوہن کے لئے یہ جگہ کوئی نئی یا انجان نہیں تھی وہ یہاں اکثر آیا کرتا تھا۔ساحل پر دو مچھیرے ایک لاش کو لکڑی کے تختے پر رکھے پانی پر سے بہائے چلے آ رہے تھے۔جیسے ہی یہ لاش ساحل پر پہنچی اس کے گرد ایک بھیڑ جمع ہو گئی اور جوہن جو کہ اپنے غم کو بھلا کر اس لاش کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا تھا اس کو اسے اس فاصلے سے دیکھنا ناممکن ہو گیا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ مجھے اس سے کیا لینا ہے؟ مگر پھر نہ جانے کیوں اس کے قدم ساحل کے اس طرف بڑھنے لگے جہاں لاش کے گرد بھیڑ جمع تھی۔تھکے تھکے قدموں سے وہ چلتا ہوا اس جگہ پہنچا۔قریب کا منظر زیادہ غمناک دکھائی دے رہا تھا۔مردے کے عزیزوں کی آہیں اور سسکیاں اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔وہاں پر قریب قریب سب لوگ ہی اس طوفان سے زخمی تھے اس لئے وہاں موجود لوگوں نے جوہن کے زخموں کی طرف زیادہ توجہ نہ دی اور سب نے یہ سمجھا شائد جوہن بھی انھیں طوفانی لہروں کا شکار ہوا ہے جس سے پورا ساحلی علاقہ تباہ و برباد ہو چکا ہے۔

اچانک جوہن کسی چیز سے ٹکرایا جو شائد کسی ٹوٹی ہوئی کشتی کا ادھورا حصہ تھا اس نے غصے کے عالم میں اس کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور اس سے پہلے کہ وہ اس کو زور سے زمین پر پٹک دیتا اس نے ایک دل دہلا دینے

والا منظر دیکھا۔ کشتی کے ان ٹکڑوں کے نیچے ایک معصوم بچی کے ہاتھ اسے نظر آئے اور جب اس نے باقی جسم پر پڑی ریت کو ہٹا کر دیکھا تو وہ سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا۔ اس کے سامنے ایک ایسا منظر تھا جو اس کے زخمی دل کو تار تار کرنے کے لئے کافی تھا۔

پانچ سال کی یہ بچی اس کے بوڑھے مچھیرے دوست ولیم کی بیٹی تھی جو کہ ولیم کی دوسری بیوی سے تھی اور اس بیوی کی عمر بس اٹھارہ برس تھی جب اس کی ولیم سے شادی ہوئی تھی۔ ولیم کی پہلی بیوی سے اس کی کوئی اولاد نہ تھی مگر اس کے جیتے جی ولیم نے دوسری شادی نہ کی ایک روز اسکی بیوی کو کسی بیماری نے آ پکڑا دونوں غریب میاں بیوی اس بیماری سے بہت لڑے مگر یہ جنگ جیت نہ سکے۔ جوہن کو یاد ہے کہ ولیم اور اس کی بیوی سے اس کا بہت گہرا رشتہ تھا گو یہ رشتہ خون کا نہ تھا صحیح مگر جوہن کے لئے پھر بھی یہ کسی صورت کم تر نہ تھا۔ وہ ہمیشہ ولیم کے ساتھ ساحل سمندر پر آتا اور پھر اس کے ساتھ مچھلی کے شکار پر جانے کی ضد کرتا اور ولیم اسے کبھی منع نہیں کرتا تھا۔ وہ ڈھیر ساری مچھلیوں کا شکار کر کے آتے اور پھر ولیم سب کو جوہن اور اپنے اس سفر کی کہانیاں سناتا تھا۔ یہ سب جوہن کو بہت پسند تھا۔

اس نے بچی کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اس کا چہرہ صاف کیا اور سوچا کہ اس کو اس کے گھر چھوڑ آئے جو کہ زیادہ دور نہ تھا۔ آنکھوں میں آنسو لئے جوہن بچی کو لئے بوڑھے ولیم کے گھر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں بار بار وہ بچی کا چہرہ دیکھتا اور اس کو اس کی معصوم شرارتیں یاد آتیں۔ پھر اسے یہ خیال بھی آیا کہ اپنی اکلوتی بیٹی کی موت کی خبر سن کر بے چارے ولیم کی کیا حالت ہوگی اور اس کی ماں پر کیا بیتے گی؟ یہ سوچ کر وہ بڑا غمگین ہو گیا۔ اس کے قدم بدستور ولیم کے گھر کے جانب بڑھ رہے تھے پھر ولیم کے گھر کے سامنے پہنچ کر وہ ٹھہر گیا۔ اس نے تھوڑی دور جا کر گھاس پر بچی کی لاش کو رکھا اور اپنا کوٹ اتار کر اس کو ڈھانک دیا۔

دروازے پر جا کر اس نے دستک دی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور وہ یہ سوچ رہا تھا کس طرح وہ اپنے بوڑھے غریب دوست کو یہ خبر سنائے گا۔ اس نے دوبارہ دستک دی تو پایا کہ دروازہ کھلا ہوا تھا اس نے اندر داخل ہو کر ولیم کو پکارا پھر اس کی بیوی کو۔ مگر دونوں میں سے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ اس نے ان کا سارا گھر چھان مارا مگر وہ دونوں گھر میں نہیں تھے۔ وہ فوراً وہاں سے بھاگا اور دوڑ کر بچی کی لاش کے پاس گیا وہاں پر کوئی نہ تھا اس نے لاش کو اٹھایا اور نامعلوم جگہ کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔

ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ کسی نے اسے آواز دی۔ یہ ولیم کی بیوی کی آواز تھی۔اس نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں پھول لئے کھڑی تھی اور اس کے چہرے پر کوئی دکھ کے آثار نہیں تھے جس سے جوہن کو لگا کہ اسے اپنی بیٹی کے بارے میں کچھ خبر نہیں تھی۔

لنتا تم کہاں تھی میں ابھی ابھی گھر گیا تھا مگر وہاں نہ تم تھی اور نہ ہی ولیم۔اس نے اپنے جذبات چھپاتے ہوئے لنتا کو مخاطب کیا

کیا تمیں خبر نہیں کہ آج روز کی سالگرہ ہے۔آج ہماری روز پورے پانچ سال کی ہو چکی ہے اور تم کہاں تھے آج بڑے دنوں بعد نظر آئے ہو۔لنتا کو دیکھ کر لگتا تھا کہ جیسے وہ اس سارے عالم سے بے خبر تھی اس طوفان نے پورے علاقے میں تباہی مچائی تھی اور اس کے گھر کی حالت بھی وہ ابھی دیکھ کر آ رہا تھا مگر لگتا تھا جیسے اسے اس چیز کی کوئی پروانہ تھی اور وہ بس اپنی بیٹی کی سالگرہ پر ہی خوشی پاگل ہو رہی تھی۔

ولیم کہاں ہے؟اس نے پوچھا

صبح سے ساحل پر گئے ہیں روز بھی ان کے ساتھ ہی گئی ہے۔لنتا نے جواب دیا۔وہ صبح سے اپنے باپ کے ساتھ جانے کی ضد کر رہی تھی اس لئے میں نے اسے روکا نہیں۔مگر اب وہ آنے والی ہے تم بھی یہیں رک جاؤ کیونکہ ہم اس کی سالگرہ منانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

یہ سن کر وہ اپنے جذبات قابو میں نہ رکھ سکا اور اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے۔اپنے بازوؤں میں وہ روز کی لاش اٹھائے ہوئے تھا اور اس کے سامنے اس کی ماں اپنی بیٹی کا انتظار کر رہی تھی۔اس نے دل میں دعا کی کہ اے خدا مجھے زمیں میں جگہ دے دے یا پھر آسماں پر اٹھا لے مگر اس میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ لنتا کو اس کی بیٹی کی لاش اس کے ہاتھوں میں تھماتا۔

پھر یکا یک اس کے دماغ پر بجلی سی گری اور وہ ساکت کھڑا اک پل کو سوچنے لگا پھر جذبات سے بے قابو ہو کر وہ ساحل کی جانب دوڑنے لگا۔روز کی لاش اب بھی اس کے پاس تھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آنے لگا اور اسے یوں محسوس ہونے لگا کہ اس کے قدم بہت بھاری ہیں اور وہ انھیں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔پھر بھی اس نے اپنے قدم نہ روکے اور ساحل کی جانب بڑھتا رہا۔اس کی حالت دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کا گھر جل رہا ہو اور وہ اسے بچانے کے لئے بھاگ رہا ہو۔ہاتھوں میں معصوم بچی کی لاش اٹھائے

وہ دیوانہ وار ساحل کی طرف بھاگنے لگا۔تھکان اور کمزوری کے باعث اس کے لئے قدم اٹھانا بھی مشکل ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ مسلسل ساحل کی طرف بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ ساحل پر پہنچ گیا۔

ساحل پر اب بھی لوگوں کی بھیڑ جمع تھی اس کے لئے دور سے اس لاش کو دیکھ پانا ممکن نہ تھا۔وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اور لنگڑاتا ہوا بھیڑ میں گھس گیا اور لوگوں کو دھکے دیکر اپنا راستہ بناتا ہوا لاش تک پہنچ گیا۔بھیڑ میں موجود سب لوگ اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے اور لوگوں کی آنکھوں میں موجود غم اور درد اسے ہر کہانی سنا رہا تھا مگر وہ ان باتوں پر یقین نہ کرنا چاہتا تھا۔وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگا کہ خدایا جو خدشات اس کے دماغ میں آرہے تھے وہ جھوٹے ثابت ہوں وہ کسی بھی طرح اس صدمے کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔اپنے دل پہ پتھر رکھتے ہوئے اس نے لاش کے چہرے سے کپڑا ہٹانے کو ہاتھ بڑھایا جو کہ ایک پرانے سے کمبل نما کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی اس کا ہاتھ لاش کی طرف بڑھا۔

جوہن، دور کھڑی لنتا نے اسے پکارا جو کہ اس کا پیچھا کرتی ہوئی ساحل پہ آگئی تھی۔اب لنتا کے چہرے پہ بھی پریشانی اور دکھ کے آثار نمایاں تھے۔ابھی وہ اپنی بیٹی کے بارے میں نہیں جانتی تھی مگر اس لاش کو دیکھ کر وہ بھی بے چین ہوگئی۔دھیرے دھیرے بوجھل قدموں کے ساتھ لنتا، جوہن اور لاش کی طرف بڑھنے لگی۔جوہن کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگی وہ اسے اس کی بیٹی کی موت کے بارے میں نہیں بتا پا رہا تھا کہ یہاں تقدیر ایک اور کھیل کھیل رہی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا نہ ہو مگر اس کے جواب میں صرف اس کے آنسو ہی نکل رہے تھے۔اور وہ بالکل ساکت کھڑا لنتا کو گھور رہا تھا۔لنتا اس کے قریب آئی اور بغیر کچھ بولے اسے گھورنے لگی۔وہ اس کے دل کے دلاسے کے لئے کچھ بھی نہ کر پا رہا تھا۔بس وہ امید کر سکتا تھا کہ جیسا ہونے والا ہے ویسا نہ ہو! مجبوری اور بے بسی کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہ تھا۔کچھ دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے کو حیران نظروں سے تکتے رہے اور بعد میں لنتا ریت پر پڑی لاش کے قریب بیٹھ گئی اور اس کو عجیب نظروں سے تکنے لگی۔لاش کے چہرے سے پردہ اٹھانے کا حوصلہ اس میں بھی نہ تھا۔وہ دونوں بس اس کے پاس بیٹھے کبھی لاش کو دیکھتے اور کبھی اردگرد موجود بھیڑ کو دیکھتے۔

پھر اچانک ہوا کا ایک زوردار جھونکا آیا جس نے لاش کے چہرے سے پردے کو ہٹا دیا اور دونوں کے سامنے ولیم کی لاش پڑی تھی اس کا چہرہ ریت سے اٹا ہوا تھا اور شائد اس کے پیٹ میں بھی کافی پانی چلا گیا تھا اس

کی آنکھیں کھلی کی کھلی تھیں۔اس کی تباہ شدہ کشتی میں کافی مچھلیاں تھیں جس کو بیچ کر آج وہ اپنی بیٹی کی سالگرہ کی خوشیاں منانا چاہتا تھا۔

اس کے ہاتھوں لگے زخم یہ گواہی دیتے تھے کہ اس نے طوفانی لہروں کا جم کر مقابلہ کیا تھا اور اپنی بیٹی کیلئے پیسے لانے کے لئے اس نے اپنی جاں پر کھیلنے سے بھی دریغ نہ کیا مگر تقدیر کو شائد کچھ اور ہی منظور تھا۔اس کی کشتی میں بیٹھی اسکی معصوم بچی ان طوفانی لہروں کو دیکھ کے بہت سہم گئی تھی اور بوڑھا ولیم اسے دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ اسکو وہ گیت بھی سنا رہا تھا جو اسکی ماں لنتا اسے روز سوتے وقت سناتی تھی اور جسکو سنے بنا روز کو نیند نہ آتی تھی۔جب طوفان حد سے بڑھنے لگا تو بوڑھے ولیم نے واپس جانے کا سوچا مگر شائد یہ اس کی قسمت میں نہ تھا اس کشتی سے کئی گنا بڑی لہر آئی جس نے اس کی کشتی کو توڑ کر رکھ دیا۔آہستہ آہستہ کشتی میں پانی بھرنے لگا مگر ولیم نے تیزی سے کشتی کو ساحل کی طرف چلانا شروع کر دیا۔ڈر کے مارے روز رونے لگی اور آ کر باپ کی ٹانگوں سے لپٹ گئی بوڑھے ولیم کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے اس نے اپنی بیٹی کو اٹھایا اور اس سے پیار کیا اور اسکو یقین دلایا کہ وہ ضرور اس طوفان سے نکل جائیں گے۔اس امید پر اپنی ٹوٹی کشتی کو آگے بڑھانے لگا مگر پانی کی سطح بڑی تیزی سے بڑھنے لگی۔ولیم نے روز کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا کیونکہ پانی اب روز کے سر سے اوپر چڑھنے والا تھا۔بوڑھے ولیم کو بس تلاش تھی کہ اسے ساحل نظر آجائے مگر آج شائد وہ کچھ زیادہ دور نکل آیا تھا۔اتنے سفر کے باوجود اسے کنارہ نظر نہ آ رہا تھا۔بوڑھا ولیم اب ہانپنے لگا تھا۔پانی بھرنے کی وجہ سے اس کی کشتی کی رفتار بھی بہت کم ہوگئی تھی اور ٹوٹنے کی وجہ سے اس ایک ہی سمت میں چلانا بھی ممکن نہ تھا۔اسکی کشتی ہچکولے کھاتی ہوئی کبھی سیدھی چلتی اور کبھی بڑی سی لہر کے ساتھ گھومنے لگتی اور اس کا رخ بدل جاتا۔بوڑھے ولیم نے ہمت نہ ہاری اور کشتی کو دوبارہ ساحل کی طرف موڑ دیا۔

جب ولیم سمندر میں آیا تھا تو طوفان کی یہ شدت نہ تھی اس نے سوچا تھا کہ وہ جلد ہی مچھلیاں پکڑ واپس آجائے گا اور موسم کے مزید بگڑنے سے پہلے وہ گھر پہنچ جائے گا۔روز نے بڑی حسرت سے اپنے بوڑھے باپ کی طرف دیکھا جس کی سانسیں اکھڑ چکی تھیں۔دونوں باپ بیٹی میلوں پھیلے اس طوفانی سمندر میں پھنسے ہوئے تھے اور کوئی ان کی مدد کو نہ آ رہا تھا۔ان کی کشتی بھی ٹوٹ چکی تھی اور اس میں پانی بھر چکا تھا۔اب پانی اس قدر بڑھ چکا تھا کہ کشتی اسی جگہ پر کھڑی ہوگئی اور دائیں بائیں ہچکولے کھانے لگی۔

بوڑھے ولیم کی نظریں اب بھی ساحل کو تلاش کر رہی تھیں مگر ساحل شائد ان اونچی اونچی اٹھتی ہوئی لہروں کو پیچھے چھپ گیا تھا۔ بوڑھے ولیم کو اب اپنی موت یقینی دکھائی دے رہی تھی اس نے دل ہی دل میں اپنی بیوی لنتا کو یاد کیا اور یہ سوچ کر افسردہ ہوا کہ اس کے بغیر لنتا زندگی کیسے بسر کرے گی۔ اس کے علاوہ وہ اپنی بیٹی روز کو اس طوفان میں پھنسا ہوا دیکھ کر بہت غمگین تھا۔

اس نے آخری بار اپنی بیٹی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور پھر اسے اپنے سینے سے لگا کر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ پھر اچانک کشتی کو ایک جھٹکا لگا اور اس نے آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبنا شروع کر دیا اور پھر ایک بڑی لہر آئی جس سے بوڑھے ولیم کی کشتی سمندر میں ہی کہیں غائب ہو کر رہ گئی اور وہ پھر دوبارہ پانی کی سطح پر نہ آئے۔ اس وقت سے ان دونوں کی لاشیں سمندر ہی میں کہیں بہتی رہی تھیں اور پھر لہروں نے ان کو بہا کر پھر سے ساحل پر لا پھینکا جہاں لوگوں نے اس کو اٹھا کر ریت پر لٹا دیا تھا۔ قریب ہی ننھی روز کی لاش بھی بہہ کر ساحل پر آ گئی تھی جو کہ شائد اس کی ٹوٹی ہوئی کشتی میں ہی پھنس کر رہ گئی تھی۔ زندگی کی خوشیوں کی تلاش میں نکلے غریب باپ بیٹی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ انھوں نے اپنے گھر، خاندان اور اپنی بیٹی کے لئے جو سپنے دیکھے تھے وہ وہیں ساحل کی ریت میں ہی کہیں مل گئے تھے اور ٹوٹے سپنوں کے درد سے سمندر کا طوفان اور بھیانک روپ اختیار کر چکا تھا جیسے وہ چیخ چیخ کر دنیا کو بتانا چاہتا ہو کہ دنیا میں لوگوں کی حالت زار پر وہ بہت ناراض ہے اور غصے کے عالم میں وہ ان تمام ظالموں اور غاصبوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے جو کہ غریب اور مظلوم لوگوں کے حق مارتے ہیں۔ ولیم اور جوہن جیسے ہزاروں لاکھوں لوگ ساحل سمندر پر آتے تھے اور جب وہ یہاں بیٹھے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کو یاد کرتے تو بے اختیار ان کے آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے یہی آنسو بہہ بہہ کر سمندر کے پانی میں مل جاتے گویا جو درد انسان کے دل و دماغ میں ہوتا وہ آنسوؤں کے روپ میں سمندر کی لہروں میں مل جاتا اور سمندر کا دل بھی غم سے بھر چکا تھا اور یہ طوفانی لہریں اس کا ثبوت تھیں۔

لنتا کے لئے اتنا بڑا صدمہ اٹھانا اس کی بس کی بات نہیں تھی اس نے محسوس کیا کہ گویا اس کے دل کی دھڑکنیں بند ہو گئی ہیں اور اپنے ہوش و حواس کھو کر زمین پر گر پڑی۔ جوہن کے لئے بھی یہ صدمہ قیامت سے کم نہ تھا۔ ولیم نہ صرف اس کا دوست تھا بلکہ وہی ایک شخص کے دل کی بات سمجھ پاتا تھا، یا یوں کہہ لیں کہ اگر آج جوہن زندہ تھا تو ولیم کی گئی نصیحتوں، وعدوں اور امیدوں کے باعث تھا ورنہ وہ کب کا خودکشی کر چکا ہوتا۔ بوڑھا ولیم اس

کے لئے اپنی منزل کی راہ کے برابر تھا جس پر چل کر شائد اسے اپنی زندگی کا کوئی مقصد مل ہی جاتا مگر اب یہ راستہ بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا تھا۔ بہت دیر تک جوہن ولیم کی لاش کے پاس بیٹھا آنسو بہاتا رہا جب تک اس کے آنسو بہتے رہے پھر آنسو بھی ختم ہو گئے مگر اس درد کسی صورت کم نہ ہوا اور وہ وہی بیٹھا رہا۔ اس کے ہاتھوں میں ننھی روز کی لاش بھی تھی جسکو اس نے اپنے کوٹ میں لپیٹا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ولیم کے ساتھی مچھیرے وہاں جمع ہو گئے اور انھوں نے ولیم کی لاش کو اٹھایا اور اس کے گھر لے گئے۔ لنتا کو بھی اٹھا کر وہاں لے گئے ان کے پیچھے پیچھے جوہن بھی چل پڑا۔ وہاں سے ولیم کی لاش کو ایک ایسی جگہ لے جایا گیا جہاں پر اس طوفان سے ہلاک ہوئے سینکڑوں لوگوں کی لاشیں تابوتوں میں پڑی تھیں ان میں ایک اضافہ ولیم کی لاش کا بھی ہو گیا تھا۔ ننھی روز جسکو اب تک جوہن نے سب سے چھپایا ہوا تھا اب وقت آ گیا تھا کہ اس کو دنیا والوں کے سامنے لایا جائے۔ جوہن کو صرف لنتا کی فکر تھی وہ ولیم کی موت سے ہی بدحال تھی ایسے میں اگر اسے اپنی بیٹی کی لاش بھی دیکھنا پڑتی تو پھر یقیناً وہ زندگی ہاتھ دھو بیٹھتی۔ لنتا کو ابھی تک ہوش نہ آیا تھا اور ایک مقامی مچھیرا اسے ہوش میں لانے کی دوا لانے قریبی علاقے میں گیا۔

جوہن کے ذہن میں ایک خیال آیا اس نے ننھی روز کی موت کو اس کی ماں سے چھپائے رکھنے کا فیصلہ کیا پھر چاہے لنتا کی ساری عمر اپنی بیٹی کی تلاش میں گزر جاتی۔ مگر اس وقت اس کا دل اسے یہی کہہ رہا تھا کہ لنتا کو روز کی لاش نہ دکھائی جائے اس نے خاموشی سے ننھی روز کی لاش ان سینکڑوں لاشوں کے بیچ میں رکھ دیا جو طوفان کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔ اور پھر وہاں سے اٹھ کر جلدی سے وہ گھر لنتا کے پاس پہنچا۔ ایک مقامی معالج لنتا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا جو اب تک بے ہوش پڑی تھی۔

ولیم کا گھر بری طرح سے تباہ ہو چکا تھا۔ لکڑی سے بنے اس گھر میں ایک ہی کمرہ تھا اور اسمیں موجود چیزیں تیز ہوا کی شدت سے بکھری پڑی تھی۔ ویسے بھی ان لوگوں کے پاس زندگی کی بنیادی چیزوں کے سوا کچھ نہ تھا اور اب سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ سب کچھ!

تھوڑی دیر کے بعد لنتا کو ہوش آنے لگا اس نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولی اور اپنے پاس جوہن کو پایا۔ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا جوہن کو دیکھ کر لنتا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اس کی دنیا برباد ہو چکی تھی جوہن نے اس کو دلاسہ دیا۔ اسے پتہ تھا کوئی بھی چیز اس کو اس غم سے نہ بچا پائے گی۔ میری بیٹی۔۔۔ لنتا نے

سوالیہ نظروں سے جوہن کی طرف دیکھتے ہوئے لب ہلائے۔وہ کہاں ہے؟ میری روز کہاں ہے؟ مگر جوہن کچھ بھی نہ کہہ پایااور وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔لنتا کی جیسے جان نکلنے والے تھی سسکیاں بھرتی ہوئی وہ جوہن کا دامن پکڑے روتی رہی۔جیسے وہ جان گئی ہو کہ سچ کیا ہے مگراس کو ماننا نہ چاہتی ہو یااس سچ کو سننا نہ چاہتی ہو۔

جوہن کے آنسو بھی مسلسل یہی کہانی بیان کرر ہے تھےاور روتی ہوئی آنکھوں نے ہی لنتا کوسب سچ بتا دیا تھااس کو لئے وہ اس جگہ کی طرف چلا جہاں اس نے روزاور ولیم کی لاش رکھی ۔دکھیا ماں کا آخری سہارا بھی اس کا ساتھ چھوڑ چکا تھااور وہ اپنے بوجھل وجود کو لئے بس وہی کچھ کررہی تھی جوقسمت اس سے کروار ہی تھی۔جانے کیسے اس کے قدم اس کواس مقام پر لے آئے۔ان سینکڑوں لاشوں کے بیچ پڑی ننھی روز کی لاش کاغم ،اس کے بوڑھے بدقسمت باپ کی موت کاغم ،اپنے گھر باراور زندگی لٹ جانے کاغم سب ہی لنتا پر مسلط تھےاور وہ چاہ کر بھی اس کا انکار نہ کرسکتی تھی۔لنتا نے اپنی بیٹی کو اٹھایا اور اسے پیار کیا۔اس کے جانے کاغم کالنتا کو بری طرح کھائے جارہا تھا۔صرف لنتا ہی اس بھیڑ میں ایسا فرد نہ تھی جسکے ساتھ ایسا حادثہ ہوا تھا یہاں تو کم وبیش سب کی ہی یہی حالت تھی۔پورے ساحلی علاقے میں طوفان کی تباہی نے بہت سے گھروں کے چراغ گل کئے تھے اور ہر طرف صرف موت اور تباہی کا ہی عالم تھا۔ہزاروں کے گھرانے اجڑے تھے ہزاروں زندگیاں ختم ہو چکیں تھیں اوران کے باقی زندہ بچ جانے والے رشتہ داراور عزیز بس آہوں اور سسکیوں میں ہی جینے والے تھے۔

ان سب کاغم جوہن کے لئے بیگانہ نہ تھا ولیم کا گھراس کا گھر تھااس گھر کی بربادی اس کی بربادی تھی تقدیر کے فیصلے تو سب کو ماننے پڑتے ہیں مگران فیصلوں کے زیراثر اور کئی زندگیاں بھی اثر انداز ہوتی ہیں جوہن کے لئے اس جگہ پر کھڑے رہنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔وہ پہلے ہی سے اپنی زندگی کے حالات سے تنگ ،خودکشی کرنے نکلا تھا مگر تقدیر نے اسے زندگی دیکر موت کا ایک ایسا بھیانک روپ دکھا دیا تھا کہ اب موت بھی اسکے لئے آسان راستہ نہ تھی۔ان تمام حادثوں کے باوجود وہ اپنے گھر نہ گیا تھا جہاں اس کی بوڑھی ماں اوراس کی چھوٹی بہن اس کا انتظار کررہی تھیں۔اس نے طے کرلیا تھا کہ وہ اب گھر نہیں جائے گا اپنی غربت اور آزمائشوں سے وہ اتنا تنگ آ چکا تھا کہ وہ کسی بھی طرح ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا پھر چاہے اس کے لئے اسے اپنی جاں ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

اس نے بچپن سے آج تک صرف اور صرف محرومیاں اور ناکامیاں ہی دیکھی تھیں۔اس کی زندگی کا ہر

حصہ تاریک تھا وہ زندگی کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں خوشیاں تلاش کرتا پھرتا اور پھر ان خوشیوں کے سہارے زندگی گزارنے کا فیصلہ کرتا لیکن یہ خوشیاں بہت عارضی ثابت ہوتیں اور وہ پھر سے مایوسیوں کے سمندر میں ڈوب جاتا۔ اسکا باپ ایک بڑھئی تھا جو بڑی محنت مشقت سے اپنا گھر بار چلاتا تھا۔ جس ٹھیکیدار کے ساتھ وہ کام کرتا تھا وہ اکثر اس کا حق اس کو نہ دیتا اور اس کو اسکی محنت سے کم مزدوری ملتی تھی مگر اپنے گھر کیلئے اس کو ٹھیکیدار کی ہر بات ماننا پڑتی تھی اور وہ جیسے تیسے زندگی کے دن پورے کر رہے تھے پھر تقدیر نے جوہن کے سر سے باپ کو بھی چھین لیا جب وہ صرف ایک معصوم بچہ تھا۔ اس کے بعد اس کی ماں نے اپنے گھرانے کی ذمہ داری سنبھالی وہ جنگل سے درختوں کی ٹہنیاں اکٹھی کر لاتی اور ان ٹوکریاں بنا کر بیچتی اگر کسی دن ان کو گاہک مل جاتا اس دن سب گھر والوں کو پیٹ بھر کھانا مل جاتا تھا ورنہ اکثر انھیں بھوکے سونا پڑتا۔ جوہن اپنی ماں کی ہر طرح سے مدد کرتا تھا وہ اسے جنگل سے لکڑیاں لا کر دیتا تھا اس کے ساتھ ٹوکریاں اور دوسری چیزیں بنانے میں اسکی مدد کرتا۔ جوہن اپنے اس کام میں کافی ماہر بھی ہو گیا تھا مگر یہ سب چیزیں اس کے گھرانے کی مفلسی کو ختم نہ کر پائی تھیں۔ اور جس معاشرے میں وہ رہتا تھا وہاں کسی کا غریب ہونا ایک لعنت سمجھا جاتا تھا۔ لوگ ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے تھے جن کو سن کر جوہن کو بہت دکھ ہوتا تھا مگر وہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ وہ ان سب باتوں سے دور جانا چاہتا تھا اس کا دل جیسے پتھر کا ہو گیا تھا اور اسے ان تمام لوگوں کے درد کا غم تو تھا مگر اس کا علاج اس کے پاس نہ تھا۔ وہ ان سب چیزوں کے قابل نہ تھا۔ اس میں دنیا کے تلخ حقائق کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی اسے دنیا داری کے اصولوں سے واقفیت نہ تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے نہ تھا جو زندگی کے بڑے بڑے صدمے اٹھا کر بھی پھر سے اپنی زندگی کو نئے سرے سے سجا لیتے ہیں۔ اس کا ذہن بس انتہاؤں سے واقف تھا یعنی یا تو اس کی زندگی میں کوئی مشکل ہی نہ ہو یا پھر اگر زندگی اتنی ہی مشکل ہے تو پھر ایسی زندگی ہی نہ ہو۔ زندگی سے چھٹکارا پانا بھی اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا وہ قسمت کے ہاتھوں اتنا مجبور تھا کہ اس کے سامنے چلنے کو کوئی راستہ نہ تھا مگر اسے کہیں نہ کہیں تو جانا ہی تھا اور اب وہ ان دو انتہاؤں کے درمیان پھنسا ہوا تھا۔

وہ یہاں سے بہت دور چلا جانا چاہتا تھا۔ اسکی زندگی بھنور میں پھنسی اس کشتی کی مانند تھی جس کی اپنی کوئی بساط نہ تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ یہ جگہ چھوڑ دے اور کسی اور علاقے میں چلا جائے تو شائد یہ اس کے دل کا اطمینان کا باعث بن سکے۔ اس نے سوچا کہ تب تک وہ اپنی ماں کے پاس واپس نہ جائے گا جب تک وہ ان کا

معاشی بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائے اور اگر وہ اس قابل نہ بن سکا تو پھر خودکشی کے علاوہ کوئی راستہ اس کے سامنے نہ تھا۔ یہ سوچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ دور دراز سمندر میں جانے والے مچھیروں کے ساتھ جائے گا اور وہاں پر کام کرے گا اور اپنی حالت کو سنوارنے کی کوشش کرے گا۔ اس ساحلی علاقے میں سینکڑوں مچھیرے اپنا کاروبار کرتے تھے۔ وہ کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کے مالکوں سے کرائے پر جہاز لیتے ،اور پھر آدھے آدھے نفع کے سودے پر اسے سمندر میں مچھلیاں پکڑنے لے جاتے۔ اس آدھے نفع میں جہاز پر موجود تمام مچھیروں کو اپنا اپنا حصہ ملتا تھا جو کہ انکی کی گئی محنت کے عوض بہت ہی کم ہوتا تھا لیکن ان غریب مچھیروں کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا اور وہ برسوں سے بس یہی کام کر رہے تھے۔ اس طرح امیر اور زیادہ امیر ہو جاتا اور غریب اور زیادہ غریب۔ معاشی عدم توازن کی وجہ سے یہ لوگ بڑی بدحال زندگی گزار رہے تھے۔ وہ دیر تک اپنے اس فیصلے بارے سوچتا رہا اور آخر کار وہ رضامند ہو گیا۔

اس کا دوست کارل چودہ سال سے مچھیرے کا کام کر رہا تھا۔ اب وہ ایک چھوٹے جہاز کا کپتان تھا اور اس ساحلی علاقے کے مچھیروں میں اس کا ایک نام تھا۔ وہ ہمیشہ سے قسمت والا سمجھا جاتا تھا اور دوسرے کپتانوں کے مقابلے ہمیشہ زیادہ مچھلی پکڑ کر لاتا تھا اس دفعہ بھی وہ بہت زیادہ مچھلی پکڑ کر لایا تھا اور جلد ہی وہ دوبارہ چکر لگانے والا تھا۔ کارل اور جوہن بچپن کے ساتھی تھے وہ اکٹھے کھیلتے اور لکھتے پڑھتے تھے۔ کارل بچپن میں کافی شرارتی تھا جب اس کو اس کی شرارتوں کی سزا ملنے لگتی تو اکثر جوہن آ کر اسے بچا لیتا تھا یا اگر سزا ملتی تو دونوں کو ملتی تھی جوہن اس کا الزام اپنے سر لے لیتا۔ اور اس طرح دوستی کا رشتہ قائم تھا۔ اس نے بچپن کی ان یادوں کے بارے میں سوچا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے دوست کارل سے ملنے اس کے پاس جائے گا اور اس کے ساتھ ہی مچھلی پکڑنے جائے گا۔

کارل اور اسکے ساتھی مچھیرے ایک قریبی ریستوران میں بیٹھے تھے۔ اس کے دیگر ساتھی کھانے پینے میں مصروف تھے۔ آئندہ دنوں میں موسم صاف رہنے کی امید تھی البتہ گذشتہ طوفان کی چلنے والی ہواؤں کا زور ابھی تھما نہ تھا اور کبھی کبھی وہ پھر سے چند میٹر اونچی لہریں پیدا کر جاتی تھیں۔ مگر کارل کے لئے یہ معمول کی بات تھی۔ جب کارل وہاں بیٹھا تھا تو کسی نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا کارل کو اس ہاتھ کا لمس جانا پہچانا محسوس ہوا اس نے فوراً پلٹ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اس کا بہت پرانا بچپن کا دوست جوہن مارک اس کے سامنے کھڑا تھا۔

کارل کے لئے یہ لمحہ کوئی معمولی لمحہ نہ تھا۔ایک پل کواس کے بچپن کی ساری یادیں اس کی آنکھوں کے سامنے آ گئیں مگروہ جوہن کو بڑی حیرانگی اورمسرت کے ملے جلے تاثرات سے دیکھ رہا تھااسے معلوم تھا کہ جوہن کے چہرے پرایک جنون ہوتا تھا وہ ہر وقت اپنے خوابوں کی تعبیر کے لئے کوشاں رہتا تھااوراس کے چہرے پر ایک زندگی ہوتی تھی مگر وہی چہرہ اب مرجھائے ہوئے پھول کی طرح ہو چکا تھااس نے آگے بڑھ کر جوہن کو گلے لگا لیا۔جوہن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہی آنسو کارل کو ہر کہانی سنا گئے اس نے جوہن سے کوئی سوال نہ کیا جیسے وہ جانتا تھا کہ اس کا کوئی بھی سوال جوہن کے زخموں کو دوبارہ ہرا کر دے گا اس نے بس ہنستے چہرے اور کھلی بانہوں کے ساتھ اپنے دوست کا استقبال کیا۔

آؤ میں تمہیں کچھ لوگوں سے ملواتا ہوں ۔کارل جوہن کا بازو پکڑے اسے ریستوران کے ہال میں لے گیا جہاں کچھ لوگ بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے۔

دوستوآج آپ کے درمیان میری زندگی کی سب سے بڑی ہستیوں میں سے ایک یہاں موجود ہے۔یہ میرے بچپن کے دوست جوہن ہیں ان کی دی ہوئی ہمت اور حوصلے کی وجہ سے ہی آپ مجھے جانتے ہیں۔میں زندگی سے ہارا ہوا اک شکستہ دل انسان تھا جب میری بیوی بچوں نے مجھے اپنانے سے انکار کر دیا تھا تب مجھے صرف میرے دوست جوہن نے سہارا دیا تھا اوراسی نے مجھے زندہ رہنے کا حوصلہ دیا تھا۔پھر میں نے محنت کی جدوجہد کی اور آج میں اس مقام پر ہوں مگر آج میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج میں جو بھی ہوں اس میں ایک بہت بڑا ہاتھ میرے دوست جوہن کا بھی ہے۔پوراماحول تالیوں سے گونج اٹھا

کارل نے دوسری شادی کر رکھی تھی اس کی دوسری بیوی اس وقت اس کے ساتھ تھی۔وہ جوہن کے بارے میں سن چکی تھی مگراس نے پہلی دفعہ اس کو دیکھا تھا۔کارل اگلے روز دوبارہ سمندری سفر کے لیے تیار تھا اور جب اسے معلوم ہوا کہ جوہن بھی اس کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو وہ فورارضامند ہو گیا۔اس نے جوہن کو سمندر میں شکار کرنے کے سارے طریقے سمجھا دیئے وہ کارل کے دوستوں کے ساتھ بہت جلد گھل مل گیا اور ساری رات وہ ان لوگوں کی کہانیاں،گپیں اور قہقہے سنتا رہا۔وہ لوگ کبھی اپنے گذشتہ سمندری سفروں کی کہانیاں سنانے لگتے اور کبھی وہی پرانے لطیفے سنانے لگ جاتے جو شائد وہ کئی بارسن چکے تھے۔مگران لطیفوں پر وہ سب لوگ اس زور سے ہنستے تھے جیسے وہ اس سے بالکل انجان تھے۔جیسے تیسے وہ اپنے چہروں پر ہنسی خوشی کا خول چڑھائے اپنی زندگی

گزار رہے تھے۔ جوہن نے کبھی اتنا لمبا بحری سفر نہ کیا تھا مگر پھر بھی وہ مطمئن تھا۔

اگلی صبح کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ ساحل پر چلنے والی ٹھنڈی ہوا بڑا خوشگوار تاثر دے رہی تھی۔ کارل کے دوسرے ساتھی اپنے سفر کی تیاری میں تھے۔ ابھی تھوڑی کے بعد ہی وہ لوگ روانہ ہونے والے تھے ان سب کے گھر والے بھی وہاں موجود تھے جو انہیں خیر باد کہنے کے لیے آئے تھے۔ مگر جوہن کو خیر باد کہنے کوئی نہ آیا تھا۔ اس کے دوسرے ساتھی جہاز میں مچھلی پکڑنے کے جال، ایندھن اور کھانے پینے کا سامان لا د رہے تھے۔ کارل اپنے کیبن میں موجود تھا اور وہ جہاز کا انجن اور دوسرے آلات چیک کر رہا تھا جوہن بھی ان لوگوں کا ہاتھ بٹا رہا تھا۔ اس دفعہ کارل کا وعدہ تھا کہ وہ بہت ساری مچھلی کا شکار کر کے لائیں گے۔ سب لوگ کارل کے اعتماد کی داد دیتے تھے اور اس نے ہمیشہ اپنے کئے ہوئے دعوے کو نبھایا تھا۔ لیکن وہ جوہن کے بارے میں سوچ کر تھوڑا افسردہ تھا وہ جانتا تھا کہ جوہن کا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور وہ کسی طرح اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

آخر کار ان کا چھوٹا سا جہاز اپنے سفر کو رواں دواں ہو گیا۔ کارل کے دوسرے ساتھی جہاز کے ڈیک پر کھڑے اپنے گھر والوں کو ہاتھ ہلا رہے تھے اور ان کے گھر والے بھی آنکھوں میں آنسو لئے اپنے عزیزوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔ جوہن بھی اس وقت ڈیک پر موجود تھا اور وہ بھی ہاتھ ہلا کر سب کے گھر والوں کو الوداع کہہ رہا تھا۔ جیسے ہی جہاز ساحل سے تھوڑا چلا گیا جوہن کی نظر ساحل پر کھڑی ایک خاتون پر پڑی اس کے نظریں پل بھر کو اس خاتون پر ٹھہر گئیں۔ اس خاتون کا لباس وہ جانتا تھا وہ عورت ایک لمبا قمیض پہنے ہوئے تھی اور اس کے سنہری بال تھے وہ جوہن کو دیکھ کر ہاتھ ہلا رہی تھی۔ وہ لنتا تھی۔ جوہن کی آنکھوں میں پھر سے آنسو آ گئے اور اس نے جواباً ہاتھ ہلا کر لنتا کو الوداع کیا۔ پھر جہاں تک وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے دیکھتے رہے۔ لنتا کو جیسے معلوم تھا کہ جوہن کیا کرنے والا ہے لہذا وہ اس کا پیچھا کرتی ہوئی وہاں آئی تھی مگر بد قسمتی سے وہ تھوڑی دیر میں پہنچی تھی اور جہاز روانہ ہو چکا تھا۔ جوہن وہاں کھڑا لنتا کو گھورتا رہا جو کہ ایک نقطے کی شکل میں نظر آ رہی تھی پھر وہ نقطہ بھی سمندر سے اٹھتی ہوئی لہروں میں گم ہو گیا۔ جوہن لنتا کے آنے سے بہت خوش ہوا تھا۔

ان کے بحری سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ جوہن کارل کے کیبن میں آ گیا۔ جہاز پر اس کی حیثیت کوئی خاص نہ تھی وہ چونکہ کپتان کا دوست تھا لہذا وہ کہیں بھی آ جا سکتا تھا۔ وہ کارل کے مقابل والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کارل کو

جہاز چلاتے دیکھنے لگا۔انھوں نے اپنی منزلیں طے کیں۔اور طے کیا کہ وہ یہاں سے تین سو کلومیٹر دور جزیرے پر اپنا پہلا پڑاؤ کریں گے۔اوراس کے بعد وہ ایسے علاقے میں جائیں گے جہاں بڑی بڑی مچھلیوں کی بہتات تھی۔جو بھی اس علاقے میں آتا تھا مال ومال ہو جاتا تھا۔کارل کے دوسرے ساتھی مچھلیوں کو پکڑنے کے لئے چارہ لگانے میں مصروف تھے۔

وہ لہروں کو چیرتے ہوئے میلوں پھیلے سمندر میں رستہ بناتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھتے رہے۔نیچے پانی میں طرح طرح کی مچھلیاں تیر رہی تھیں سمندر کا پانی مختلف طرح کی حرکات سے بہہ رہا تھا اور اس پر چلنے والی ٹھنڈی اور تیز ہوا بھی مسلسل چل رہی تھی۔ان کے جہاز کے قریب اور بھی کئی کشتیاں گزریں جن پر موجود لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے تو خوشی سے ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگتے جیسے ساری دنیا ویران ہو چکی ہو اور پھر اچانک ان کے سامنے انسان آجائیں۔آسمان پر رنگ برنگے اور کئی اقسام کے سمندری پرندے اڑ رہے تھے۔جو بڑی تیزی کے ساتھ سمندر کے پانی میں غوطے لگاتے اور مچھلی کا شکار کرتے۔دنیا سے دور یہاں سمندر میں ایک اور دنیا بسی ہوئی تھی۔اس کا بھی ایک نظام تھا اور یہاں کا ہر فرد اسی نظام کے تحت زندگی گزار رہا تھا۔یہاں کچھ چیزیں شکار تھیں اور کچھ شکاری۔

کارل کی فیکس مشین پر اسے ایک پیغام آیا۔اس میں محکمہ موسمیات کی خبر تھی جس کے مطابق آئندہ چند روز میں موسم کی کیفیت پھر سے خراب ہونے والی تھی۔کارل اگرچہ ایک بہادر کپتان تھا مگر پھر بھی اس طرح کی خبریں اسے پریشان ضرور کر جاتی تھیں۔مگر اس نے اپنے ساتھیوں سے یہ بات چھپائے رکھی تاکہ یہ جان کر ان کے حوصلے پست نہ ہو جائیں۔

کافی لمبا سفر طے کرنے کے بعد بالآخر وہ ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر انہیں دور سے ایک جزیرہ نظر آ رہا تھا۔دور سے دیکھنے سے یہ جزیرہ اک جنگل معلوم ہوتا تھا۔لمبے لمبے اور گھنے درختوں کی وجہ سے پورا علاقہ سر سبز نظر آ رہا تھا۔کارل نے جوہن کو بتایا کہ اس جزیرے میں بھی ایک شہر آباد ہے اور یہاں کے لوگ بھی ایک اچھی خاصی زندگی گزارتے ہیں یہاں پر پھلوں کی بہتات ہے۔یہاں کے لوگ بھی ہر وہ کام کرتے ہیں جو ہم کرتے ہیں۔جیسے جیسے جہاز جزیرے کی طرف بڑھنے لگا تو وہ جزیرہ اور نمایاں نظر آنے لگا۔درختوں کے جھنڈوں کے علاوہ اسے لکڑی سے بنے ہوئے بے شمار گھر نظر آ رہے تھے۔پھر اسے ساحل پر کھیلتے ہوئے بچے اور دوسرے لوگ

بھی نظر آئے۔کارل نے جوہن کو بتایا کہ وہ آج اسی جزیرے پر پڑاؤ کریں گے پھر یہاں سے اپنا اگلا سفر شروع کریں گے۔ جہاز آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جزیرے کے کنارے لگ گیا۔کارل اس جزیرے پر اکثر آتا تھا وہ جوہن اور اپنے ساتھیوں کو ایک ہوٹل میں لے آیا جہاں وہ آج کی رات گزارنے والے تھے۔

ادھر لنتا اب بالکل اکیلی رہ چکی تھی۔اس کے ساتھ قدرت یا تقدیر نے جو کچھ بھی کیا تھا اس نے اس کی زندگی کو بالکل بدل کر رکھ دیا تھا اب وہ پہلے جیسی ہنستی کھیلتی لنتا نہ رہی تھی بلکہ اس میں اور زیادہ صبر اور ایمان پیدا ہو گیا تھا۔لنتا نے تقدیر کے اس فیصلے کو منظور کرلیا تھا اور وہ اپنی زندگی اکیلے ہی گزارنے کے لئے پرعزم ہوگئی تھی۔ اس نے ایک قریبی سکول میں ملازمت کر لی اس طرح اسکا سارا دن بچوں کو پڑھانے میں گزر جاتا۔ تھکی ہاری وہ واپس آکر گھر کے کاموں میں لگ جاتی اور پھر سو جاتی۔گھر میں ولیم اور ننھی روز کی تصویر لگی ہوئی تھی مگر وہ ان پر زیادہ دھیان نہ دیتی اور اگر کبھی اس کی نظر ان پر جم جاتی تو پھر وہی آنسوؤں کے سیلاب شروع ہو جاتے۔جو کہ اس کو پھر کمزور کر دیتے تھے جو لنتا نہیں چاہتی تھی۔

اگلی صبح کارل، جوہن اور اس کے ساتھی پھر سے سفر کے لئے تیار تھے۔انھوں نے اس جزیرے سے کچھ ضرورت کا سامان اور جمع کیا اور پھر زیادہ مچھلی کے علاقے کی طرف گامزن ہوگئے۔کارل کے اس کے ساتھی بہت خوش تھے مگر موسم کے آثار کچھ اچھے نہ تھے اور یہ مچھیرے اس سے بالکل انجان اس خوشی میں تھے کہ وہ بہت ساری مچھلیاں پکڑ کر لائیں گے اور پھر اچھی زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں گے۔کارل کو جو فیکس موصول ہوئی تھی وہ اس کے ذہن میں تھی مگر اس نے اپنے دوستوں کو اب تک اس سے آگاہ نہ کیا تھا۔اس ڈر سے کہ کہیں ان کا یہ سفر رائیگاں نہ ہو جائے اور اس کے ساتھی آگے جانے سے انکار نہ کر دیں۔اسے امید تھی کہ یہ چھوٹی چھوٹی سمندری لہریں معمول کے مطابق ہی رہیں گی ان سے کوئی بڑا خطرہ نہ ہوگا وہ صرف ایسی امید ہی کرسکتا تھا۔اس نے ہمت کر کے اپنا اگلا سفر شروع کرنے کا ارادہ کرلیا۔

کارل کا مطلوبہ علاقہ یہاں سے چند کلومیٹر ہی دور تھا لہذا اسکے ساتھی مکمل طور پر تیار تھے وہ بس اپنے کپتان کے حکم کا انتظار کر رہے تھے اپنے اس جوش وخروش میں وہ سمندر کی حرکتوں سے بالکل بے خبر تھے انہیں یہ احساس ہی نہ ہوسکا کہ سمندر کی لہریں اور ہوا کی شدت معمول سے زیادہ تھی۔دھیرے دھیرے وہ اپنی منزل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

یہ سہ پہر کا وقت تھا۔ جب کارل اپنے ساتھیوں کو یہ کہنے ڈیک پر آیا تھا کہ وہ مچھلیاں پکڑنے کی تیاری کر لیں۔ یہ سننا ہی تھا کہ اس کے سب ساتھیوں کی اداسی پل بھر میں ختم ہو گئی۔ انھوں نے خوشی سے آوازیں بلند کیں اور مچھلی پکڑنے کو چارہ سمندر میں پھینکنے لگے۔ سب ساتھی اس دفعہ بہت خوش اور پر امید تھے کہ اس دفعہ وہ کمال کر دکھائیں گے۔ ان کے چارے سمندر میں ڈور سے بندھے دور تک تیر رہے تھے اور ان کے باقی ساتھی بس اسی انتظار میں تھے کہ کب کوئی بڑی مچھلی اس پر جھپٹے اور وہ اسے کھینچ کر جہاز پر لے آئیں۔ انھوں نے ہاتھ میں طرح طرح کے اوزار پکڑے ہوئے تھے جوہن بھی ان لوگوں کے ساتھی یہی کام کر رہا تھا۔ پھر اچانک ان کی ایک ڈوری کو جھٹکا محسوس ہوا اور سب ساتھیوں نے تیزی سے ڈور کو کھینچنا شروع کر دیا مگر جب وہ جہاز پر آئی تو اس پر آدھے کھائے ہوئے چارے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ ایک بڑی مچھلی چارے کو کھا کر آگے بڑھ گئی مگر وہ ان کے پھندے میں نہ پھنس پائی تھی۔ انھوں نے دوبارہ پھندہ پانی میں پھینک دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ان کے ہاتھ ایک بڑی مچھلی لگی سب ساتھیوں نے مل کر اسے جہاز پر کھینچ لیا۔ یہ ان کی پہلی شکار تھی۔ جیسے جیسے وہ اس علاقے کے قریب پہنچ رہے تھے مچھلیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا اب وہ آسانی سے سطح پر تیرتی ہوئی مچھلیاں بھی دیکھ سکتے تھے وہ جس علاقے میں تھے وہاں پر واقعی میں مچھلیوں کی کثرت تھی۔ طرح طرح کی اور مختلف جسامتوں کی مچھلیاں ان کے جہاز کے قریب سے گزر کر جاتیں۔ بس پھر کیا تھا وہ سب کے سب اسی کام میں جھٹ گئے سب نے اپنے کام بانٹ لئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کا گودام مچھلیوں سے بھر گیا۔ اس سے زائد مچھلیاں اب بھی جہاز کے ڈیک پر موجود تھیں۔ وہ سب لوگ پہلے بہت اداس تھے مگر مچھلیوں کی اتنی فراوانی دیکھ کر وہ سب بہت خوش ہو گئے۔ وہ خوشی سے سیٹیاں مارتے، گاتے بجاتے اپنا کام کر رہے تھے سب کچھ بالکل سپنوں کی تعبیر سا لگ رہا تھا۔ جوہن بھی اس سے بہت خوش تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اس نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ وہ اپنے دوست کارل کا بہت شکر گزار تھا کہ جس نے اس کو زندگی کی راہ دکھائی ورنہ وہ تو مایوسی کے اندھیروں میں گم موت تلاش کر رہا تھا۔ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا تبھی ایک زور کی لہر جہاز سے ٹکرائی جس نے جہاز کو بری طرح ہلا کر رکھ دیا جہاز پر کھڑے مچھیرے اس لہر کی شدت سے بہہ کر فرش پر جا گرے۔ کارل جو اپنے کیبن سے باہر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مچھلی پکڑ رہا تھا وہ فوراً اپنے کیبن میں دوڑا۔ اس نے جہاز کو سنبھالا اور انجن کو بند کر دیا۔ پھر سب لوگ جہاز کو چیک کرنے لگ پڑے۔ اس لہر کی شدت سے جہاز جس طرح دوسری

جانب جھکا تھا لگتا تھا کہ اب یہ دوبارہ اوپر نہ آئے گا۔ پہلی دفعہ جہاز پر موجود لوگوں کو موسم کی فکر ہوئی اور انھوں نے کپتان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اب وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتے تھے۔

کارل ان لوگوں کے پاس آیا اور بولا کیا کہنا چاہتے ہو؟

جوہن نے جواب دیا کہ اب ہمارے پاس کافی مچھلیاں ہیں گودام بھی بھر چکے ہیں۔ہمیں لگتا ہے کہ اب ہمیں گھر واپس جانا چاہیے۔ جوہن اگرچہ کارل کا دوست تھا مگر وہ اس سے اسی طرح بات کر رہا تھا جیسے باقی سب لوگ اپنے کپتان سے کرتے تھے۔ کارل جوہن کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگا اور اس کے قریب جا کر اس کے کندھے کو تھپتھپایا اور ہاں کے لئے سر ہلا دیا۔ اس کے سب ساتھی بہت خوش ہوئے اور اب وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتے تھے۔

آسمان پر پھر سے وہ کالی گھٹائیں چھانی لگی تھیں جنھوں چند دنوں پہلے ہی موت کا ایک خوفناک کھیلا تھا۔ اور یہ سب لوگ اس سے بخوبی واقف تھے اور اب وہ سمندر کے بیچ و بیچ اس کا سامنا کرنے والے تھے۔ ان کا جہاز اس قابل نہ تھا کہ وہ کسی بھی بڑے طوفان کا مقابلہ کر سکتا۔ کارل اپنے کیبن میں واپس آ گیا اس کا جہاز اب سمندر کی لہروں کے ساتھ جھول رہا تھا۔ باہر یخ ٹھنڈی ہوا پوری رفتار سے چل رہی تھی اس کے باقی ساتھی بھی اپنے کمرے میں چلے گئے اور اچھے وقت کی دعا کرنے لگے۔ کارل نے ریڈیو سے ساحلی علاقے کا حال دریافت کیا محکمہ موسمیات والوں کے مطابق گذشتہ دنوں کا طوفان ابھی صحیح طوفان نہ تھا بلکہ اصلی طوفان تو اب آنے والا تھا جس کی شدت پچھلے دنوں کی نسبت کئی گناہ زیادہ ہونے والی تھی۔ یہ سوچ کر کارل بے حد پریشان ہو گیا اس کے سر پر اس کے باقی ساتھیوں کی زندگیوں کا دارومدار تھا۔ اس طوفان سے اگر کوئی نکل سکتا تھا تو وہ کارل جیسا ہی کوئی کپتان ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے باوجود کارل جیسے امید چھوڑ بیٹھا تھا اب اسے احساس ہوا کہ اس نے اپنے ساتھیوں کو موسم کے بارے میں بے خبر رکھ کر بہت بڑی غلطی کر دی تھی ایک ایسی غلطی جس کا مداوا شائد انھیں اپنے جان دیکر پورا کرنا پڑے۔ وہ بے حس ہو کر اپنی سیٹ سے ٹک گیا اور سوچنے لگا کہ اب وہ کیا کر سکتا ہے؟ باہر کا اندھیرا اور بڑھ رہا تھا اور طوفان رات کے وقت اور زیادہ مصیبتیں لیکر آنے والا تھا۔ لیکن کارل اس طرح ہمت نہیں ہار سکتا تھا اسے ہر حال میں اس جہاز کو طوفان سے بچانا تھا۔ اسے ریڈیو سے پیغام موصول ہوا کہ وہ ہرگز ساحل کی طرف نہ آئیں بلکہ اپنا رخ موڑ کر دوسری طرف اور دور جانے کی کوشش کریں۔ کارل نے فیصلہ

کیا کہ اب اپنے ساتھیوں کو اصل کیفیت سے آگاہ کر دے تا کہ وہ ہر آنے والی مصیبت کے لئے تیار رہیں۔ یہ سوچ کر وہ نیچے اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔ سب ساتھی اپنے کپتان کے چہرے کو بے چینی اور سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ کارل آ کر جوہن کے ساتھ بیٹھ گیا اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: ہم لوگ ایک گہری مصیبت میں پھنس چکے ہیں ہم ہرگز واپس نہیں جا سکتے کیونکہ ساحل کی طرف سے طوفان تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ ہم اب شہر سے کافی دور ہیں اس کی بجائے اگر ہم کسی نزدیکی جزیرے میں پناہ تلاش کریں تو ہمارے لئے بہتر ہوگا کیونکہ اس طوفان کا مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں اور ہمارا جہاز ان طوفانی لہروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے پاس فیصلہ کرنے کے لئے وقت بھی بہت کم ہے کیونکہ ہم کو جلد ہی یہ علاقہ بھی چھوڑنا پڑے گا۔ کمرے میں موجود ہر فرد پر سکتا طاری ہو گیا وہ سب ایک دوسرے کو خوف اور بے یقینی کے عالم میں دیکھنے لگے۔ لیکن یہاں آتے وقت تو موسم بالکل ٹھیک تھا اور اس کے خراب ہونے کے بارے میں بھی کوئی اطلاع نہ آئی تھی اب اچانک یہ سب کیسے ہو گیا؟ کارل کے ایک ساتھی نے سوال کیا۔ کارل یہ سب جانتا تھا لیکن اگر وہ سب کو بتا دیتا کہ فیلکس کی خبر جو اس نے ان سب سے چھپائی تھی تو ان سب کا یقین اس سے اٹھ جائے گا اور پھر وہ اس طوفان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے لہذا اس نے ان سے یہ بات چھپائے رکھی اور ان سے کہا کہ یہ گذشتہ طوفان کی شدید ہواؤں کی وجہ سے ہے۔ کمرے میں موجود ہر فرد حیران تھا انھوں نے جو سپنے دیکھے تھے وہ ان سب کی آنکھوں کے سامنے تیرنے لگے۔ وہ بڑی محنت اور امید کے ساتھ یہاں آئے تھے اب جب وہ اتنا کچھ حاصل کر چکے تھے تو یہ طوفان ان کے راستے میں دیوار بن چکا تھا۔ ان سب کو جلد ہی کوئی فیصلہ کرنا تھا مگر وہ خاموشی سے بیٹھے رہے اور کسی نے کچھ نہ کہا۔ پھر کچھ دیر بعد کارل کھڑا ہوا اور بولا ہم سب یہاں سے جا رہے ہیں ایک نزدیکی جزیرے کی تلاش میں۔ وہاں پہنچ کر ہم پناہ لیں گے اور طوفان کے تھمنے کا انتظار کریں گے جہاز میں اتنا کھانا ہے کہ ہم سب بڑی آسانی سے گزارہ کر سکتے ہیں۔ اور اتنی مچھلی کا کیا ہوگا؟ کسی ایک نے سوال کیا۔ ساری کی ساری پانی میں گرا دو اب ہم اس بوجھ مزید نہیں اٹھا سکیں گے۔ یہ سن کر سب کے چہرے کے رنگ اڑ گئے ان کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ان کے ہاتھوں ہی سے ناکامی بننے والی تھی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیپٹن؟ جوہن نے کارل سے پوچھا۔ یہی ٹھیک رہے گا میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم کو اس طوفان سے بھاگنا پڑے گا اگر ہم اپنی زندگی چاہتے ہیں ورنہ اس مچھلی کے ساتھ ہم سب بھی اسی سمندر میں بہہ جائیں گے۔ طوفانی لہروں کی رفتار ہم

سے کہیں زیادہ ہے اور اس سے پہلے کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں ہمیں جلد ہی کوئی ٹھکانا ڈھونڈنا ہوگا اور یہ مچھلی ہمارے جہاز کی رفتار کم کردے گی اس لئے اسکو سمندر میں گرانا ہی ہوگا کارل نے یہ سب ایک ہی سانس میں کہہ دیا۔اور سب اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر سے خاموش ہوگئے۔کیپٹن ہمیں سچ بتایئے کیا ہم بچ پائیں گے۔ہمیں آپ کے چہرے پہ خوف نظر آرہا ہے کیا کچھ بھیانک ہونے والا ہے؟ہمیں سچ بتایئے کیپٹن ہمیں سچ بتایئے۔ایک ساتھی چلایا۔نہیں ہم مرنا نہیں چاہتے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہمارے بوڑھے ماں باپ ہیں ہم ان کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے کیپٹن ہماری مدد کرو پلیز کیپٹن۔دوسرا ساتھی بولا

تو ٹھیک ہے چلو مل کر اس طوفان کا سامنا کرنے کو تیار ہوجائیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وعدہ بھی کریں جوہن نے سب کو ہمت دیتے ہوئے کہا۔وہ کارل کی پریشانی سمجھ چکا تھا اور اب وہ اسکی مدد کرنا چاہ رہا تھا۔جوہن کو اپنی جان کی کوئی فکر نہ تھی مگر وہ جہاز پر موجود دوسرے لوگوں کے لئے کافی پریشان تھا۔سب لوگ کمرے سے باہر گودام میں آگئے اور اپنی محنت سے پکڑی ہوئی مچھلی کو حسرت بھری نظروں سے دیکھنے لگ پڑے۔ان میں سے کسی کی بھی ہمت نہ تھی کہ وہ اپنے اس مال کو سمندر برد کرتے مگر جان بچانے کے لئے انھیں یہ سب کرنا ہی تھا کیونکہ اگر زندہ بچ جاتے تو دوبارہ اتنی مچھلی پکڑ سکتے تھے مگر اگر اس مچھلی کو بچانے کے لئے طوفان میں گھس جاتے تو ان کی موت یقینی ہوجاتی پھر بھی یہ مچھلی بہہ جانے والی ہی تھی۔کارل نے کچھ دیر سب کو دیکھا اور پھر خود آگے بڑھ کر ایک بڑی مچھلی کو کھینچ کر باہر لایا اور پھر اٹھا کر اسے سمندر میں پھینک دیا اس کے باقی ساتھی اسے یہ سب کرتا دیکھ کر حیرت میں تھے۔پھر اس کے بعد جوہن نے بھی ایک دوسری مچھلی کو پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے کنارے پر لایا اور پھر سمندر میں پھینک دیا۔اس کے بعد اس کے ایک ساتھی نے بھی یہی سب کچھ کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب ساتھی نہ چاہتے ہوئے بھی مچھلیوں کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینکنے لگے۔اور پھر اس کام میں اتنے مصروف ہوگئے گویا وہ مچھلی پکڑنے نہیں بلکہ اس کو پکڑ کر دوبارہ سمندر میں پھینکنے ہی آئے تھے۔جب کارل نے یہ سب دیکھا تو وہ کیبن میں گیا اور جہاز کا انجن فل سپیڈ پر مخالف سمت میں چلا دیا۔اب وہ گھر نہیں جارہے تھے بلکہ کوئی ایسا جزیرہ جو اس طوفانی شدت سے ان کو بچا پاتا اس کی تلاش میں تھے۔موسم کی حالت اور بگڑتی جارہی تھی اور بڑی بڑی اور ٹھنڈے پانی کی لہریں پورے زور سے جہاز سے ٹکرانا شروع ہوگئیں تھیں۔سب کے چہرے پر ایک انجانہ سا خوف تھا۔آسمان پر کالے بادلوں کی گھٹا سے ماحول اور زیادہ سحرانگیز اور

خوفناک معلوم ہو رہا تھا۔ سب لوگ کمرے کو چھوڑ کر کیپٹن کے کیبن میں ہی چلے گئے اور وہیں بیٹھ کر موسم کا نظارہ کرنے لگے۔ ان کی واحد امید ان کا کپتان ہی تھا انھیں اس کی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا اور وہ اس کی ہر طرح کی مدد کرنے کو تیار تھے۔ آدھی سے تھوڑی کم مچھلی ہی پھینکنے کے بعد وہ لوگ تھک چکے تھے اور کام چھوڑ کر وہ اس وقت اپنے کپتان کے پاس تھے۔ لہروں کی اونچائی بھی معمول سے بہت زیادہ ہو چکی تھی اور جہاز بچوں کے کھلونے کی طرح اس بے حد وسیع سمندر میں ہچکولے کھاتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ طوفان کی پہنچ سے کچھ دور تھے مگر اتنی دوری سے بھی طوفان اپنی موجودگی ظاہر کر رہا تھا۔ اور وہ کسی شکاری سے بھاگتے ہوئے شکار کی طرح بس اپنے جان بچانے کے لئے آگے آگے بھاگ رہے تھے۔ کئی گھنٹوں کے سفر کے باوجود انھیں کوئی جزیرہ یا علاقہ نظر نہ آ رہا تھا جہاں وہ پناہ لے سکتے۔ کارل کے لئے بھی یہ سفر اس کی زندگی کا سب سے لمبا سفر تھا۔ اپنی زندگی میں اس نے بہت سفر کئے تھے مگر یہ سب اس کے لئے بھی نیا تھا۔ اور اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے طوفان ان کے سر پر پہنچ چکا ہو۔ اندھیرا ابھی پھیل چکا تھا اور آسمان پر گرج چمک بھی شروع ہو چکی تھی۔ کارل نے اپنی مدد کے لئے قریبی علاقوں میں ریڈیو پیغامات بھی بھیجے کہ وہ آ کر ان کی مدد کریں۔ اس کے علاوہ وہ خود بھی ذہنی طور پر بالکل تیار تھا اور اس کے ساتھی بھی۔ جوہن ان سب کا حوصلہ بڑھا رہا تھا اور ان کو باتوں میں الجھائے رکھنا چاہ رہا تھا تا کہ وہ زیادہ پریشان نہ ہو جائیں اور زیادہ ڈر نہ جائیں جو ان کی ہمت توڑ دیتا اور پھر وہ اس طوفان سے بالکل نہ لڑ پاتے۔ سمندر کی لہریں اس تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں کہ جہاز اپنے پوری رفتار پر چلنے کے باوجود بھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ کوئی زخمی گھوڑا چلتا ہے۔ اب وہ طوفان کے بیچ پھنستے جا رہے تھے جوہن کو یہ لگ رہا تھا کہ جیسے طوفان اس کی زندگی کی ہر شے کو اس سے چھین کر لے جانا چاہتا ہے۔ ابھی وہ ولیم اور اس کی بیٹی روز کی موت کو نہ بھول پایا تھا کہ وہی طوفان رنگ بدل کر پھر سے اس کے راستے میں آ کر اسے للکارنے لگا تھا۔ اس جہاز میں وہ اکیلا نہیں تھا اس میں اس کا دوست اور دوسرے لوگ بھی سوار تھے اور جوہن ان کی زندگی کو خطرے میں دیکھ کر بہت دکھی تھا۔ وہ دعا کر رہا تھا کہ وہ اس مصیبت سے نکل جائیں مگر موسم تھا کہ بگڑتا ہی گیا۔ اب ان لوگوں کے امتحان کی گھڑی آ چکی تھی طوفان نے ان کے علاقے میں قدم جمانے شروع کر دیئے تھے۔ اونچی اونچی دور سے بہتی ہوئی لہریں ان کی طرف آتیں اور اس شدت سے جہاز سے ٹکراتیں کہ یہی محسوس ہوتا کہ یہ جہاز کو توڑ دیں گی۔ مگر ابھی تک ان کا جہاز کسی نہ کسی طرح اپنے وجود کو قائم رکھے ہوئے تھا۔ وہ لوگ بہت خوفزدہ تھے اور ان

کی آنکھوں میں آنسو تھے اور زبان پر اپنے بچوں کے نام۔

کارل اور اس کے ساتھی ہمت ہارنے والے نہ تھے۔ مگر اس طوفان کے سامنے وہ بالکل بے بس تھے کارل اپنے کیبن میں بار بار ریڈیو سے قریبی لوگوں کو مدد سے پکار رہا تھا مگر کوئی اس کی آواز نہیں سن پا رہا تھا۔ آسمانی بجلی کی خوفناک کڑک پڑتی اور پھر دل دہلا دینے والی آواز آتی جس سے ان کے خوف میں اور اضافہ ہو جاتا۔ طوفانی رفتار سے چلتی ہوئی ہوائیں جہاز کو بچے کے جھولے کی مانند جھولا رہی تھیں اور حد درجہ اونچی اٹھتی ہوئی لہریں جہاز کا توازن قائم رکھنا ناممکن بنا رہی تھیں۔ جہاز کا انجن چل رہا تھا مگر پھر بھی جہاز لہروں کے بہاؤ پر تھا۔ پھر کارل نے سنا کہ ریڈیو میں کوئی پکار رہا تھا اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ سب ساتھی بھی بڑے خوش ہوئے کہ آخر کار انہیں مدد ملنے والی تھی۔ ریڈیو پر دوسری طرف سے کسی نے کہا کہ ہم نے آپ کو ڈھونڈ لیا ہے اور ہم اپنا جہاز لیکر آپکی طرف بڑھ رہے ہیں آپ لوگ بھی ہماری طرف آئیں ہم آپکو بچالیں گے۔ کارل اور اسکے ساتھی یہی سننا چاہتے تھے۔ انھوں نے ریڈیو پر اپنی موجودہ جگہ بتائی اور جہاز کا رخ ان کی طرف موڑ دیا۔ سمندر کی اونچی اٹھتی لہریں یہ کام بڑا دشوار بنا رہی تھیں مگر زندہ رہنے کی خواہش نے ان کے اندر بڑا حوصلہ بھر دیا تھا اور انھوں نے ہر حال میں وہاں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ لوگ ان سے کچھ زیادہ دور نہ تھے، جلد ہی انہیں دور سے روشنی کی لکیر حرکت کرتی ہوئی نظر آئی۔ وہ جہاز ان کے جہاز سے بڑا تھا جو کہ تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کارل نے بھی ان کو روشنی سے اشارہ دیا اور پھر دونوں جہاز ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔

قریب آنے پر ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ لوگ کسی پولیس یا آرمی کے لوگ تھے اور نہ ہی سمندر پر کام کرنے والے گارڈز کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ اس طرح کے لوگ انھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے وہ لوگ لمبے لمبے بال رکھے، عجیب طرح کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیار بھی تھے اور وہ تعداد میں بھی ان سے کئی گنا زیادہ تھے۔ مگر کارل نے ان سے کوئی خطرہ محسوس نہ کیا اور اپنے جہاز کو ان کے بالکل قریب لے گیا۔ ابھی وہ جہاز رکنے بھی نہ پایا تھا کہ ان لوگوں نے کارل کے جہاز میں چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ وہ لوگ عجیب طرح سے چیختے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے ان کے جہاز پر چڑھنے لگے اور پھر ان کے جہاز میں گھس گئے اور کمروں میں چلے گئے اور سب کو باہر ڈیک پر لے آئے کیبن میں بھی گھس کر کارل اور جوہن کو باہر لے آئے اور سب کو ڈیک پر لا کر لائن میں کھڑا کر دیا اب کارل کو احساس ہونے لگا کہ وہ کتنی بڑی مصیبت میں پھنس

چکے تھے۔اس طوفانی سمندر میں ایک اور آفت بحری قزاقوں کی شکل میں ان کے سامنے آ چکی تھی اور اب وہ بری طرح پھنس چکے تھے۔انھیں معلوم تھا کہ یہاں کے سمندری قزاق کس قدر سفاک رویے کے حامل تھے۔انسانی زندگی کی کوئی قیمت ان کے ہاں نہ تھی۔یہ لوٹ کھسوٹ کے لئے ہی زندہ تھے ان لوگوں نے بڑی تیزی سے کارل کے جہاز کی تلاشی لے لی اور پھر انھوں نے دوسرے جہاز پر موجود لوگوں کو پکار کر بتایا کہ کافی مال ہاتھ لگا ہے پھر انھوں نے کارل اور جوہن کے تمام ساتھیوں کو رسی سے باندھ دیا اور ان کے جہاز کو لوہے کی زنجیروں سے بڑے جہاز کے پیچھے باندھ دیا۔گو کہ طوفان بہت تیز تھا مگر وہ ہر کام اتنی مہارت سے کر رہے تھے کہ طوفان کوئی بڑا مسئلہ معلوم نہ ہوتا تھا۔پھر کسی نے ان کے چہروں پر کالے رنگ کے کپڑے چڑھا دیئے جس سے وہ باہر کچھ بھی نہ دیکھ پا رہے تھے۔کچھ دیر بعد ان کو یہ محسوس ہونے لگا جیسے جہاز چلنا شروع ہو گیا ہے وہ ڈیک پر بندھے ہوئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بس اپنی تقدیر پر افسوس ہی کر رہے تھے۔جوہن نے دھیمے لہجے میں اپنے ساتھیوں کو تسلی دی اور ان سے کہا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا گھبرانے کی ضرورت نہیں بس جیسا یہ کہتے ہیں کرتے جانا اور ان سے الجھنے کوشش نہ کرنا۔پھر وہ نہ جانے کتنی دیر تک یوں ہی بڑے جہاز کے پیچھے بہتے چلے گئے یہاں تک کہ ایک کافی لمبا سفر کرنے کے بعد جہاز رک گیا۔انھوں نے محسوس کیا جیسے وہ کسی ساحل پر پہنچ چکے تھے کیونکہ ساحل پر موجود لوگوں کی آوازوں کو وہ سن سکتے تھے۔ان کو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا لیا گیا اور وہ لوگ انھیں جانوروں کی طرح دھکیلتے ہوئے جہاز سے اتارنے لگے اس وقت یہ لوگ بالکل بے بس تھے اور جواباً کچھ نہ کر سکتے تھے لہٰذا وہ ان کی پیروی کرنے لگے۔ان کو کافی دیر تک پیدل گھنے جنگل میں چلایا گیا کبھی کوئی ٹھوکر کھا کر گر جاتا تو یہ لوگ بے دردی سے اسے مارنے پیٹنے لگتے اور پھر سے اسے اٹھا کر دوڑانے لگتے۔اس طرح کئی منٹوں تک پیدل چلتے ہوئے بالآخر ان کو ایک جگہ پر کھڑا کر دیا گیا۔جوہن نے باری باری سب ساتھیوں کو پکارا وہ سب اس کے ساتھ ہی تھے یہ جان کر جوہن کو کچھ تسلی ہوئی۔اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ایک بار پھر زندگی اسے مایوس کر رہی تھی۔وہ کافی دیر تک وہیں بے بس کھڑے رہے۔وہ طوفان سے تو نکل چکے تھے مگر ایک دوسرے طوفان میں پھنس چکے تھے ان کے جہاز سے سارا مال واسباب لوٹ لیا گیا تھا۔

ان لوگوں کو بعد میں ایک کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔اس اندھیرے کمرے میں ان کو باندھ کر زمین پر بٹھا دیا گیا اور ان کو اتنی کس کر باندھ دیا گیا تھا کہ وہ درد کی وجہ سے کراہنے لگے۔تھوڑی دیر بعد وہ لوگ ان

کواسی حالت میں چھوڑ کر کمرے سے نکل گئے اور پھر ساری رات وہ وہیں پر بندھے رہے۔اب ان کو بھوک اور پیاس ستانے لگی تھی بند کمرے میں سانس لینا بھی دشوار ہو گیا تھا اس پر ان کی آنکھوں بندھی کالی پٹیاں ان کے خوف میں اور اضافہ کر رہی تھیں۔ان کو بالکل بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ لوگ ان کو کہاں پہ لے آئیں ہیں اور باہر ماحول کس طرح کا ہے؟اس رات کارل نے اپنے ساتھیوں کو ایک واقعہ سنایا جس میں انہی کی طرح ایک مچھیروں کے جہاز کو قزاقوں نے لوٹا تھا اور بعد میں وہ مچھیرے کسی نہ کسی طرح ان قزاقوں کے چنگل سے چھوٹنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔کارل نے اپنے ساتھیوں کو حوصلہ دیا اور کہا کہ وہ ہمت نہ ہاریں یہ لوگ ہمارا مال لیکر بالاآخر ہمیں چھوڑ دیں گے یہی باتیں کرتے کرتے پھر انھیں نیند آ گئی اور وہ اسی طرح بھوکے پیاسے سو گئے۔آنکھوں پر پٹی ہونے کی وجہ سے وہ یہ اندازہ بھی نہیں لگا پا رہے تھے کہ اس وقت دن ہے یا رات۔انھیں وہاں پر بیٹھے صرف ان ڈاکوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جو کہ شائد ان کے کمرے کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ان کے خوفناک قہقہے انھیں جنگلی جانوروں کی دھاڑیں محسوس ہو رہے تھے خوف کی وجہ سے ٹھنڈے پسینے اور جسم پر ایک لرزہ طاری ہونے لگا تھا۔مگر یہ سب نیند سے پہلے کی باتیں تھیں کچھ ہی دیر میں وہ سو گئے۔

صبح کسی نے آ کر کمرے کا دروازہ کھولا اور ان کو جگانے لگا۔اس نے باری باری ہر کسی کو جگایا اور انھیں دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا۔وہ سب لوگ بہت ڈرے ہوئے تھے ان کو یقین تھا کہ جلد ہی ان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔اب یقیناً ان کو سردار کے پاس لے جایا جا رہا تھا جو کہ ان کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا تھا وہ ان کو زندہ بھی چھوڑ سکتا تھا یا پھر قتل کر کے ان کو سمندر میں بھی پھنکوا سکتا تھا۔جلد ہی ان کو ایک جگہ پر کھڑا کر دیا گیا وہاں پر ان کو بہت سے لوگوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں پر ہی ان کا سردار بھی ہوگا۔پہلی دفعہ ان کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی گئی۔سورج کی تیز روشنی جو انھوں نے پچھلے دو دن سے نہ دیکھی تھی اب اس روشنی سے ان کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں مگر اس طرح کم از کم ان کے خوف میں کمی ضرور ہو گئی تھی۔پہلی دفعہ انھوں نے دیکھا کہ ان کو ایک جنگل نما جزیرے میں قید کیا گیا تھا۔اس جگہ پر گھنے درخت تھے ان کے گرد کئی آدمی ادھ ننگی حالت میں عجیب وغریب ہتھیار پکڑے کھڑے تھے۔اور وہ سب ان کو گھور رہے تھے جیسے سب جاننا چاہتے ہوں کہ اب سردار ان کی تقدیر کا کیا فیصلہ کرے گا؟وہ لوگ جس زبان میں باتیں کر رہے تھے وہ کارل اور اس کے ساتھیوں کو بھی آتی تھی اس لیے وہ سمجھ پا رہے تھے جو کہ انکے لئے کہا جا رہا تھا۔اس سے پہلے کہ

ان لوگوں میں سے کوئی بولتا اچانک تین چار آدمی ایک کمرے سے نکل کر سامنے آئے۔ ان کے لباس باقی سب لوگوں سے مختلف تھے اور دیکھنے سے لگتا تھا کہ شائد یہی لوگ سردار یا سردار کے ساتھی تھے۔ وہ لوگ ان سامنے آئے اور کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے کسی ایک کے اشارے پر ان کے ساتھیوں نے جوہن اور اسکے ساتھیوں کو گھٹنوں پر بٹھا دیا اور ان کے سر پر ہتھیار لئے کھڑے ہو گئے۔ ان کو یہ محسوس ہوا گویا اب ان کی زندگی کا اختتام ہونے والا ہے مگر پھر ان چار آدمیوں میں سے ایک بولا: تم لوگ کس علاقے سے آئے ہو؟ یہ غالباً ان کا سردار ہی تھا۔ کارل تو یہ ہی چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ ان سے بات کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اس نے فوراً سردار کی بات کا جواب دیا: جناب ہم لوگ مچھیرے ہیں اور اپنے علاقے سے دور ہم مچھلی کی تلاش میں نکلے ہیں یہ جہاز اور اس پر لدا سامان بھی ہمارا نہیں ہے ہم لوگ صرف محنت مزدوری کرنے آئے ہیں اب یہ مچھلی ہم بازار میں لے جا رہے تھے اور۔۔۔۔

مجھے یہ سن کر افسوس ہوا دیکھو بھئی زندگی ہمیشہ ہمیں وہ نہیں دیتی جو ہم زندگی سے مانگتے ہیں۔ سردار نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے سب ساتھی ہنسنے لگ پڑے۔ تم لوگوں نے گھر سے نکلتے وقت سوچا بھی نہ ہوگا کہ تمہارا سامنا ہم سے ہو جائیگا۔ وہ خود ہی اپنی زبان سے اس چیز کا اقرار کر رہا تھا کہ وہ لوگ ڈاکو تھے۔ میں آپ سب کو بتانا چاہوں گا کہ سمندر کا یہ علاقہ ہمارا ہے اور اس میں کسی اور کا گھس جانا ہمیں اچھا نہیں لگتا اس لئے جو بھی یہاں پر آتا اس کو اپنا سب کچھ کھونا پڑتا ہے بالکل اسی طرح جیسے ابھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوا۔

ہمیں اس کا زیادہ افسوس نہیں ہے۔ جوہن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

کیا مطلب؟ سردار نے وضاحت چاہی

آپ نے صحیح کہا کہ زندگی ہمیں ہمیشہ وہ سب نہیں دیتی جو ہم اس سے مانگتے ہیں یہ سچ ہے ہم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ہمارے ساتھ یہ سب ہوگا۔ ہم سب نے بڑی محنت اور امیدوں سے یہ سفر طے کیا تھا اور بڑی محنت سے مچھلی پکڑی۔ ہمارے گھر والے بڑی امیدوں سے ہمارا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم ان کے لیے زندگی کی خوشیاں ڈھونڈ کر لائیں گے مگر زندگی کو شائد یہ منظور نہیں ہے آپ نے سچ کہا کہ زندگی ہمارے بس میں نہیں ہے بلکہ ہم زندگی کے بس میں ہیں۔ جوہن نے بات بڑھائی

سردار کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا: ان کو لے جاؤ

اس کے آدمی انھیں دھکیلتے ہوئے واپس کمرے کی جانب لے جانے لگے تو کارل نے سردار کو مخاطب کیا: آپ لوگوں کو جو چاہیے تھا وہ آپ لے چکے ہیں اب ہمیں جانے دیجئے ہمارے گھر والے بہت پریشان ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہماری جان بخشی کر دیں گے۔ کارل نے التجائیہ لہجے میں کہا

سردار مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے بالوں کو کھینچا ہوا سختی سے بولا: ابھی نہیں میرے دوست، تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو تھوڑا انتظار کرنا ہوگا جب تک تمہارے بارے میں ہم کوئی فیصلہ نہیں کر لیتے تب تک ہم آپ لوگوں کی اچھی میزبانی کریں گے اس کا وعدہ رہا اور یہی امید کرتے ہیں کہ آپ لوگ بھی یہیں پر خوش رہیں گے یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے اور کسی قسم کی چالاکی جو تمہاری جانوں کو وقت سے پہلے خطرے میں ڈال دے نہیں کریں گے۔ تعاون کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ تمہارے ساتھ بھی تعاون کیا جائے میرا خیال ہے تم سب کو میری بات سمجھ میں آ گئی ہوگی، ہے ناں۔۔۔۔۔۔ وہ اور کرختگی سے بولا

ہاں۔ کارل نے افسردگی سے جواب دیا

بہت اچھے تم واقعی ایک اچھے کپتان ہو اپنے ساتھیوں کی زندگی کی حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے اور تمہیں یہ فرض اچھے سے پورا کرنا ہے یاد رکھنا تمہاری کوئی بھی غلطی بہت مہنگی پڑ سکتی ہے۔

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر واپس کمرے میں چلا گیا اور ان لوگوں کو دوبارہ لا کر اسی کمرے میں بند کر دیا گیا جہاں انھوں نے گذشتہ رات گزاری تھی۔ کچھ دیر بعد ان کو وہی کھانا جو جہاز میں انھوں نے اپنے لئے رکھا تھا لا کر دیا گیا وہ لوگ دو دن سے بھوکے پیاسے تھے کھانے کو دیکھتے ہی وہ اس کی طرف لپکے اور پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

اب ہمارا کیا ہوگا؟ کارل کے ایک ساتھی نے اس سے پوچھا

مگر کارل خاموش رہا اور اس کو دیکھتا ہوا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کا کندھا تھپتھپایا اور مسکراتے ہوئے بولا تم ضرور اپنے بچوں کے پاس جاؤ گے یہ میرا وعدہ رہا مگر تم کو حوصلہ رکھنا ہوگا۔

ہم لوگ جب تک ان کے قبضے میں ہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہوگا؟ لیکن مجھے امید ہے کہ آخر کار ہم کو چھوڑ دیا جائے گا آپ سب لوگوں کو بس بڑے احتیاط سے یہاں رہنا ہوگا۔

یہاں رہنا ہوگا کیا مطلب؟ میں یہاں نہیں رہوں گا میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے روتے

ہوئے کہا

ایسی غلطی نہ کرنا میرے دوست جس سے ہماری جان کو خطرہ ہو۔تم سن چکے ہو کہ اس آدمی نے کہا تھا کہ بھاگنے کی کوشش کی تو مارے جاؤ گے۔کارل نے اس کو سمجھایا

تو تم اس کی دھمکی سے ڈر گئے۔تم ہمارے کپتان ہو اور اس جگہ پر تم ہی ہمیں لیکر آئے اب ہمیں یہاں سے صحیح سلامت نکالنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے سمجھے۔۔۔۔۔وہ لڑنے پر اتر آیا

ہاں ہاں میں جانتا ہوں کہ میں اس جہاز کا کپتان ہوں اور میں ہی آپ سب لوگوں کو یہاں پر لیکر آیا مگر میں سمجھا تھا کہ میرے ساتھی بڑے بہادر اور محنتی ہیں۔جس طرح ہم نے سمندر میں طوفان کا مقابلہ کیا اگر ہم چاہیں تو اس مصیبت سے بھی نکل سکتے ہیں۔اور اس کے لئے مجھے ضرورت ہو گی آپ کیساتھ کی بالکل اسی طرح جس طرح جہاز پر موجود کسی کپتان کو اپنے وفادار اور جانباز ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے سمجھے تم۔کارل نے ایک ہی سانس میں سب بات کہہ ڈالی۔اور رہی بات میرے ڈرنے کی تو میرا ڈر صرف یہ ہے کہ میں آپ سب لوگوں کی زندگیاں بچا سکوں اور آپکو یہاں سے باہر لے جا سکوں اسکے لئے خواہ مجھے اپنی زندگی سے ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے دوستو اگر ہم اسی طرح لڑتے رہیں گے تو اس مصیبت کا سامنا کیسے کریں گے؟جوہن نے ان کو سمجھایا۔یقیناً ہمارے کپتان نہیں چاہتے تھے کہ ہم اس مصیبت میں پھنسیں مگر اب جب ہم پھنس چکے ہیں تو ہمیں اپنے کپتان کا ساتھ دینا چاہیے پھر جئیں یا مریں اس کو قسمت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ہم سب کوشش کریں گے کہ اپنے اپنے گھر دوبارہ جا سکیں۔جوہن نے ان کو تسلی دی

اور جہاز کا نقصان۔۔۔؟کیا جہاز کا مالک ہم سب کو معاف کرے گا؟ہم اتنے دنوں سے اس طوفانی سمندر میں ہیں اور جو کچھ ہم نے اتنی محنت سے اکٹھا کیا تھا وہ بھی لوٹا جا چکا ہے ہم یہاں سے بچ کر جائیں گے بھی تو کہاں جائیں گے؟دوسرے ساتھی نے سوال کیا

اس وقت تو ہمیں صرف اپنی جان بچانی ہے میرے دوست۔اگر ہم زندہ رہے تو پھر سے کوئی محنت مزدوری کر کے اپنے گھروں کو بیچ کر اور رشتہ داروں اور دوستوں سے مانگ وانگ کر ہم یہ نقصان پورا کرنے کی کوشش کریں گے جس قدر بھی ہم کر سکے ہم کریں گے مگر کم از کم ہم لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ تو ہوں گے اور یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔جوہن نے اس کو بھی سمجھایا

فکر نہ کرو دوستو۔ یہاں پر چلنے والے ہر جہاز کی انشورنس ہوتی ہے یقیناً ان کمپنیوں سے بھی ہمیں بہت مدد مل جائے گی۔کارل نے بھی اپنی بات کا اضافہ کیا

تو چلئےمل کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر حال میں ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے اور پوری کوشش کریں گے کہ یہاں سے کسی طرح باہر جا سکیں جوہن نے سب سے وعدہ لیا اور سب ساتھیوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنیکا وعدہ کیا۔

سہ پہر کے قریب ان کے کمرے کا دروازہ کھلا۔چند آدمیوں نے آکر ان کی رسیاں کھول دیں جن کو اتنی کس کر باندھا گیا تھا کہ اب ان سب کے ہاتھ سوجھ چکے تھے ان کو باہر بلایا گیا اور پھر سے ان کو صبح والی جگہ پر لاکر کھڑا کر دیا گیا۔کچھ لوگ بدستور ان کے سر پر ہتھیار تانے کھڑے تھے تاکہ یہ کچھ مزاحمت نہ کر سکیں۔

کچھ دیر بعد پھر اس کمرے سے چند لوگ باہر آئے۔ان میں سے ایک وہ تھا جس کے ساتھ صبح ان لوگوں نے بات کی تھی اور ایک شخص نیا تھا جس کو انھوں نے صبح نہیں دیکھا تھا۔یہ شخص لمبی چوڑی جسامت والا اور سیاہ فام انسان تھا وہ بڑا مہذب لباس پہنے ہوئے تھا اور دیکھنے ہی سے لگتا تھا کہ یہ کسی شہری علاقے کا باشندہ ہے۔

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا کارل اور اس کے ساتھیوں کی جانب بڑھا۔قریب آکر اس نے ان کو مخاطب کیا: معاف کرنا دوستو، مجھے افسوس ہے کہ آپ کی محنت آپ کے کسی کام نہ آئی دراصل ہم آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہم کو ڈھیر ساری مچھلی پکڑ کر دی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت جہاز بھی دیا ہم آپ سے بہت خوش ہیں مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کون ہیں؟ کارل نے اس سیاہ فام سے پوچھا

نہیں تم نہیں پوچھ سکتے کیوں کہ کچھ بھی پوچھنے کی تمہاری حیثیت نہیں ہے۔تم صرف وہی کرو جو تمہیں کرنے کو کہا جائے۔وہ سیاہ فام غصے سے چلا کر بولا

اس کے حلیے سے کارل نے اندازہ لگا لیا کہ یہ بھی ان ڈاکوؤں سے ملا ہوا ہے اس کے ڈاکو ساتھی سمندری قزاق بن کر لوگوں کو لوٹتے تھے اور یہ شہری بابو بن کر ان کا کاروبار شہری علاقوں میں جا کر کرتا تھا جو کچھ بھی یہاں پر لوٹا جاتا وہ اس شخص کی بدولت دوسرے علاقوں میں بیچا جاتا تھا لہذا یہ شخص بھی اس کام میں برابر کا حصہ دار تھا۔

پھر وہ ان کے ساتھ مخاطب ہوا: اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو تو تمہیں وہی کرنا ہوگا جو ہم تم سے کہنے والے ہیں بولو منظور ہے کیا؟

کارل نے جواب دیا: ہاں ہمیں منظور ہے مگر اس کے بعد ہمیں چھوڑ دیا جائے گا۔

بہت اچھا۔ تو میرے دوست تم مجھے اپنے جہاز کے مالک کا پتہ دو گے میں وہاں پر جا کر اس سے ملوں گا اس کو آپ کے بارے میں سب سچ سچ بتاؤں گا اور اسکے ساتھ ایک سودا کروں گا۔

سودا، کیسا سودا؟ کارل نے پوچھا

اس آدمی کو اپنے جہاز کی واپسی کی فکر تو ہوگی نہ۔ تو ہم اس سے اس جہاز کی قیمت وصول کریں گے اگر اس نے ہماری قیمت ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی جہاز میں آپ لوگوں کو بٹھا کر واپس بھیج دیا جائے گا مگر اگر اسے اپنے جہاز کی یا اپنے ساتھیوں کی ضرورت نہ ہوئی تو جہاز تو کہیں بھی بک جائے گا مگر پھر آپکی قیمت ادا کرنے والا نہیں ملے گا اس لئے مجبوراً ہمیں آپ سب کو ختم کرنا پڑے گا جو ہم بھی نہیں چاہتے۔

یہ سب کارل کو اچھا نہ لگا اسے معلوم تھا کہ اس کے جہاز کے مالک کو اپنے جہاز کی فکر تو ہوگی مگر وہ ان کی زندگیوں کی قیمت ادا کرنے کو کبھی تیار نہ ہوگا کیونکہ وہ ایک نہایت لالچی انسان تھا جب اسے جہاز کی قیمت سے زائد پیسے دینے پڑتے تو وہ کبھی بھی اس سودے پر راضی نہ ہوتا۔

ہمیں تمہاری یہ بات منظور نہیں ہے تم اس جہاز کو کہیں بھی بیچ لینا تمہیں خاصے پیسے مل جائیں گے ہمیں جانے دو ہمیں ختم کر کے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کارل نے اپنا مدعا بیان کیا

اس شخص کو جیسے کارل کی بات بہت ناگوار گزری وہ آگے بڑھا اور کارل کو مکوں اور ٹھوکروں سے مارنے پیٹنے لگ پڑا اس دوران وہ غلیظ گالیاں بھی بکتا رہا اس کے منہ سے تھوک کی رالیں بہنے لگیں۔ کارل کے ساتھی اس کی کوئی مدد نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان کے سر پر کئی آدمی اسلحہ تانے کھڑے تھے۔ جب وہ کارل کو جانوروں کی طرح پیٹ کر تھک گیا تو اس کے ساتھیوں نے اس کو پکڑا اور اس کو کارل سے دور لے گئے مگر وہ پھر سے ان سے ہاتھ چھڑوا کر کارل پر جھپٹا اور پھر اسے مارنے پیٹنے لگا اور پھر تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ کارل کے ساتھیوں سے اب یہ برداشت نہ ہوا اور وہ اسکی مدد کو آگے بڑھے مگر چاروں طرف سے ان جنگلی ڈاکوؤں نے ان پر حملہ کر دیا وہ ان پر لکڑی کے ڈنڈوں، لاتوں اور گھونسوں سے تشدد کرنے لگے پھر ان کو دوبارہ باندھ دیا گیا اور لا کر پھر اسی کمرے میں بند کر دیا گیا۔

ان پر تشدد کی انتہا کر دی گئی تھی۔ کارل اور اس کے ساتھی بری طرح سے زخمی ہو چکے تھے ان کے لئے اس جگہ قیدیوں کی طرح زندگی گزارنا بہت مشکل تھا اس طرح وہ یہ جھوٹی امید دل میں نہیں پال سکتے تھے کہ جہاز کا

مالک ان کے بدلے میں اتنی قیمت ادا کرے گا وہ جانتے تھے کہ وہ بے حد لالچی انسان تھا اس کے لئے روپیہ پیسہ جمع کرنا ہی اس کا دین و مذہب تھا اگر وہ ان ڈاکوؤں کی بات نہ مانتا تو پھر یقیناً یہ لوگ ان کو مار دیتے اور وہ اس طرح بے بسی کی موت بھی نہیں مرنا چاہتے تھے۔ان کے لئے یہاں سے بھاگنا بھی ممکن نہ تھا کیونکہ یہ بہت بڑا علاقہ تھا جو کہ گھنے جنگلوں پر محیط تھا۔اور وہ ڈاکو ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر نہ جانے کن راستوں سے لاتے ہوئے انہیں یہاں لائے تھے پھر ان کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ دراصل یہ ڈاکو تعداد میں کتنے تھے۔اور کیا صرف یہ ڈاکو اسی علاقے میں تھے یا ان کا پہرہ پورے علاقے پر تھا۔ہوسکتا تھا کہ یہاں سے بھاگنے سے کوشش کرنے کے جرم میں وہ پکڑے جاتے اور پھر وہ موت سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلے جاتے ۔یہاں سے بھاگنے کا وہ خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے مگر اس حالت میں اور اس جگہ وہ بھی ان درندہ صفت ڈاکوؤں کے ساتھ بھی وہ رکنا نہیں چاہتے تھے۔زخموں اور درد کی وجہ سے سب ساتھی کراہ رہے تھے ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ایک ساتھی کی بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ جانوروں کی طرح ایک کمرے میں قید تھے۔آنے والا دن نہ جانے ان کے لئے کیا پیغام لے کر آتا وہ سب بھوکے اور زخمی حالت میں کتنی ہی دیر وہاں پر پڑے رہے۔سارا دن گزر گیا مگر کوئی ان کی خبر گیری کو نہ آیا یہ دیکھ کر سب ساتھی بہت مایوس ہو گئے۔

اگلی صبح پھر سے دروازہ کھلا۔اس دفعہ وہی وحشی درندہ سیاہ فام شخص اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ آیا وہ ان کے لئے کھانے کے لئے کچھ پھل لائے تھے اور ساتھ میں آگ پر بھنی ہوئی مچھلی تھی جو ادھ بھنی حالت میں ہی لا کر ان کے سامنے رکھ دی گئی۔انھوں نے کارل کے سب ساتھیوں سے کہا کہ وہ کھانا کھالیں پھر انھیں یہاں سے لے جایا جائے گا۔سب ساتھی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے وہ کافی دیر سے بھوکے پیاسے تھے اور کھانے کو دیکھ کر ان کی بھوک میں اور اضافہ ہوگیا۔مگر کسی نے بھی کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔

پھر اسی سیاہ فام شخص نے مچھلی کا ٹکڑا کارل کے سامنے پھینکتے ہوئے غصے سے کہا۔جلدی کھاؤ پھر ہمیں یہاں سے جانا ہے۔کارل نے بھی اسے اسی لہجے میں جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی کھانا نہیں کھائے گا۔جوہن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور سب ساتھیوں نے بھی کھانا نہ کھانے کا فیصلہ کیا۔

وہ سیاہ فام ہنسنے لگا اور بولا تمہاری مرضی مت کھاؤ۔یہ کہہ کر اس نے وہ کھانا کمرے کے ایک طرف زمین پر پھینک دیا اور اٹھ کر باہر چلا گیا اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ باہر چلے گئے مگر انھوں نے دروازہ بند نہ

کیا۔ کچھ دیر کارل اوراس کے ساتھی دروازے کے باہر دیکھتے رہے اور جب انھیں کوئی نظر نہ آیا تو وہ باہر آ گئے وہ ساتھی جس کی باز وٹوٹی تھی وہ اندر ہی پڑا رہا۔ باہر آ کر انھوں نے دیکھا کہ قریب ہی تین چار ڈاکو ہاتھوں میں اسلحہ لئے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے انھوں نے ان کو دیکھا مگر پھر ایک دوسرے میں مگن ہو گئے جیسے انھیں بھروسہ ہو کہ یہ لوگ یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ وہ سب ساتھی باہر آ کر کھلی ہوا میں زمین پر بیٹھ گئے بھوک کے مارے ان کا برا حال تھا انھوں نے دیکھا کہ قریب ہی درختوں کے نیچے اس کا پھل گرا ہوا تھا وہ زمین پر گرے چھوٹے چھوٹے پھل اکٹھے کر کے کھانے لگے۔ دور کھڑے ڈاکو انھیں دیکھ کر ہنس رہے تھے مگر اس وقت انھیں صرف اپنی بھوک مٹانی تھی۔ جوہن کچھ پھل کمرے میں موجود اپنے زخمی ساتھی کے لئے بھی لے کر گیا اور اس کو پانی بھی لا کر پلایا۔ اب انھیں انتظار تھا کہ ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جانے والا ہے؟

کچھ دیر بعد وہی سیاہ فام شخص اور ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے چند ساتھی ان کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ جوہن ان کو دیکھ کر چوکنا ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی خبردار کر دیا وہ لوگ دور کھڑی ایک بس نما گاڑی میں سوار ہو گئے اور پھر جوہن اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس گاڑی میں سوار کر دیا گیا۔ ایک آدمی نے آ کر ان کی آنکھوں پر پھر سے پٹی باندھ دی اور پھر سفر شروع ہو گیا۔ ان کے سر پر دو آدمی اسلحہ تانے کھڑے تھے اس لئے وہ یہاں پر کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ اب ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ کافی دیر گزرنے کے بعد گاڑی ایک جگہ پر رکی اور ان کو نیچے اتارا گیا پھر ان کی آنکھوں سے پٹی ہٹا دی گئی انھوں نے دیکھا کہ وہ پھر سے ساحل پر موجود ہیں ٹھیک اسی جگہ جہاں سے یہ لوگ ان کو لیکر گئے تھے۔ ان کا لٹا ہوا جہاز بھی وہیں کھڑا تھا جسکو دیکھ کر سب کی آنکھوں میں حیرت بھر آئی اور وہ اس کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ وہ ڈاکو بھی اتر کر ان کے پاس آ گئے اور ان کا سردار ان سے مخاطب ہوا: ہماری تمہارے جہاز کے مالک سے بات ہوئی ہے۔ اور اس نے اپنے جہاز کے بدلے میں ہمیں کچھ قیمت دینے کا ارادہ کیا ہے مگر وہ تمہاری جانوں کی کوئی قیمت نہیں دینا چاہتا لگتا ہے اسے تمہاری زندگیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

وہ ایک لالچی انسان ہے۔ کارل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے لئے ہم جیسے مزدوروں کی زندگی کی قیمت نہیں مگر سچ یہ ہے کہ ہم لوگ ہی ہیں جو اس کے لئے اس طوفانی سمندر سے مچھلی پکڑ کر لاتے ہیں اور جسکا وہ منافع کماتا ہے وہ بہت بے ایمان آدمی ہے۔

آپ لوگ ہمیں جانے دیں ہم آپکو اپنی زندگی کی قیمت خود ادا کریں گے۔ایک ساتھی نے کہا
یہ سن کر سب ڈاکو ہنسنے لگے اور ان کا سردار بولا ،معاف کرنا ایسا نہیں ہو سکتا ہاں اگر کوئی دوسرا حل ہے تو بتاؤ اور وہ بھی جلدی کیونکہ آپ سب کے پاس وقت بہت کم ہے۔
یہ سن کر سب ساتھی ایک دوسرے کو تکنے لگے اور کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔موت ان کے سر پر منڈلا رہی تھی اور ان سے زندہ رہنے کی قیمت مانگی جا رہی تھی جو ان کے پاس اس وقت نہ تھی۔سب ساتھی خاموش رہے

ان سب کو پکڑ کر گھنے درختوں میں لے گئے اور ان سب کو الگ الگ درخت کیساتھ رسیوں سے باندھ دیا گیا اور پھر سے ان کی آنکھوں پر سیاہ پٹیاں باندھ دی گئیں اور ان سے کہا گیا کہ موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔اس کے بعد ان پر تشدد شروع کر دیا گیا بھاری بھاری لکڑی کے ڈنڈے ان کے جسم پر برسائے گئے اور چاقوؤں اور خنجروں سے ان پر پے در پے وار کئے گئے ۔ان کی چیخوں سے سارا جنگل گونج اٹھا مگر ان ظالم اور بے رحم ڈاکوؤں کو ان پر ترس نہ آیا۔اتنی اذیت ناک موت ان کو دی جا رہی تھی جیسے انھوں نے بہت بڑا ظلم کیا ہو پھر جب ان کو یقین آ گیا کہ اب کوئی ان میں سے زندہ نہ بچ پائے گا تو وہ انھیں چھوڑ کر چلے گئے۔

سمندر میں پھر سے ایک زور کی لہر اٹھی اور پوری شدت سے ساحل کے ساتھ ٹکرائی۔پانی جو عام رفتار سے بہہ رہا تھا اس میں نہ جانے کیا طاقت اوندھ آئی تھی کہ اس نے کھولنا شروع کر دیا اور پے در پے سمندر کی لہریں ساحل سے ٹکرانے لگیں جہاں سے چند قدم دور ابھی ابھی جوہن اور اس کے ساتھیوں پر یہ ظلم ہوا جو سمندر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر ان لہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سب ساتھی درد سے کراہ رہے تھے ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے کہ وہ ان کی مدد کریں مگر ان میں سے سب کی یہی حالت تھی ان کے جسم سے خون کے فوارے نکل رہے تھے اور وہ اسی طرح درختوں سے بندھے چیخ رہے تھے۔میرے بچے میرے بچے ،ساتھیوں میں سے کسی ایک نے روتے ہوئے فریاد کی۔اب ان کا کیا ہو گا؟ مگر کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور وہ اسی طرح بولتا رہا۔
سب کی آنکھوں پر پٹی اب بھی موجود تھی جس کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پا رہے تھے کہ ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟ ویسے بھی اب ان کے جسم میں بولنے کی طاقت نہ بچی تھی اور رفتہ رفتہ پورے ماحول میں سناٹا پھیل گیا اور سب کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔

وہاں ساحل پر یہ بات مشہور ہو گئی کہ مچھیروں کے جہاز کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور تمام مچھیروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جوہن کی ماں اور اس کی بہن بھی یہ بات جان چکی تھیں لنتا نے ان کو بتایا تھا کہ جوہن مچھیروں کے ساتھ مچھلی پکڑنے جہاز کے ساتھ گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر ان کی اجڑی ہوئی زندگی اور اجڑ کر رہ گئی ان کی زندگی کی امید جوہن کی وجہ سے روشن تھی مگر اب وہ بھی ان کے لئے ہمیشہ کے لئے بجھ چکی تھی۔ لنتا نے جوہن کی ماں اور بہن کو دلاسہ دیا اور پھر اس کی آخری رسومات بھی ادا کر دی گئیں۔ جوہن کے گھر والوں کی طرح تمام ساتھیوں کے گھر والے بھی اس دکھ میں برابر کے شریک تھے ان کے گھرانے تباہ ہو چکے تھے۔ تقدیر کے ہاتھوں وہ سب لوگ مجبور تھے اور کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔

جوہن کی ماں اس بات کو ماننے کو تیار نہ تھی کہ اس کا بیٹا مر چکا ہے۔ چاہے سارا عالم اس بات کو مان لیتا مگر وہ جانتی تھی کہ اس کا بیٹا زندہ ہے۔ جب بھی کوئی اس سے اس کے بیٹے کے مرنے کی بات کرتا تو وہ غصے میں آ جاتی اور کہتی کہ میرا بیٹا زندہ ہے تم کیوں اسے مردہ کہتے ہو؟ سب لوگوں نے خیال کیا کہ ماں کے دل میں اس کے جوان بیٹے کی موت کا غم ہے اور وہ اس کی موت کا سچ برداشت نہ کر پائی ہے اس لئے وہ ایسا کر رہی ہے۔ مگر اس کو رات میں اکثر خواب میں جوہن نظر آتا جو اسے کہتا کہ ماں میں مرا نہیں ہوں میں زندہ ہوں۔ اس نے اپنے دل میں جوہن کو ہمیشہ زندہ رکھا اور یہ امید بھی زندہ رکھی کہ وہ ضرور واپس آئے گا۔

اچانک جوہن کے سر میں درد اٹھا اور وہ بے ہوشی سے ہوش میں آ گیا۔ اس نے محسوس کیا گویا اس کے جسم سے جان نکل چکی ہے مگر پھر بھی وہ زندہ ہے اس کا سر بری طرح سے چکرا رہا تھا اور زبان خشک ہو کر کانٹے کی طرح ہو چکی تھی۔ رسیوں کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں سوجن ہو چکی تھی کیونکہ وہ صبح سے اس طرح یہاں بندھا ہوا بے ہوش کھڑا تھا۔ اس کو یاد آیا کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے اور پھر اسے یاد آیا جو کہ ان سب کے ساتھ ہوا تھا۔ اس نے کوشش کر کے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیں مگر اس کی آواز میں وہ طاقت نہ تھی اور وہ خود اپنے ادا کیے ہوئے لفظ پہچان نہیں پا رہا تھا۔ اس نے کوشش کر کے ہاتھ کھولنے کی کوشش کی مگر کچھ نہ بن سکا۔ اس کے سر میں ڈنڈوں سے شدید ضرب لگائی گئی تھی جس سے اس کے سر سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا اور کچھ خون جم چکا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے جسم پر بھی کئی زخم لگائے گئے تھے اور اب اس کے جسم کے ہر حصے میں سے درد اٹھ رہا تھا مگر اس کو اپنے دوستوں کی بھی فکر تھی کیونکہ ان میں سے کسی کی کوئی آواز وہ سن نہیں پا رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر

بعد وہ دوبارہ بے ہوش ہوگیا۔وہ زخموں سے چور چور تھا موت کو چھوڑ کر جب اس نے جینے کی کوشش کی تو زندگی پھراس کے ساتھ یہ سب مذاق کر رہی تھی اور وہ بے بسی کی تصویر بنا ایسی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا تھا۔کچھ دیر بعد اسکو پھر سے ہوش آ گیا اس کو اپنی آنکھیں بہت بوجھل محسوس ہوئیں اس نے اپنی آنکھوں پر بندھی پٹی کو ہٹانے کی کوشش کی مگر اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔اس نے منہ موڑ کر درخت کے تنے کے ساتھ اس کو رگڑ کر اتارنا شروع کر دیا اس کے زخموں سے پھر خون بہنا شروع ہوگیا مگر اس نے اپنا کام جاری رکھا اس پٹی سے اسے گھٹن ہو رہی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جسم پر لاتعداد زخم اور اس سے بھی زیادہ زخم اس کی روح پر لگے ہوئے تھے۔وہ جلد از جلد اس حالت سے چھٹکارا چاہتا تھا آخر کار وہ اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹانے میں کامیاب ہو گیا۔جب اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹی تو اس نے دیکھا کہ اس کے دوست سب کے سب زندگی سے ہار چکے تھے،یعنی دم توڑ چکے تھے۔اس نے باری باری سب کو روتے ہوئے آواز دی مگر کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہ دیا وہ سب کے سب مر چکے تھے ان میں سے صرف جوہن تھا جو اب تک کسی طرح زندہ تھا مگر اگر وہ اسی حالت میں یہاں بندھا رہتا تو پھر یقیناً وہ بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔اب اس کو اپنے ہاتھ کھولنے تھے وہ جانتا تھا کہ وہ ڈاکو ایک دفعہ ان کو دیکھنے ضرور آئیں گے اور اس سے پہلے کہ وہ یہاں آتے جوہن یہاں سے جانا چاہتا تھا۔اس نے زور زور سے اپنے بازوؤں کو جھٹکے دینا شروع کر دیئے اس کو بڑی مضبوطی سے باندھا گیا تھا اس لئے یہاں سے چھوٹنا آسان نہیں تھا۔اس کے اپنی کوشش جاری رکھی اور بالا آخر اس کے ہاتھ کھل گئے اور وہ گرتا پڑتا باری باری اپنے ساتھیوں کے پاس آیا مگر سب کے سب مر چکے تھے۔جوہن کے لئے اسکے دوست کارل کے مرنے کا غم ،اور اس کے ساتھیوں کی زندگی ختم ہونے کا غم ،کم نہیں تھا۔بہت دنوں بعد وہ ان لوگوں کے ساتھ تھا جن کے ساتھ وہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا تھا وہ سب اس کے اچھے دوست تھے۔اچھے دوست مطلب زندگی،وہ لوگ اس کی زندگی تھے اور وہ سب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جان دے چکے تھے۔اور اب جوہن اس گھنے اور خطرناک ڈاکوؤں کے جنگل میں بالکل اکیلا رہ چکا تھا۔اسے معلوم تھا کہ اگر ڈاکوؤں نے اسے زندہ دیکھ لیا تو وہ اسے مار دیں گے اس لئے اس نے یہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کیا۔ساحل پر کوئی کشتی نہ تھی اور جہاز کی چابیاں اسکے پاس نہ تھیں۔اس نے جنگل میں ایک طرف کو بھاگنا شروع کر دیا۔وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا ورنہ وہ ڈاکو کسی بھی وقت یہاں آ سکتے تھے۔اس نے ایک دفعہ زندگی سے لڑنے کا عزم کر لیا تھا ورنہ اب

بھی زندگی میں اس کے لئے کوئی کشش باقی نہ رہ چکی تھی اور زندگی ہر طرف سے اسے اندھیرے راستوں میں لا کر چھوڑ رہی تھی۔ وہ بھاگتا رہا جہاں تک اس کے جسم میں طاقت باقی رہی۔ یہ جزیرہ کافی بڑا تھا اور جوہن کے اندازے کے مطابق یقیناً یہاں پر کوئی شہر بھی آباد ہونا چاہیے تھا۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے ایک انجانی سمت اپنا راستہ کھوجا اور پھر اسی طرف بھاگنے لگا۔ اس کا سر ابھی تک چکرا رہا تھا اور وہ کسی بھی پل کہیں گر سکتا تھا اور اگر وہ اس حالت میں بے ہوش ہو جاتا تو ہوسکتا تھا کہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اس کی موت ہو جاتی۔ وہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں سے نکلتا ہوا ایک جانب بڑھ رہا تھا۔ اس کی سانس اکھڑ چکی تھی مگر وہ کسی قیمت پر یہاں رکنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی وہ اتنا دور نہیں آیا تھا کہ ڈاکوؤں کے علاقے سے باہر ہوتا۔ اسے صرف بھاگے ہی جانا تھا اور وہ بھاگتا ہی رہا۔ اس کی ٹانگیں کانپنا شروع ہو گئیں، دل کی دھڑکنیں بری طرح سے بے قابو ہو گئیں اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا پھر وہ چکرا کر گرنے ہی والا تھا کہ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ خوش قسمتی سے جوہن کے جسم پر لگے گاؤ اس قدر گہرے نہ تھے مگر پھر بھی ان سے خون رس رہا تھا۔ اس نے ایک درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائی اور بیٹھ گیا۔ اپنے جسم میں وہ بہت کمزوری محسوس کر رہا تھا اس کو بہت شدت کی پیاس بھی لگی تھی لیکن اردگرد کہیں بھی پانی کا نام ونشان نہ تھا ہاں مگر پھل دار درخت کافی تھے جن سے گرے ہوئے پھل جوہن کے پاس ہی زمین پر پڑے تھے اس نے آگے بڑھ کر ان کو اٹھایا اور پھر انھیں کھانے لگا۔ اس نے کچھ پھل اپنے کوٹ کی جیبوں میں رکھ لئے تاکہ آگے سفر میں کھانے کے کام آسکیں۔ وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا اردگرد دیکھتا رہا درختوں پر پرندے شور مچا رہے تھے۔ زمین پر لمبی لمبی جنگلی گھاس موجود تھی جس سے خطرہ تھا کہ اس میں کوئی زہریلا جانور ہی نہ چھپا بیٹھا ہو۔ اس نے ہمت کر کے یہاں سے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس جگہ اسے ڈاکوؤں کا خطرہ ابھی بھی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ درخت کا سہارا لیکر اٹھا اور پھر سے اپنی طے کردہ سمت میں چلنے لگا۔ اب اس کے جسم میں دوڑنے کی سکت باقی نہ رہی تھی مگر وہ اسی طرح چلتا رہا اس کا خون اس کے جسم پر جم چکا تھا اور مزید خون رسنا بھی بند ہو چکا تھا مگر ان زخموں سے اٹھتا درد کسی صورت کم نہ ہوا تھا۔ وہ اسی طرح سارا دن چلتا رہا یہاں تک کے رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا اور وہ اس گھنے جنگل سے نکلنے قریب قریب کامیاب ہو ہی گیا۔ اس کے اندازے سے وہ ڈاکو اس جگہ آنے والے نہیں تھے کیونکہ قریب ہی اسے انسانوں کی ایک بستی دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں پر ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا جہاں پر لوگ چلتے پھرتے

ہوئے نظر آ رہے تھے۔ان کو دیکھنے سے جوہن کو یقین ہو گیا کہ یہ سب لوگ ڈاکو نہیں ہیں بلکہ عام شہری ہیں۔وہ بے حد زخمی تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی جان لبوں پر آئی ہوئی تھی مگر خوش قسمتی سے وہ وقت پر ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جہاں اس کا علاج بھی ہو جاتا اور اس کو پانی بھی مل جاتا پھر وہ یہاں سے اپنی منزل آسانی سے طے کر سکتا تھا کہ اب اسے کہاں جانا ہے؟

وہ اسی طرح لنگڑاتے ہوئے اس بستی کی جانب بڑھنے لگا۔اس کے پاس رقم نہ تھی کہ جس سے وہ کسی معالج سے اپنا علاج کروا پاتا مگر پھر بھی وہ اس جانب بڑھتا رہا۔دور کھڑے چند آدمیوں نے اسے دیکھ لیا اور وہ اسے زخمی دیکھ کر اس کی طرف بھاگے اور اس کو اٹھا کر لے گئے۔اس کو ایک تانگے نما گاڑی پر ڈال کر ایک بازار میں لایا گیا۔یہاں پر بہت سی دکانیں تھیں اور لوگوں کا بھی کافی ہجوم تھا۔اسی بازار کے بیچ و بیچ وہ لوگ اسے ایک ہسپتال میں لے آئے۔یہ یہاں کا مقامی ہسپتال تھا جہاں کا معالج ایک تجربہ کار ڈاکٹر تھا۔وہ اسے ایک کمرے میں لے آئے اور اس کو ایک میز پر لٹا دیا گیا۔وہ لوگ اس سے کوئی بات نہ کر رہے تھے۔ان کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے وہ جوہن کی مدد کرنا چاہتے ہوں۔کچھ دیر بعد ایک بوڑھا سا مگر صحتمند آدمی اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک صندوق سا تھا جو شائد اس کی دوائیوں سے بھرا تھا۔دیکھنے سے وہ شخص ہی معالج لگتا تھا۔وہ جوہن کے قریب آیا اور آ کر اس کا معائنہ کرنے لگا۔وہ لوگ جو اس کو یہاں لائے تھے وہ اٹھ کر چلے گئے۔جوہن کو جب اطمینان ہو گیا کہ یہ لوگ خطرناک نہیں ہیں تو اس نے بھی سکون کا سانس لیا۔اس معالج نے جوہن کے زخموں کے بارے میں اس سے پوچھا اور جوہن نے اس کو سب سچ بتایا کہ کس طرح اس کے جسم پر یہ سب زخم لگائے گئے۔اس معالج نے جوہن کو ایک سیرپ نکال کر پلایا جس سے جوہن کو نیند آ گئی اور وہ سو گیا۔

جب اسکو ہوش آیا تو اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی جا چکی تھی۔اس نے دیکھا کہ اس کے بستر کے قریب دو سپاہی کھڑے تھے جو شائد اس کا بیان لینے آئے تھے۔جوہن نے ان سپاہیوں کو سب کچھ سچ سچ بتایا کہ کس طرح وہ اور اس کے ساتھی ان ڈاکوؤں کے چنگل میں پھنسے اور پھر کس طرح اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا اور کس طرح وہ خود اپنی جان بچا کر بھاگا تھا۔ان سپاہیوں نے اس کا بیان لکھا اور پھر چلے گئے۔جوہن ہفتہ بھر اس ہسپتال میں رہا جہاں اس کا باقاعدہ علاج کیا جاتا رہا۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے زخم بھرنے لگے اور وہ صحت یاب ہو گیا۔اس کے پاس معالج کی فیس ادا کرنے کے پیسے نہ تھے اس نے اس معالج

سے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی یہاں پر کام کاج کر کے پیسے کما کر اس کی فیس ادا کر دے گا اور معالج نے بھی اس کی بات مان لی پھر وہ ہسپتال سے فارغ ہو گیا۔

ہسپتال سے نکل کر وہ اس علاقے کے بازار میں گیا تا کہ کچھ کام کاج ڈھونڈے مگر اس کو تو کوئی کام کرنا آتا ہی نہ تھا سوائے مچھلی پکڑنے کے اور ٹوکریاں بنانے کے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ ٹوکریاں بنانے میں اس کی مدد کیا کرتا تھا اور خود بھی ٹوکریاں بنانے میں کافی ماہر ہو چکا تھا اس لئے اس نے یہی کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ جنگل قریب ہی ہے جہاں سے وہ لکڑیاں لا کر ٹوکریاں بنا سکتا تھا۔ اس کے پاس رہنے کو گھر نہیں تھا مگر وہ اس بارے میں زیادہ فکر مند نہ تھا کیونکہ وہ کہیں بھی رات گزار سکتا تھا۔ کچھ دیر وہ اسی طرح بازار میں گھومتا رہا اور پھر اس نے لوہار کی دکان سے ایک پرانا لوہے کا کلہاڑا ادھار لیا اور جلد ہی اس کو قیمت چکانے کا وعدہ کیا۔ اس لوہار کے لئے وہ کلہاڑا بے کار تھا لہذا اس نے جوہن کو وہ کلہاڑا ادھار دے دیا۔ پھر اس نے دوبارہ جنگل میں جانے کا فیصلہ کیا اور قریب ہی موجود گھنے درختوں کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ وہ لوگوں کی نظروں سے دور جنگل کے گہرے حصے میں چلا گیا وہاں پر اس نے ایک جگہ کو منتخب کیا جہاں پر اس نے جھاڑیوں کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اس نے گھاس کاٹی اور پھر کئی چھوٹے چھوٹے درختوں کو کاٹ کر ان کے تنے اور شاخوں کو اکٹھا کر کے لے آیا اور جنگلی بیلوں کو کاٹ کر اس نے رسی کا کام لیا اور ان تنوں اور شاخوں کو جوڑ کر اس نے اپنے لئے ایک چھوٹا سے گھر بنانا شروع کر دیا۔ وہ اکیلا ہی تنوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ان کو بیلوں سے باندھ باندھ کر اپنے گھر کی دیواریں کھڑی کرنے لگا۔ آج کی رات گزارنے کے لئے آخر کار اس نے اپنے لئے ایک چھوٹا سا مگر جنگلی جانوروں سے محفوظ کمرہ بنا لیا تھا۔ اسکو گھر بنانے میں کافی وقت لگا مگر اس نے اپنے لئے ایک اچھا گھر بنا لیا تھا اس کے علاوہ اس کے پاس اتنی لکڑی تھی جس کو بیچ کر وہ کچھ پیسے حاصل کر سکتا تھا۔ اس نے ساری لکڑیوں کو گٹھوں میں باندھ دیا اور پھر باری باری سب گٹھوں کو بازار میں لے آیا یہاں آ کر اس نے اس لکڑی کو فروخت کیا۔ جلد ہی اس کو گاہک بھی مل گئے۔ کچھ لکڑی باقی رہ گئی جو اس نے وہیں پر چھوڑ دی اور رقم لیکر وہ پہلے لوہار کے پاس گیا اور اس کو اس کے کلہاڑے کے پیسے ادا کئے اور اس سے کچھ اور اوزار اور لوہے کے کیل خریدے۔ بعد میں اس نے کچھ کھانا خریدا اور وہاں سے ایک پانی کا برتن خریدا اور اس میں پانی بھر کر اس کو لئے دوبارہ اپنے گھر کی جانب بڑھنے لگا۔ جوہن کو یہ سب کر کے بڑی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کو یہاں

سے اپنی جگہ پر پہنچنے کے لئے کافی وقت لگتا تھا اوراس کو کافی دور تک چلنا پڑتا تھا مگر اس کو اسکی کوئی پرواہ نہ تھی وہ تمام لوگوں سے دور اپنی ایک الگ دنیا بسانا چاہتا تھا۔ یہاں پر کوئی بھی اس کو نہ جانتا تھا اور کوئی اس کو اس کے غریب ہونے کے طعنے نہ دیتا تھا یہاں پر وہ اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزار سکتا تھا اس لئے جوہن اس جگہ بہت خوش تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ کھانا کھانے کے بعد اس نے آرام کرنے کا فیصلہ کیا دن بھر کام کرنے کے بعد وہ کافی تھک چکا تھا اس لئے اس کو جلد ہی نیند بھی آ گئی۔ اس نے باقی کام صبح کرنے کا فیصلہ کیا اور سو گیا۔ جنگل کی رات کافی خوفناک اور ڈراؤنی تھی۔ اس نے پاس ہی کچھ لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ جلا دی تا کہ اردگرد روشنی رہے۔ اس نے اپنا گھر زمین سے کافی اوپر درختوں کے تنوں پر بنایا تھا مگر پھر بھی کئی جنگلی جانور ایسے تھے جو اس اونچے گھر میں بھی اس پر حملہ کر سکتے تھے۔ مگر ان تمام خطرات کے باوجود اس کو نیند آ گئی۔ رات کو بار بار اس کی آنکھ جنگل سے آنے والی خوفناک آوازوں سے کھل جاتی۔ وہ چونک کر اٹھ جاتا پھر وہ اردگرد کا جائزہ لیکر دل کو سمجھا کر سو جاتا۔ اسی طرح تمام رات گزر گئی اور پھر صبح ہو گئی۔

صبح جلد اٹھ کر اس نے اپنا کلہاڑا سنبھالا اور لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگل کے گہرے حصے میں چلا گیا جہاں وہ اپنی مرضی کے مطابق درخت کاٹ سکتا تھا۔ اس نے کافی شاخیں اور ٹہنیاں اکٹھی کیں اور انھیں لیکر اپنے گھر کی جانب چل پڑا وہاں پر اس نے ایک طرف ان شاخوں کو رکھا اور پھر اپنا گھر مضبوط کرنے میں جڑ گیا۔ اس نے لکڑی کے تختے کاٹ کر ان کو ایک مناسب طریقے سے کیلوں کے ذریعے جوڑا اور اس طرح اس نے اپنے لئے ایک عمدہ گھر بنا لیا یہ گھر پہلے گھر سے کافی کشادہ اور کافی محفوظ بھی تھا۔ سارا دن اس کا اپنا یہ گھر بنانے میں گزر گیا اور رات کے وقت اس نے جنگل سے چند پھل توڑ کر کھائے اور پانی پی کر اس نے ٹوکریاں بنانا شروع کر دیں۔ اس کے اندر اتنی محنت کرنے کا جذبہ نہ جانے کہاں سے بیدار ہو گیا تھا وہ چاہتا تھا کہ کچھ ایسا کر دکھائے کہ اسے خود اپنی کامیابی پر یقین نہ ہو۔ زندگی کے بہت مشکل دور وہ دیکھ چکا تھا اس لئے زندگی کی یہ مشکلیں اس کے لیے کچھ نہ تھیں۔ آدھی رات تک اس نے کافی ٹوکریاں بنا لیں۔ ٹوکریاں بناتے وقت اس کو اپنی ماں اور چھوٹی بہن کی بہت یاد آئی۔ اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ بہت جلد کچھ بن کر ان کے پاس جائیگا اور پھر ان کے سارے غم دور ہو جائیں گے پھر وہ سو گیا تا کہ صبح اٹھ کر وہ جلد بازار پہنچ سکے اور ٹوکریاں بیچ پائے۔

جوہن کے دن اور رات اسی طرح گزرنے لگے۔ وہ روز اسی طرح جنگل سے لکڑیاں کاٹتا اور پھر ان

سے ٹوکریاں بنا بنا کر بازار میں لا کر بیچتا۔ دھیرے دھیرے اس کے سارے قرضے بھی اتر گئے اور اس کی زندگی میں اک توازن بھی پیدا ہو گیا اور اب وہ اس قابل تھا کہ اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی منصوبہ بندی کر سکے۔ وہ واپس گھر بھی جا سکتا تھا یا پھر کسی اور بڑی مہم کے لئے بھی نکل سکتا تھا پھر اس نے سوچا کہ جلد ہی وہ اپنے لئے کوئی راہ تلاش کر لے گا تب تک اس نے اپنا یہی کام جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

ایک رات اس نے خواب دیکھا۔ وہ گھنے اور تاریک جنگلوں میں دوڑ رہا ہے اس کے راستے میں کئی خطرناک جانور، اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان سے بچتا بچاتا بس ایک سمت میں بھاگے ہی جا رہا ہے۔ اس کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کی ماں اور اس کے بہن اس کو آوازیں دے رہی ہیں اور وہ ان کی طرف دیوانہ وار دوڑ رہا ہے پھر دوڑتے دوڑتے وہ ہوا میں اڑنے لگ جاتا ہے۔ اس کے دوڑنے کے رفتار حد سے بڑھ جاتی ہے اور وہ ان تمام خطروں کو عبور کرتا ہوا، ہوا میں اڑنے لگ پڑتا ہے۔ اور اڑتے اڑتے وہ آسمان کی سمت اڑنے لگتا ہے اس کو محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اس کیساتھ کچھ اور نہ نظر آنے والی چیزیں بھی اس کو لے کر اڑ رہی ہیں پھر اس کو آسماں پر پورا چاند نظر آتا ہے اور وہ اس کی سمت اڑنے لگتا ہے مگر اڑتے اڑتے وہ تھک سا جاتا ہے اور پھر وہ زمیں پر گرنے لگتا ہے اور اس کا دل اس کے منہ کو آ جاتا ہے اور کوئی اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور پھر۔۔۔۔۔۔اس کے آنکھ کھل جاتی ہے۔

خواب سے بیدار ہو کر اس نے دیکھا تو صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ اسکو ایک روحانی تازگی کا احساس ہوا اس کو محسوس ہوا جیسے اس کے دل سے کوئی بوجھ سا اتر گیا ہو۔ اپنے خواب کو سوچتے ہوئے وہ کافی حیران تھا مگر پھر وہ یہ سب بھول کر اپنے روزمرہ کے کام میں لگ گیا۔ لکڑیاں اکٹھی کیں، رات کی تیار کردہ ٹوکریاں اٹھائیں اور شہر کی جانب چل پڑا۔ اس کا دل اس کہہ رہا تھا کہ آج اس کے ساتھ کچھ اہم ہونے والا ہے مگر اس اجنبی علاقے میں اس کے ساتھ کیا اہم ہو سکتا تھا۔ معمول کے مطابق وہ بازار میں گلیوں میں پھرنے لگا اور ٹوکریاں بیچنے لگا۔ انھیں گلیوں میں ایک چرچ تھا جو ہن کئی دفعہ یہاں سے گزرا مگر وہ ایک دفعہ بھی چرچ میں داخل نہ ہوا۔ مگر آج جانے کیوں اس کے قدم اس کو اس جانب لے گئے۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ہر اتوار کو چرچ جایا کرتا تھا۔ اس کے ماں باپ اس کو دعا کرنا سکھاتے تھے مگر پھر جو ہن زندگی کی الجھنوں میں کچھ ایسا الجھا کہ اس کو خدا کی یاد بھی نہ آتی تھی وہ بس خدا سے شکوہ شکائیت کرنے کے لئے اس کا نام لیتا تھا مگر آج اس کے دل میں خدا کے لئے

محبت تھی اور یہی محبت اسے اس جگہ لے آئی تھی۔اس نے چرچ کے دروازے پر اپنی باقی ماندہ ٹوکریاں رکھیں اور پھر اندر داخل ہو گیا۔اندر عبادت جاری تھی جوہن بھی اس عبادت میں شریک ہو گیا۔اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ دنیا کے سارے غموں سے چھٹکارا پا کر بالکل ہلکا ہو گیا ہو۔اس کو خدا کے تحفظ کا احساس ہوا اور اس کے دل سے آواز آئی کہ بھری دنیا میں وہ اکیلا نہیں ہے خدا ہر وقت اس کے ساتھ ہے اور وہ اس کا خیال رکھتا ہے۔عبادت کے ختم ہونے پر چرچ کے فادر کے پاس گیا اوران سے اپنے لئے دعا کرنے کو کہا پھر وہ چرچ سے باہر آ گیا اسے لگا کہ اس کا دل بہت ہلکا ہو چکا ہے اور غم اور تفکرات کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ایک انجانی خوشی کا احساس دل میں لئے وہ اپنی ٹوکریاں اٹھائے دوبارہ بازار کی جانب بڑھ گیا۔وہ اسی طرح سر جھکائے آگے بڑھ رہا تھا کہ کسی نے اس کو آواز دی یہ کسی لڑکی کی آواز تھی۔

جوہن نے اس کو مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور زندگی میں پہلی بار اس کا دل اتنی زور سے دھڑ کا۔

اک لڑکی ہاتھوں میں پھول اور کتابیں لئے اور چرچ کی سسٹر کا لباس پہنے ہوئے اس کی جانب بڑھ رہی تھی اور جوہن کو یوں محسوس ہوا گویا وقت کی رفتار دھیمی پڑ گئی ہے۔اس لڑکی کے اٹھتے ہوئے قدم جوہن کے لیے زندگی اور کامیابی کے قدم تھے۔اس کو محسوس ہوا جیسے وہ اس لڑکی کو پہلے جانتا ہو مگر پھر اس نے سوچا کہ وہ تو پہلی بار اس کو دیکھ رہا ہے تو اسے جانے گا کیسے؟ مگر اس کا دل اسے یہی کہہ رہا تھا جیسے وہ اسے کافی دیر سے جانتا ہے۔اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ آ گئی جو پہلے کبھی نہ آئی تھی۔اس کا دل اس طرح سے دھڑک رہا تھا جس طرح پہلے کبھی نہ دھڑ کا تھا اور اس کی ایسی حالت تھی جیسی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔اس لڑکی کو دیکھتے ہی جوہن اپنے سارے غم بھول گیا اور اس لڑکی کے پاس پہنچنے سے پہلے پہلے اس نے اسکے ساتھ اپنی ساری زندگی گزارنے کا سپنا بھی دیکھ لیا۔وہ اس کی جانب بڑھ رہی تھی اور جوہن کا دل ہوا میں اڑ رہا تھا۔اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کی ٹانگوں میں سے جان نکل رہی ہے۔اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے آ گئے اس کی سانسوں کی ترتیب بگڑ گئی اور دل میں کئی ارمانوں اور امیدوں نے انگڑائیاں لینا شروع کر دیں۔آخر کار وہ لڑکی اس کے پاس پہنچ گئی اور جوہن کو ایسے دیکھنے لگی جیسے وہ بھی پہلے اس سے مل چکی ہو۔پھر اس نے ذہن سے خیال کو جھٹکتے ہوئے جوہن کو مخاطب کیا: مجھے ایک ٹوکری چاہیے پھولوں کے لئے۔میرا خیال ہے کہ یہ والی اچھی رہے گی۔اس نے ایک ٹوکری کا انتخاب کرتے ہوئے کہا۔جوہن نے وہ ٹوکری اس کی طرف بڑھا دی۔اس نے شکریہ کے ساتھ جوہن سے ٹوکری لی

اور اپنے پھول اس میں رکھنے لگی۔ جوہن اس کو مسلسل گھورتا رہا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وقت یہی تھم جائے اور وہ اسی طرح اس لڑکی کو دیکھتا رہے۔ اپنی طرف اس قدر متوجہ جوہن کو دیکھ کر اس لڑکی کے بھی چہرے کے رنگ بدل گئے اور وہ بھی چھپی چھپی نظروں سے جوہن کو دیکھنے لگی۔ جوہن اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے پھول ٹوکری میں سجانے میں اس کی مدد کرنے لگا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے اور ان کے ہاتھ ٹوکری میں پھول سجانے میں مصروف تھے۔ جوہن بنا پلکیں جھپکائے اس کو دیکھتا رہا اور وہ بھی اپنی نظریں جوہن کی نگاہوں سے نہ ہٹا پا رہی تھی۔ اس کو ان آنکھوں میں وہ سب کچھ نظر آ گیا جس کا سپنا ہر لڑکی کو ہوتا ہے۔ پھر وہ کھڑی ہو گئی اور جوہن بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اس نے کچھ پیسے ٹوکری کی قیمت کے طور پر جوہن کی طرف بڑھائے اور جوہن نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے وہ پیسے لے لئے۔ پھر وہ واپس جانے لگی۔ جوہن ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔ کچھ دور جا کر اس نے جوہن کو پلٹ کر دیکھا اور مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔

جوہن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور یہ آنسو بھی ایسے آنسو تھے جیسے آج سے پہلے کبھی اس کی آنکھوں میں نہ آئے تھے۔ پھر وہ لڑکی اسی بھیڑ میں کہیں گم ہو کر رہ گئی۔ اور جوہن بھی پلٹ کر واپس اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔ اس لڑکی کا معصوم اور خوبصورت چہرہ اس کی زندگی کی سب سے قیمتی چیز بن چکا تھا اور وہ وہی چہرہ دل میں بسائے گھر پہنچ گیا۔ اپنا سامان زمیں پر رکھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اسے محسوس ہوا جیسے گھر کی دیواروں پر اس لڑکی کی تصویریں نظر آ رہی ہیں اس کے کانوں میں اس کی آواز کا رس ابھی تک موجود تھا۔ اور وہ اسی کے خیال میں گم اپنے روزمرہ کے کام کرنے لگ گیا۔ رات ہوئی تو لیٹ گیا۔ سونے کے لئے آنکھیں بند کیں تو اس کا چہرہ سامنے آ گیا۔ اسی طرح کروٹیں بدل بدل کر دیکھ لیا مگر آرام نہ آیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے سینے میں عجیب سا درد اٹھا ایسا درد جو آج سے پہلے کبھی نہ اٹھا تھا وہ اٹھا اور پانی پیا مگر دل کا درد کم نہ ہوا۔ کھلی ہوا میں سانسیں لیں، چہل قدمی کی مگر دل پر بوجھ بڑھتا ہی گیا۔ اس کھلی فضا میں بھی اسے گھٹن کا احساس ہونے لگا اور دل نے چاہا کہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے مگر ایسا کچھ نہ ہو سکا۔ اس نے محسوس کیا کہ آگ کی روشنی اس کے چہرے سے کم روشن تھی۔ پرندوں کے گیت اس کی آواز سے کم سریلے تھے۔ پھولوں کی خوشبو اس کی سانسوں کی مہک سے کم خوشبو دار تھی۔ رات کا اندھیرا اس کی گہری کالی آنکھوں سے کم سیاہ تھا۔ چاند کا حسن اس حسن کے آگے ماند تھا۔ غرض یہ کہ کچھ بھی ایسا نہ تھا جو اس کی کسی بھی بات یا چیز کا بدل ہو سکے۔ یہ رات قیامت کی رات تھی اور یہ رات بھی ایسی

رات تھی جیسی آج سے پہلے اس کی زندگی میں کبھی نہ آئی تھی۔ وہ اسی وقت رات کے اندھیرے میں اسی جگہ جہاں اس نے اس لڑکی کو دیکھا تھا اسکو تلاش کرنے گیا مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ پورا بازار بالکل سنسان پڑا تھا۔ مگر جوہن چاہتا تھا کہ یہ بازار ابھی کھل جائے اور وہ پھر سے اسے دیکھ پائے مگر ابھی تو رات آدھی گزری تھی اور آدھی گزرنے والی تھی وہ کچھ دیر وہیں کھڑا رہا اور پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ صبح اس لڑکی سے مل کر اس کو اپنے دل کی ہر بات بتا دے گا۔ اس کو امید تھی کہ وہ بھی اس کا دل نہ توڑے گی۔ مگر یہ رات ختم ہونے والی نہ تھی اور ساری رات وہ یہ ہی منصوبے بناتا رہا کہ کس طرح وہ اس لڑکی سے بات کرے گا۔

اس لڑکی کا نام کیرن تھا وہ ایک پادری کی بیٹی تھی اور چرچ میں ہی اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ اسی چرچ کے احاطے میں ان کا ایک چھوٹا سا خوبصورت گھر تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی تھا جو ابھی سکول جاتا تھا۔ وہ کیرن کا اچھا دوست تھا اور وہ دونوں سارا دن کھیل کود کرتے رہتے تھے۔ ان کا باپ فادر جوزف بھی ایک نرم دل انسان تھا اس کے لئے یہ دو بچے ہی اس کی ساری دنیا تھے۔ چرچ کے بعد وہ ان کے ساتھ اپنا وقت گزارتا۔ کیرن اپنی سکول کی پڑھائی ختم کر چکی تھی اور اب وہ بھی اپنے باپ کی طرح لوگوں کو روحانی تعلیم دیتی تھی۔ ان کے پاس کئی بیمار لوگ آتے اور ان سے دعا کو کہتے اور یہ لوگ ان کی شفاء کیلئے دعا کرتے۔ ان کی یہ پارسائی معاشرے میں انھیں ایک خاص مقام دلائے ہوئے تھی اور سارا علاقہ ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ کتنے ہی زندگی سے مایوس لوگوں کو انھوں نے زندگی کی راہیں دکھائیں اور ان کی روحوں پر پڑے اس دنیاوی بوجھ کو اتارنے میں ان کی مدد کی۔ ان کا خاندان ایک خوشحال زندگی گزار رہا تھا۔

کیرن خوبصورت شکل رکھنے کے علاوہ ایک بہت اچھی انسان تھی۔ اس کی معصومیت ہر انسان کا دل موہ سکتی تھی۔ اس کو دیکھ بہت سے لوگ اپنے زندگی کے غم بھول جاتے۔ وہ زندگی سے بھرپور ایک شاہکار معلوم ہوتی تھی جو اس دنیا کے درد والم سے بالکل ناآشنا تھی۔ جوہن کے زخمی دل کے لئے اس سے اچھا مرہم اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ راستے میں چلتے ہوئے جب بھی اسے کوئی ایسا انسان ملتا جسے مدد کی ضرورت ہوتی تو وہ ضرور اس کی مدد کرتی۔ اگر کوئی بھوکا ہوتا تو اس کو کھانا لا کر دیتی اگر کوئی بیمار ہوتا اس کے لئے دوا لا کر دیتی۔ سب لوگ اس کے حسن خلق سے بہت متاثر تھے اور سب لوگ اس کو ''نیکی کی پری'' کہتے تھے۔ مگر وہ کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہ کرتی تھی دوسروں کے کام آنا اس کے دل کی تسلی کا ذریعہ بنتا تھا۔ اس کو خدا نے بنایا ہی اس لیے تھا کہ وہ غمگین

دلوں کو دلاسہ دیتی رہے۔

اگلے روز جوہن نے پھر سے اپنا سامان اٹھایا اوراس کو لئے بازار کی جانب قدم بڑھانے لگا۔اس کے دماغ میں کیرن کا ہنستا چہرہ اب بھی موجود تھا اوروہ بس اسی خیال میں آگے بڑھ رہا تھا۔بازار پہنچ کر وہ اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔آج وہ چاہتا تھا کہ وہ کیرن کو اپنے دل کی ہر بات بتا دے۔اپنی جگہ پر کھڑا وہ ارد گرد اسے ڈھونڈنے لگا مگر کافی دیر گذرنے کے بعد بھی اسے وہ نظر نہ آئی۔اس کی بے چینی میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔اس نے اپنا سامان وہیں پر رکھا اوراس کے گھر کی جانب قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔اس کو معلوم تھا کہ جس لباس میں کیرن کو اس نے دیکھا تھا وہ چرچ کی لڑکیاں ہی پہنتی تھیں اسلئے وہ چرچ کی جانب بڑھنے لگا۔چرچ میں داخل ہوا اور وہاں اسے ڈھونڈا مگر وہ اسے وہاں بھی نہ ملی۔اس نے سوچا کہ یہیں پر اس کا انتظار کیا جائے مگر کافی دیر گذرنے کے بعد بھی وہ وہاں نہ آئی۔وہ چرچ کے ہال میں ایک سیٹ پر بیٹھ گیا اور سر جھکا کر خدا سے دعا کرنے لگا کہ وہ اسے اس سے ملا دے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور دل میں کسی کے لئے سچا پیار۔کچھ دیر وہ اسی طرح سر جھکائے دعا مانگتا رہا اور پھر اسے ایک آواز سنائی دی۔اس سے اس کے دل کی دھڑکنیں بڑھ گئیں۔اس نے مڑ کر دیکھا تو کیرن دو لڑکیوں کے ساتھ چرچ میں داخل ہو رہی تھی۔وہ اپنے چہرے پر وہی دل کش مسکراہٹ لئے اپنی سہیلوں کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔جوہن کی آنکھیں اس پر جمی کی جمی رہ گئیں۔وہ اس کے قریب سے گذری اور پھر آگے بڑھ گئی۔سب سے اگلی قطار میں وہ تینوں لڑکیاں بیٹھ گئی اور پھر دعا کرنے لگیں۔جوہن وہیں پیچھے کسی قطار میں بیٹھا بس انھیں گھورے جا رہا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ کیرن اسے اکیلے میں ملے تو وہ اس کو اپنے دل کی بات سے آگاہ کر پائے کیونکہ اس کی سہیلیوں کے سامنے اس سے بات کرنے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا۔پھر کچھ دیر بعد ان کی دعا ختم ہوئی اور وہ واپس مڑیں۔قریب سے گذرتے وقت کیرن کی نظر جوہن پر پڑی مگر جوہن نے اپنی نظریں پھیر لیں جانے کیوں اس میں اس سے نظریں ملانے کی طاقت نہ رہی۔پھر وہ چرچ سے باہر نکل گئیں۔اس کی سہیلیوں نے اسے دروازے پر ہی الوداع کہا اور چلیں گئیں۔کیرن بھی چرچ کے احاطے میں موجود اپنے گھر میں چلی گئی۔جوہن نے سوچا کہ اب وہ کیا کرے؟ پھر اس نے کسی مناسب موقع کا انتظار کرنے کا سوچا اور پھر واپس اپنی دکان کی جگہ پر واپس مڑ گیا۔اس کو دیکھ لینے کے بعد اس کا دل ہلکا ہو گیا اور وہ اپنے چہرے پر ہنسی سجائے آگے بڑھنے لگا۔

پھراس کے بعد کئی دن گذر گئے جوہن روزانہ اپنے دل میں یہ بات لیکر آتا کہ وہ آج کیرن کو اپنی ہر بات بتادے گا مگر پھراس میں اس سے بات کرنے کا حوصلہ نہ رہتا اور وہ دور کھڑا ہی اسے دیکھ کر خوش ہوتا رہتا۔کبھی کبھی وہ چرچ میں اس کے پیچھے آجاتا۔کبھی اس کے گھر کے سامنے اپنی ٹوکریاں لے کر کھڑا ہوجاتا اور کبھی یوں ہی بازار میں وہ کیرن کے پیچھے پاگل دیوانوں کیطرح چلتا رہتا۔کیرن کو دیکھ لینے سے اسے دلی سکون محسوس ہوتا تھا اور وہ اس کی دل ہی دل میں بڑی عزت کرنے لگا تھا۔جب وہ کیرن کے دل میں بے سہاروں،غریبوں مسکینوں کے لئے اتنا درد دیکھتا تو اس کا دل کیرن کی عظمت کے اور گیت گانے لگتا۔لیکن ان دنوں میں جوہن ایک دفعہ بھی کیرن سے بات کرنے کی ہمت نہ کر پایا تھا۔وہ کیرن کی محبت میں اتنا پاگل ہوگیا تھا کہ اپنا کھانا پینا بھول چکا تھا۔اسے محسوس ہوا کہ اگر اس کی زندگی میں کچھ ہے تو وہ کیرن ہے۔اور آج اس کی سمجھ میں آیا کہ اتنی دفعہ خودکشی کی کوشش کرنے کے باوجود بھی خدا نے اس کو زندہ کیوں رکھا تھا؟ شائد خدا بھی یہ چاہتا تھا کہ دوسرے ہزاروں ٹوٹے دلوں کی طرح جوہن کے ٹوٹے دل کا علاج بھی کیرن ہی کرے گی۔

آج بھی جوہن کیرن کو دیکھنے کے لئے اس کے گھر کے سامنے چلا گیا۔اس نے اپنا سامان چھاؤں میں رکھا اور پھر ایک جگہ جہاں سے کیرن کا گھر صاف نظر آتا تھا وہاں کھڑا ہوگیا۔اس کی نظریں بدستور اسکے گھر کے دروازے کی طرف تھیں جہاں سے کسی بھی وقت کیرن نکل سکتی تھی لیکن اتفاق سے کیرن اس روز اپنے گھر کی کھڑکی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔جب اس نے دیکھا کہ جوہن اس کے گھر میں کچھ تلاش کررہا ہے تو وہ رک کر اس کا جائزہ لینے لگی۔وہ اس کی حرکتوں سے کچھ کچھ سمجھ رہی تھی مگر پھر بھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ وہ اسے بڑی دلچسپی سے دیکھنے لگی۔جوہن کبھی دیوار کا سہارا لے کر اس کے گھر میں جھانکتا کبھی سڑک پر چلتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگتا مگر اس کو کہیں بھی کیرن نظر نہ آرہی تھی۔وہ آج یہاں سے اسے دیکھے بناء جانے والا نہیں تھا۔جب کیرن نے یہ سب دیکھا تو اس کو دل ہی دل میں بڑی خوشی ہوئی۔ویسے تو اسے سب ہی پیار کرتے تھے مگر جوہن کا پیار اس کے لئے بڑا مختلف ہونے والا تھا۔اس کے دل میں بھی کئی ارمان جاگ اٹھے اور وہ ہنستی ہوئی وہاں سے اٹھ کر باہر آگئی۔اس نے جان بوجھ کر جوہن سے نظریں ہٹائے رکھیں اور اپنے دروازے سے تھوڑی دور لگے پودوں کو دیکھنے لگی اور پھولوں سے کھیلنے لگی۔پھولوں میں کھڑی ہوکر وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔آج اس کے چہرے پر بلا کی مسکراہٹ تھی ایسی مسکراہٹ،جو آج سے پہلے اس کے چہرے پر کبھی نہ

آئی تھی۔ جوہن بڑی بے قراری سے اسے دیکھتا رہا اور پھر رفتہ رفتہ اپنے قدم اس کی جانب بڑھانے لگا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہوگئیں مگر اس نے دل میں تہیہ کرلیا کہ آج اور ابھی وہ کیرن کو ہر بات بتا دے گا۔ اسکے قدم کیرن کی جانب بڑھنے لگے کیرن بھی اس کو چھپی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے جب جوہن کو اپنے قریب آتے دیکھا تو فوراً اس کی طرف پلٹی۔ جوہن اس کی نظروں سے بچنے کے لئے پودوں کے پیچھے چھپ گیا کیرن کچھ حیران ہوئی اور پھر اس نے اپنی نظریں اس سے ہٹالیں۔ پھر جب وہ آگے بڑھنے لگا تو کوئی چیز اس کے پاؤں پر چبھی مگر اس کو صرف ہلکی سی تکلیف محسوس ہوئی اور اس نے اس پر دھیان نہ دیا اور بدستور کیرن کو دیکھتا رہا۔ کیرن بھی وہاں موجود جوہن کے کسی عمل کا انتظار کررہی تھی مگر پھر اس کو اس کے باپ نے گھر کے اندر سے آواز دی۔ اس نے پلٹ کر جوہن کو دیکھا اور اس دفعہ جوہن نے بھی اس کی نظروں سے نظریں ملائیں۔ دونوں نے پل بھر کو ایک دوسرے کو دیکھا اور بن کہے ہی بہت کچھ کہہ ڈالا۔ کیرن نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔ جوہن کو یہ محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ اپنی زندگی میں اتنی زیادہ خوشی اس نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ وہ واپس مڑا تو اس کو تھوڑا سا سر میں چکر محسوس ہوا مگر اس نے اس پر بھی دھیان نہ دیا۔ اس وقت اس کے ذہن و دماغ پر صرف اور صرف کیرن ہی سوار تھی اسے کسی اور چیز کا ہوش نہ تھا۔ پھر جب اس نے اپنا قدم بڑھانے کے لئے پیر اٹھایا تو اپنی ٹانگ میں شدید تکلیف محسوس کی۔ اس نے جھک کر اپنے پیر کی طرف دیکھا تو خون کے چند قطرے اس کے پاؤں پر موجود تھے اس نے سوچا کہ شائد کوئی کانٹا چبھ گیا ہوگا مگر پھر اچانک اس کو شدید چکر آنے لگے اور اس کا سانس پھولنے لگا دل کی دھڑکنیں اور تیز ہوگئیں اور پھر وہ چکرا کر نیچے گر پڑا اور اسے یوں محسوس ہوا گویا اس کے تن بدن میں آگ دوڑ رہی ہو۔

دراصل اس کو اس علاقے کے ایک زہریلے سانپ نے کاٹا تھا مگر وہ اس وقت کیرن کو دیکھنے میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے احساس ہی نہ ہوسکا کہ اس کے ساتھ کیا سانحہ ہو چکا تھا۔ سانپ کا زہر اس کے خون میں شامل ہورہا تھا اور اس کے اثر سے اس کو اپنے اعصاب سن ہوتے محسوس ہورہے تھے۔ اس کے اثر سے وہ چکرا کر وہیں گر پڑا۔ اتفاق سے کیرن اسے دیکھنے کے لئے دوبارہ کھڑکی پر آئی اور دیکھا کہ جوہن وہاں پر نہ تھا اس سے پہلے کہ وہ واپس مڑتی اس نے دیکھا کہ قریب ہی جوہن زمین پر گرا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور وہ دوڑتی ہوئی باہر آئی اور جوہن کے پاس آگئی۔ اس نے دیکھا کہ جوہن بے ہوش پڑا ہے اور اس کے چہرے

کا رنگ درد کی وجہ سے بدل رہا ہے۔اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اچانک جوہن کو کیا ہو گیا تھا۔وہ اس کے قریب بیٹھ گئی اوراس کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی مگر جوہن کو ہوش نہ آیا۔اچانک کیرن نے جھاڑیوں سے نکلتے ہوئے اس سانپ کو دیکھا جس نے جوہن کو کاٹا تھا۔وہ اسے دیکھ کر چیختے ہوئے پیچھے ہٹی۔اس کو پتہ چل گیا کہ دراصل کیا معاملہ ہے؟ کیرن اس سانپ کی شکل کو جانتی تھی۔یہ اس علاقے کے سب سے خطرناک سانپوں میں سے ایک تھا جو کہ اس کے باغیچے میں چھپا بیٹھا تھا۔کیرن جانتی تھی کہ جوہن اس کو دیکھنے کے لئے ان جھاڑیوں میں آیا تھااوراس لئے اس کو سانپ نے کاٹا تھا۔اس کی جان خطرے میں تھی۔کیرن جانتی تھی کہ سانپ کے زہر کواگر کسی طرح نکال دیا جائے تو مریض کی جان بچ سکتی ہے لیکن اتنے خطرناک سانپ کے زہر کو منہ لگانا اتنا آسان کام نہ تھا مگر کیرن کسی کو مشکل میں نہیں دیکھ سکتی تھی اور خاص کر جوہن کو تو وہ کبھی بھی اس حال میں نہ چھوڑ سکتی تھی کیونکہ وہ بھی جوہن کی شخصیت سے بے حد متاثر ہو چکی تھی۔اس نے بغیر دیر کئے ہوئے جوہن کے جسم سے زہر نکالنے کا فیصلہ کر لیا۔وہ جوہن کے قریب بیٹھ گئی اور سانپ کے کاٹے کا زخم تلاش کرنے لگی۔سانپ نے جوہن کو پیر پر کاٹا تھااوراس کے پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔سانپ کے دانت واضح دکھائی دے رہے تھے۔کیرن نے اس کا جوتا اتارااوراپنے پیارے سے ہونٹ اس کے پیروں پر زخم کی جگہ پر رکھ کر خون کو چوسنا شروع کر دیا۔زخم چونکہ گہرا نہ تھااس لئے خون نکل نہیں پا رہا تھااس نے اردگرد کوئی چیز تلاش کی اور بالآخر اپنے سر سے ایک سوئی اتار کے اس سے جوہن کے زخم کو گہرا کیا۔جوہن نیم بے ہوشی کے حالت میں تھا مگراس درد کی شدت سے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔اب جوہن کے پیر سے زیادہ خون بہہ رہا تھا۔کیرن نے دوبارہ خون چوس کر باہر تھوکنا شروع کر دیا۔یہ کام کیرن کے لئے آسان نہ تھا مگر وہ اس کام کو کرتی گئی۔کافی دیر تک وہ اسکا خون چوس کر تھوکتی رہی اوراس کام کے دوران اسے پتہ بھی نہ چلا کہ سانپ کا زہر آہستہ آہستہ اس پر اثر کرنے لگا۔اس کا سر چکرانے لگااوراعصاب میں تناؤ پیدا ہونا شروع ہو گیااور بالآخر وہ بھی چکرا کر جوہن کے پاس ہی گر پڑی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ دو جوان دل ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت کے سپنے جی رہے تھےاور دوسرے ہی پل میں دونوں موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔وہ کافی دیر تک اسی طرح وہیں پڑے رہےاور کسی نے بھی ان کو نہ دیکھا۔

کیرن کا باپ اس کو پکارتا ہوا گھر سے باہر نکل آیا وہ کافی دیر سے کیرن کو آوازیں دے رہا تھا مگراس نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا جو کہ معمول کے بالکل خلاف تھا۔اس کا باپ باہر آیااوراس نے دیکھا کہ اس

کے باغیچے میں کیرن اور جوہن دونوں بے ہوش پڑے ہیں یہ دیکھ کر فادر جوزف بہت ڈر گئے۔ وہ اپنی بیٹی سے بہت پیار کرتے تھے اور اس کی یہ حالت دیکھ کر وہ صدمے میں آ گئے مگر انھوں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ باہر سے مدد بلائی اور ان دونوں کو ہسپتال لے گئے۔

ہسپتال کے ڈاکٹر ان کی حالت دیکھ کر فوراً سمجھ گئے کہ ان کو سانپ نے کاٹا ہے۔ ان دونوں کو الگ الگ کمروں میں داخل کر لیا گیا اور ان کو ابتدائی طبی امداد دی گئی۔ جوں جوں علاقے میں کیرن کی بیماری کی خبر علاقے میں پھیلی ویسے ویسے اس کے چاہنے والوں ایک لمبی لائن ہسپتال کے سامنے جمع ہونا شروع ہو گئی۔ سب اس کے لئے ہاتھوں میں پھول لئے اور لبوں پر دعا سجائے اس کی صحت یابی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ فادر جوزف اور کیرن کا بھائی ان کے کمرے کے باہر بڑی بے چینی سے ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے۔ ڈاکٹر نے فادر جوزف کو بتایا کہ اس لڑکے کو سانپ نے کاٹا تھا اور کیرن نے خون چوستے ہوئے کچھ خون نگل لیا تھا جس سے زہر نے اس پر بھی اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ اس سانپ کے کاٹے کی خصوصی دوا اس ہسپتال میں نہ تھی اس کو لینے ایک آدمی کو قریب کے علاقے میں بھیجا گیا اور سب لوگ اس کے آنے کا انتظار کرنے لگے پھر تھوڑی دیر بعد وہ آدمی دوا لیکر وہاں پہنچ گیا اور یہ دوا دونوں کو کھلا دی گئی۔ مگر اس کے اثر میں کچھ وقت لگنے والا تھا اس لئے سب کی بے چینی میں تھوڑا اور اضافہ ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کیرن کو ہوش آ گیا تو سب کی جان میں جان آئی۔ مگر جوہن ابھی بھی بے ہوش تھا۔ زہر اس کے خون میں شامل ہو چکا تھا اور ڈاکٹر اس کی جان بچانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ کیرن جوہن کے کمرے میں اس کو دیکھنے گئی جو ابھی تک بے ہوش تھا پھر اس کا باپ اس کو گھر لے گیا۔ جوہن کو یہاں کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے کوئی بھی اس کے پاس نہ رکا۔ کیرن کو گھر جا کر آرام کرنے کا مشورہ دیا گیا مگر اس کو دل ہی دل میں جوہن کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ اس کو ایسا محسوس ہوا گویا اس کا جسم واپس گھر آ گیا تھا مگر اس کی روح وہیں ہسپتال میں جوہن ہی کے پاس رہ گئی تھی۔ فادر جوزف نے اسے بتایا کہ جوہن بالکل اکیلا رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار بھی نہیں ہے جو ہسپتال میں اس کی تیمارداری کر سکے۔ کیرن نے یہ سن کر فیصلہ کیا کہ وہ اس انجان آدمی کی تیمارداری کرے گی اور جب تک جوہن کو ہوش نہیں آ جاتا وہ وہیں ہسپتال میں رہے گی۔ اپنے باپ سے اجازت لیکر وہ ہسپتال چل پڑی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ جوہن کی زندگی خطرے میں ہے اس

زہریلے سانپ کے کاٹنے سے چندلوگ ہی زندہ بچ پائے ہیں مگر وہ اپنی کوشش پوری کررہے تھے۔کیرن نے ڈاکٹر سے اجازت لی اور جوہن کے کمرے میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔اس کی آنکھوں میں نہ جانے کیوں آنسوآ گئے۔وہ دل ہی دل میں خودکو جوہن کی اس حالت کا ذمہ دار مان رہی تھی۔وہ سوچ رہی تھی کہ جوہن اس کی وجہ سے وہاں گیا تھا جہاں پرسانپ نے اس کو کاٹا تھا۔اس نے جوہن کے ماتھے پر ہاتھ لگایا جوکہ برف کی مانند ٹھنڈا پڑ چکا تھااور پھرغور سے اسے دیکھنے لگی۔وہ جانتی تھی کہ جوہن اس کو چاہنے لگا تھااور وہ خودبھی جوہن کو پسند کرنے لگی تھی مگر بات یہاں پرختم ہونیوالی نہیں تھی۔کچھ دیر بعد جب جوہن کو ہوش نہ آیا تو ڈاکٹروں نے کیرن کو زبردستی گھر بھیج دیااور وہ گھر میں اس کے لئے دعائیں کرنا شروع ہوگئی۔

جب جوہن کو ہوش آیا تو چوتھے دن کا سورج طلوع ہورہا تھا۔اس کو بے ہوش پڑے وہاں پرتین دن گذر چکے تھےاوراب وہ مکمل ہوش میں آچکا تھااور بالکل خیرخیریت سے تھا۔وہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں پرکیسے آیا اور پھراسے وہ سب کچھ یادآ گیا جواس کے ساتھ اس وقت بیتا تھا۔اس کے پیر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔اس وقت کمرے میں کوئی نہیں تھا اس نےتھوڑا سا سہارالیکر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور پھرستانے لگا۔آنکھیں بند کر کے وہ پھر سے اس منظرکواپنے ذہن میں دہرانے لگا۔گذراہواہرمنظراس کی آنکھوں کے سامنے تیرنے لگا۔ اس نے کیرن کی نظروں میں اپنی لیے جگہ دیکھ لی تھی اور یہی چیزاس کی بےچینی کا باعث بنی ہوئی تھی۔وہ سوچنے لگا کہ اب اس کوکیا کرنا چاہیے؟ کیا اسے کیرن کے باپ کے پاس جا کر بات کرنی چاہیے یا پھراس کو پہلے کیرن سے ہی بات کرنی چاہیئے۔اس کا ذہن کافی الجھا ہوا تھا مگر یہ الجھن بھی اس کے لئے سکون کا باعث بنی ہوئی تھی۔ وہ ان چاردنوں میں اپنے گھر بھی نہ گیا تھااور وہ جانتا تھا کہ وہاں کے جنگلی بھالواس کے گھر کا کیا حشر کریں گے۔ مگراس کوان چیزوں کی پروانہ تھی۔وہ سوچنے لگا کہ اس کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں ہے کہ وہ شادی کی بات کر سکے۔کیونکہ شادی کے بعداس کواپنی بیوی کے رہنے کیلئے اچھے گھر،اچھی جگہ کی ضرورت ہوتی جواس کے پاس نہیں تھی۔وہ انہی خیالوں میں کھویا ہواآنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اورایک نرس اندر داخل ہوئی۔اس نے جب دیکھا کہ جوہن کو ہوش آ چکا ہے تو اس سے پوچھا کہ اب وہ کیسا محسوس کررہا ہے؟ جوہن نے جواب دیا کہ سر میں تھوڑا بوجھل پن ہے بس۔اس نرس نے جوہن کوایک دوا کھانے کودی اور پھر کمرے سے چلی گئی جوہن نے دوا کھائی اور پھر خودبھی اٹھ کر کمرے سے باہرآ گیا۔اس نے دیکھا کہ یہ ہسپتال اس

علاقے میں موجود نہیں تھا بلکہ شائد اسے کسی اور جگہ لیکر آیا گیا تھا۔ باہر نکل کر وہ ایک بنچ پر بیٹھ گیا اس کو دیکھ کر دور مصروف ڈاکٹر اس کے پاس آ گیا۔ جوہن نے ڈاکٹر سے کہا کہ اب وہ ٹھیک ہے اور یہاں سے جانا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر نے اس کو جانے کی اجازت دے دی۔ اور وہ ہسپتال سے نکل کر پھر اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ اس نے واپسی کا راستہ وہاں کھڑے ایک آدمی سے پوچھ لیا جس نے اسکو ایک گھوڑا گاڑی والے سے ملوا دیا جو اسے اس کے گھر لے آیا۔ گھر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہی ہوا جسکا اس کو خدشہ تھا۔ جنگلی جانوروں نے اس کے گھر میں گھس کر اس کا سارا سامان بکھیر دیا تھا اور کافی توڑ پھوڑ کی تھی۔ کھانے کی تلاش میں آئے بھالوؤں کو جب کچھ نہ ملا تو انھوں نے جوہن کا بستر تک پھاڑ دیا تھا۔ جوہن نے جو جو چیزیں قریب بکھری پڑی تھیں ان کو سمیٹ کر ان کی جگہ رکھا اور پھر اپنے پھٹے ہوئے بستر پر لیٹ گیا۔ وہ اپنے جسم میں کافی کمزوری اور درد محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ آج کام پر نہیں جائے گا اور سارا دن آرام کرے گا۔ مگر پھر اسے کیرن کا خیال آیا اس نے اپنا فیصلہ بدلا اور اسی طرح خالی ہاتھ ہی بازار کی طرف چل پڑا۔

جب جوہن اپنی جگہ پر پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہی جم کر رہ گیا۔ اس کی جگہ پر کیرن کھڑی تھی جو کہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ یہی مسکراہٹ اس کی زندگی کی سب سے قیمتی چیز بن چکی تھی۔ جوہن نے اس کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے کیرن نے بھی اسکی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ایک دوسرے کے قریب پہنچ کر دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جیسے ان کے خواب تعبیر بن کر ان کی آنکھوں کے سامنے آ گئے ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے خوشی اور بے یقینی کے جذبات لئے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر کیرن نے ہی اس خاموشی کو توڑا اور مسکراتے ہوئے بولی، آج آپ اپنی ٹوکریاں نہیں لائے۔ جوہن نے کچھ جواب نہ دیا بس اس کی طرف دیکھ کر مسکراتا رہا۔ کیرن نے دوسرا سوال کیا۔ آپ کی اب طبیعت کیسی ہے؟ وہ بدستور مسکرا رہی تھی۔۔۔۔ جوہن اب بھی خاموش رہا اور اسی طرح مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔ آج موسم کتنا خوشگوار ہے؟ ہے ناں۔ کیرن نے پھر سوال کیا

میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ جوہن نے جھٹ سے اپنی بات کہہ ڈالی

کیا؟ کیرن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کو اندازہ بھی نہ تھا کہ جوہن اس بے باکی سے اظہار محبت کرے گا۔ مارے شرم اور حیرت کے اس کا رنگ سرخ پڑ گیا۔

جوہن نے جواب دیا۔ ہاں یہ سچ ہے میں تم سے پیار کرتا ہوں

کیرن اس کی طرف سے منہ موڑ کر کھڑی ہوگئی

اور مجھے لگتا ہے کہ تم بھی۔۔۔۔

کیا لگتا ہے؟ کیرن نے جلدی سے اس کی بات کاٹی

مجھے لگتا ہے کہ۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ جوہن نے بات بدلی

کیرن نظریں جھکائے خاموشی سے کھڑی رہی اور اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا

جب سے میں نے تم کو پہلی دفعہ دیکھا ہے تب سے لیکر اب تک میرے دل و دماغ میں صرف تمہاری ہی تصویر چھائی ہوئی ہے۔ میں تو تمہارا نام بھی نہیں جانتا مگر نہ جانے کیوں تمہیں دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارا ایک رشتہ ہے۔ ایک ایسا رشتہ جو کافی دیر سے بنایا جا چکا ہے۔ ہم دونوں کافی دیر سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ میری زندگی میں تمہارا وجود میری سانسوں کی جگہ لے چکا ہے۔ میں چاہ کر بھی تمہارے بغیر نہیں رہ پاؤں گا۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ جوہن نے بات مکمل کی

کون ہو تم؟ کیرن نے اس سے سوال کیا

کہاں سے آئے ہو؟ دوسرا سوال کیا۔ اس کی نظروں میں حیرت تھی وہ حیران تھی کہ جو بات وہ اس سے کہنے جا رہی تھی وہ بات جوہن خود اس سے کر رہا تھا۔

میری کہانی بہت لمبی ہے میری پیاری۔ جوہن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

میں تمہاری کہانی سننا پسند کروں گی۔ کیرن نے فرمائش کی

مگر تم رہتے کہاں ہو؟ کیرن نے ایک اور سوال پوچھ ڈالا

جوہن نے جو کچھ اس سے کہا تھا وہ اس پر بہت خوش تھی مگر جانے کیوں وہ جوہن کے صبر کا امتحان لے رہی تھی اور اپنے دل کی بات نہ کہہ رہی تھی حالانکہ وہ بھی آج گھر سے یہ تہیہ کر کے آئی تھی کہ وہ جوہن کو اپنے دل کی بات بتا دے گی مگر وہ ابھی تک نہ بولی تھی۔

جوہن بولا۔ میرا گھر یہاں نہیں ہے بلکہ اس جنگل میں ہے۔ اس نے دور جنگل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا

کیا تم میرے گھر آنا پسند کرو گی؟ جوہن نے پوچھا

وہ چاہتا تھا کہ کیرن خود بخود اسکی حقیقت جان لے۔اسلئے وہ چاہتا تھا کہ وہ اسکے گھر آئے اور دیکھے کہ اسکی زندگی کن حالات سے گذر رہی ہے۔وہ کیرن سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا تھا

میں کسی اجنبی کے ساتھ کہیں کیوں جاؤں؟ کیرن نے اتراتے ہوئے کہا

وہ جوہن کے دل کی بات جانتی تھی مگر اسے تنگ کرنے میں اسے بڑا مزہ آرہا تھا

میں اجنبی نہیں ہوں۔میری بات کا یقین کرو مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔جوہن نے اس کو یقین دلانے کی کوشش کی۔اور پھر تمہیں میری کہانی بھی تو سننی ہے۔ہے ناں

ٹھیک ہے چلو۔کیرن نے ہامی بھر لی

وہ جوہن کے ساتھ اس کے گھر کی طرف چل پڑی۔اس کا گھر کافی دور تھا۔جوہن نے جنگل کے اندر شہر سے دور اپنا گھر بنایا تھا وہ چاہتا تھا کہ کوئی اس کی انفرادی زندگی میں دخل نہ دے۔

اس نے راستے میں رک کر سانس لی اور پھر اس کے گھر کے طرف چل پڑے

تھوڑی دیر بعد وہ جوہن کے گھر پہنچ گئے۔کیرن جوہن کا گھر دیکھ کر حیرت میں پڑ گئی۔اس کو اسکا لکڑی سے بنا گھر بہت پسند آیا۔جب اس نے جوہن کے بکھرے ہوئے سامان اور پھٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھا تو اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ پائی۔جوہن بھی اس کے ساتھ ہنستا رہا

تو تم یہاں رہتے ہو۔کیرن نے جوہن سے پوچھا

اور جس لڑکی سے تم شادی کرو گے اسے تم یہاں اس جنگل میں رکھو گے۔جنگلی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کے ساتھ۔اس نے جوہن کو مزید کریدا

ہاں اگر اسے میرے ساتھ رہنا ہے تو اس کو وہیں رہنا ہوگا جہاں میں اس کو رکھ سکوں۔جوہن نے بھی برجستہ جواب دیا۔تمہیں یہ جگہ پسند نہیں آئی جوہن نے بھی سوال کیا

اچھی ہے بہت اچھی ہے۔یہاں کتنا سکون ہے۔شہر کے اس ہجوم سے پرے،ایک ویران اور سنسان جگہ، جہاں کوئی نہ ہو آپ کے اور آپکی تنہائی کے بیچ میں۔اس نے بدستور مسکراتے ہوئے طنز بھرے لہجے میں کہا

جوہن خاموش رہا۔وہ چاہتا تھا کہ کیرن جلد از جلد اپنے دل کی بات کہہ دے کہ وہ اس سے پیار کرتی ہے یا نہیں وہ جانتا تھا کہ شادی کے بعد وہ اپنی بیوی کو یہاں اس جنگل میں نہیں رکھ سکتا تھا مگر اس نے کیرن پر یہی ظاہر کیا کہ

وہ ایسا ہی کرے گا تا کہ اگر کیرن کو کوئی اعتراض ہو تو وہ اس کو بتا دے

جوہن اس کو قریب ہی موجود ایک جگہ پر لے گیا جہاں پر رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ جوہن کو پتہ تھا کہ کیرن کو پھول پسند ہیں۔

وہاں وہ پھولوں کی ایک کیاری نما جگہ پر بیٹھ گئے۔ یہاں سے ارد گرد کا ماحول بہت خوبصورت لگ رہا تھا اور یہ محسوس ہی نہ ہو رہا تھا کہ وہ ایک گھنے ویران جنگل میں بیٹھے تھے۔

تو تم اپنی کہانی شروع کرو۔ کون ہو تم کہاں سے آئے ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیرن اس سے سب کچھ پوچھ لینا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ان کے درمیاں جو انجانے پن کی دیوار ہے وہ گر جائے۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح جان لیں

میرا نام جوہن مارک ہے میرا باپ مارک ایک بڑھئی تھا اور ہم دو بہن بھائی اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس طرح اس نے اپنی ساری کہانی کیرن کو بتا دی۔

کیرن اس کی کہانی سن کر پتھر کا مجسمہ بن گئی۔ وہ لڑکی جو اب تھوڑی دیر پہلے ہر بات پر مسکرا رہی تھی اب اس کے چہرے پر غم کے آثار ابھر آئے تھے۔ جوہن کے کہانی سے وہ بہت غمگین ہو گئی۔ اس نے کئی لوگوں کے دکھ درد سنے تھے، دیکھے تھے اور پھر مسیحا بن کر ان کا مداوا بھی کیا تھا مگر جوہن کے غموں کا اندازہ لگانا اس کیلئے بہت مشکل ہو رہا تھا۔ مگر اس کے باوجود جوہن اس کا ساتھ پا کر بہت خوش تھا اور وہ یقین نہ کر پا رہی تھی کہ جو آدمی زندگی سے جنگ کر کے چور چور ہو چکا تھا اس کے دل میں آج بھی اتنی جگہ تھی کہ وہ اس سے محبت کر سکے۔ اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ جوہن کی گود میں سر رکھ کر اس کی باتیں سننے لگی۔ جوہن کو بھی کافی دیر بعد کوئی ایسا انسان ملا تھا جو اس کے دل کے غم سن سکے اس لئے اس نے اس سے جی بھر کے اپنے دل کی باتیں کیں اور آخر میں اس نے اپنا پیار کیرن کو پیش کر دیا۔ کیرن کے دل میں اس کی عزت اور احترام اور بڑھ چکا تھا اس نے جوہن کو دلاسہ دیا اور پھر اس نے بھی اپنے دل کی ہر بات جوہن کو کہہ ڈالی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے بیٹھے رہے۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے دونوں کو بالآخر وہ مل گیا تھا جس کی انھیں تلاش تھی۔ پھر جوہن نے کیرن کو اس کے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور اس کو لے کر اس کے گھر کی طرف چل پڑا۔ کیرن یہاں سے جانا نہیں چاہتی تھی۔ اس کا دل جوہن کے زخمی دل اور بے قرار روح کی تڑپ

محسوس کر چکا تھا اور وہ جوہن کو اس طرح بے بسی کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر جانے کو تیار نہ تھی مگر جوہن نے اس کو سمجھایا اور اسکو اس کے گھر چھوڑ آیا۔ واپسی پر جلدی جلدی اپنے گھر آیا اور آ کر پھر سے اپنے کمرے میں بیٹھ گیا۔

جوہن کی زندگی کا یہ بڑا اہم موڑ تھا۔ اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جوہن جانتا تھا کہ یہ لڑکی اگر اسکی زندگی میں آجائے گی تو اسکے سارے غم اسکی مسکراہٹ کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ اس کا ٹوٹا اور ہارا ہوا دل اس کی دی ہوئی امیدوں سے پھر سے زندہ ہو جائے گا اور وہ پھر سے اچھی زندگی گزارنے کا قابل ہو جائے گا۔ اب اسے کیرن کے باپ سے بات کرنی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کیرن تو اس کے ٹوٹے پھوٹے اور خستہ حال گھر کے باوجود اس کا ساتھ دینے کو راضی تھی مگر اس کا باپ یقیناً اپنی پیاری اور اکلوتی بیٹی کی شادی ایسے شخص کے ساتھ کرنے کو راضی نہ ہوتا جس کے پاس رہنے کے لئے نہ اچھا گھر ہے نہ پہننے کے لئے اچھے کپڑے۔ اس کے علاوہ جوہن کی پہچان بھی کیا تھی؟ وہ اپنے اصل گھر سے ہزاروں میل دور کسی انجانے سے جزیرے پر موجود تھا جہاں پر اس کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ بس لوگ اس کو بازار میں ٹوکریاں بیچتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اس کو اپنی پہچان بنانا تھی تاکہ کیرن کا باپ خوشی خوشی اپنی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیتا۔ اور یہ ہرگز ہرگز آسان کام نہ تھا۔ ٹوکریاں بیچ کر وہ صرف اپنی دال روٹی ہی چلا سکتا تھا اس کے علاوہ دوسری ضرورتوں کے لئے نہ تو اس کے پاس کوئی دوسرا کام تھا اور نہ ہی ہنر۔ وہ صرف مچھلیاں پکڑنا جانتا تھا یا پھر ٹوکریاں بنانا۔ بچپن سے لیکر آج تک وہ اور اس کے اردگرد کے لوگ بس یہی کام کرتے رہے تھے۔ مگر اسے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا اور یہ سوچ کر وہ ایک نئے عذاب میں گرفتار ہو چکا تھا۔

ادھر جوہن کے گھر والے اس کی ماں اور اس کی بہن اس کے بارے میں بہت پریشان ہو رہے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ جوہن جس جہاز میں مچھلیاں پکڑنے گیا تھا وہ وہاں کے بحری ڈاکوؤں کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اب تک نہ وہ جہاز واپس آیا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی مسافر۔ اس کے بوڑھے دوست ولیم کی بیوی لنتا بھی جوہن کی ماں اور بہن کو حوصلہ دینے ان کے پاس اکثر آجایا کرتی تھی۔ جوہن ہی ان کی زندگی کا آخری سہارا تھا۔ جاتے وقت جوہن اپنی ماں اور بہن سے مل کر بھی نہیں گیا تھا اور انھیں بالکل بے یار و مددگار تنہا چھوڑ گیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی واپسی کی امید دل میں لگائے بیٹھی تھیں۔ وہ اس سے ناامید نہ ہو سکتی تھیں۔ جوہن کی ماں کو یقین تھا کہ اس کا بیٹا ان کے پاس ضرور آئے گا۔ اس کے شہر میں یہ باتیں کافی دیر سے پھیل چکی تھیں کہ جوہن اپنے ساتھی

مچھیروں کے ساتھ مارا جا چکا ہے اور اب وہ کبھی واپس نہیں آئیگا مگر جوہن کی ماں نے کبھی ان باتوں پر یقین نہ کیا اور ہمیشہ اپنے دل میں امید جگائے رکھی کہ اس کا بیٹا ضرور واپس آئے گا۔اس کی ماں اب بھی ٹوکریاں بنا کر اپنے گھر کا گذر بسر کرتی تھی۔جوہن کی بہن اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی تھی اور پھر بازار میں جا کر فروخت کرنے میں بھی اپنی ماں کی مدد کرتی تھی۔جس سکول میں لنتا پڑھاتی تھی وہ اسی سکول میں پڑھتی بھی تھی اور سکول سے واپس آ کر گھر کے کاموں میں اپنی ماں کا ہاتھ بھی بٹاتی تھی۔اس نے کسی کام کے لئے جوہن کی کمی کبھی محسوس نہ ہونے دی۔مگر بیٹے کا وجود بھی ماں کے دل کی ٹھنڈک تھا اور وہ اسے کسی صورت بھول نہیں سکتی تھی۔اسی طرح انتظار کرتے کرتے ان کے دن بیت رہے تھے۔

ادھر جوہن اپنا نیا گھر بسانے کی دھن ،اپنے دل میں لئے سوچ رہا تھا کہ اپنے ہونے والے سسر کو منانے کے لئے کیا کیا جائے کہ وہ فوراً اپنی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے کے لئے تیار ہو جائے۔صبح جوہن جلدی اٹھا اور جنگل میں لکڑی کاٹنے چلا گیا۔جب تک کوئی اور کام نہ مل جاتا تب تک وہ اپنا ٹوکریوں کا کام جاری رکھنا چاہتا تھا۔اس لئے اس نے کچھ لکڑیاں اکٹھی کیں اور انھیں اپنے گھر میں لے آیا۔وہاں بیٹھ کر اس نے کچھ ٹوکریاں بنائیں اور انھیں لیکر بازار کی طرف چل پڑا۔تھوڑی دیر وہ اپنی جگہ پر کھڑا کسی گاہک کا انتظار کرتا رہا پھر اپنا سامان اٹھائے بازار کے چکر لگانے لگا۔اس نے اپنے نرخ بھی کچھ بڑھا دیئے۔خدا خدا کر کے ایک دو گاہک اس کے پاس ٹوکریاں خریدنے آئے۔ان کو فارغ کر کے جوہن نے باقی کا سامان اپنی جگہ پر رکھا اور فیصلہ کیا کہ وہ جا کر کیرن کے باپ سے بات کرے گا۔وہ جانتا تھا کہ کیرن چرچ کے فادر جوزف کی بیٹی ہے۔اسلئے وہ فادر جوزف سے ملنے کیلئے اس کے گھر چلا گیا۔گھر کے دروازے پر اس نے کیرن کو دیکھا وہ اسی طرح لبوں پر مسکراہٹ سجائے اس کی راہ تک رہی تھی۔اس کو دیکھ کر وہ شرما کر اندر چلی گئی۔جوہن نے دروازے پر جا کر دستک دی تو اندر سے کیرن کا چھوٹا بھائی باہر آیا۔جوہن نے اس کو بتایا کہ وہ فادر سے ملنے آیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ تو کسی کام سے گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔اس نے جوہن کو اندر آنے کو کہا مگر جوہن اندر نہ گیا اور پھر واپس اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔کچھ دیر بعد کیرن بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کی جگہ پر آ گئی۔وہ جب بازار میں چلتی تھی تو ہر نظر اس پر رک جاتی تھی اور گذشتہ دو دنوں سے سب لوگ دیکھ رہے تھے کہ کیرن جوہن کے پاس زیادہ آ جا رہی تھی۔ان میں سے کوئی بھی آدمی یہ بات جا کر فادر جوزف کو بتا سکتا تھا مگر ان دونوں کو اس کی قطعاً

پرواہ نہیں تھی۔

وہ جوہن کے پاس آ کر رکی اوراس سے کہنے لگی: تم اندر کیوں نہیں آئے

جوہن نے جواب دیا۔ میں تمہارے باپ سے ملنے آیا تھا

فادر سے، وہ کیوں؟ کیرن نے سوال کیا

اپنی شادی کی بات کرنے کے لئے۔ جوہن نے بتایا

تم شادی کرنے والے ہو، کس سے؟ کیرن نے جلدی سے تنک کر پوچھا

تم سے، اور کس سے۔ جوہن نے فوراً جواب دیا

یہ سن کر کیرن کا رنگ پھر سرخ ہوگیا۔ جب شرم کے مارے اس کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تو اس کے حسن کی ایک الگ تصویر دیکھنے کو ملتی تھی۔ ہائے۔۔۔ خدایا، وہ شرما کر بولی

تم میرے فادر سے نہیں ملو گے۔ کیرن نے کہا

کیوں بھئی کیوں نہیں ملوں گا؟ جوہن بولا

بس میں نے کہہ دیا نا تم ان سے ابھی نہیں ملو گے۔ کیرن نے ہلکی سی ناراضگی سے کہا

ارے جب ان سے ملوں گا نہیں تو شادی کی بات کیسے کروں گا؟ جوہن نے سوال کیا

تمہیں شادی کی اتنی جلدی کیوں ہے؟ کیرن بولی

نہیں مجھے تو جلدی نہیں ہے تم کیا کہنا چاہتی ہو کیا میں تمہارے فادر سے بات نہ کروں جوہن نے وضاحت چاہی

میں چاہتی ہوں کہ پہلے میں خود تمہارے بارے میں فادر سے بات کروں۔ میں ان کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتادوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری بات ضرور سنیں گے۔ کیرن نے جوہن کو سمجھایا

ٹھیک ہے مگر کیا تم اپنے فادر سے یہ بات کر پاؤ گی؟ جوہن نے پوچھا

ہاں کیوں نہیں، میرے فادر دنیا کے سب سے اچھے فادر ہیں وہ ضرور میری بات سنیں گے۔ تم اس کی فکر نہ کرو جب ضرورت پڑی میں تمہیں خود اپنے فادر سے ملواؤں گی۔ اور تب تک تم ان سے نہیں ملو گے۔ کیرن بولی

ٹھیک ہے بھئی نہیں ملیں گے۔ مگر ذرا جلدی بات کرنا۔ جوہن نے کہا

فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیرن نے اس کو تسلی دی

اچھا اب میں چلتی ہوں۔ یہ کہہ کر کیرن وہاں سے چلی گئی اور جوہن اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب وہ کیرن کے باپ سے ملے گا۔ وہ ذہنی طور پر تیار تھا۔ وہ فادر جوزف کو اپنے گھر اور اپنے بارے میں سب کچھ بتانا چاہتا تھا کہ اس کا بھی ایک گھر ہے جہاں اس کی ماں ہے اور ایک بہن ہے اور وہاں اس کے کچھ دوست رہتے ہیں اور بھی کچھ جاننے والے ہیں مگر اس کو یہ سب کہنے کا موقع ہی نہ ملا۔

اس کو اپنے گھر کی بڑی یاد آنے لگی۔ وہ اپنی ماں اور اپنی بہن کو بہت یاد کر رہا تھا۔ ان کے چہرے اس کے آنکھوں کے سامنے آ گئے جیسے وہ روتے ہوئے اسے پکار رہے ہوں مگر وہ اس طرح واپس بھی نہیں جا سکتا تھا۔ بہت سے ادھورے کام تھے جو اسے پورے کرنے تھے۔ وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے اب تک کچھ بھی نہ کر پایا تھا مگر اسے یقین ہونے لگا تھا کہ آخر کار سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ کیرن کی شخصیت نے اس کی زندگی میں امید کی نئی روح پھونک دی تھی اور اب وہ زندگی کا مثبت پہلو تلاش کرنے لگ پڑا تھا۔ اس کو لگنے لگا تھا کہ بس یہی اس کی زندگی کا انجام نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس اپنے گھر جانا تھا مگر اس سے پہلے وہ اس قابل بننا چاہتا تھا کہ وہ اپنی ماں کے سارے دکھ ختم کر سکے۔

ان دونوں کے عشق کی داستاں پورے علاقے میں پھیل چکی تھی۔ کسی نے کبھی کیرن کو کسی ایک ہی شخص سے بار بار ملتے نہیں دیکھا تھا مگر اب اس کا جوہن سے ملنا معمول بن چکا تھا۔ ان کی میل ملاقاتوں کی بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہ رہی تھی بلکہ اس علاقے کا ہر آدمی اب ان دونوں کے نئے نئے بنے رشتے سے آگاہ ہو چکا تھا۔ کسی طرح یہ بات اڑتے اڑتے کیرن کے باپ جوزف تک بھی پہنچ گئی۔ کیرن کوئی بھی بات اپنے باپ سے چھپاتی نہ تھی اس دفعہ اس کے باپ کو بھی حیرت تھی کہ کیرن نے اس کو جوہن کے بارے میں کچھ بتایا کیوں نہیں۔ آخر وہ اس کا باپ تھا اور وہ بھی اسی کی خوشی چاہتا تھا مگر کیرن نے یہ بات اپنے باپ سے چھپا کر اسے تھوڑا ناراض کر دیا تھا۔ فادر جوزف اب بھی اسی انتظار میں تھے کہ کیرن خود اسے جوہن کے بارے میں بتائے۔ گھر میں بھی فادر جوزف نے کیرن سے زیادہ بات نہ کی اور خاموش خاموش رہے۔ کیرن کے بار بار پوچھنے پر بھی وہ خاموش ہی رہے اور اس خاموشی کی وجہ نہ بتائی۔ کیرن جانتی تھی کہ اس کا باپ اس سے کیوں ناراض ہے؟ مگر ایک لڑکی ہونے کے ناطے اس کی حیاء اپنے باپ سے یہ بات کرنے میں آڑے آ رہی تھی۔ بے شک وہ اپنے باپ سے کوئی بات نہ چھپاتی تھی مگر اس طرح کی باتیں لڑکیاں اپنی ماں سے ہی کر پاتی ہیں باپ سے نہیں۔ مگر بدقسمتی

سے اس کی ماں اس کے ساتھ نہ تھی ۔آخر کار کیرن کو اپنی زبان پر لگا تالا کھولنا ہی پڑا۔ وہ اپنے باپ کو بھی اپنے سے ناراض نہیں دیکھ سکتی تھی اس کے علاوہ اس نے خود جوہن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے بارے میں اپنے باپ سے بات کرے گی۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے اپنے باپ کو مخاطب کیا۔ فادر۔۔۔

کیرن اپنے باپ کو گھر میں بھی فادر ہی پکارتی تھی

فادر جوزف تھوڑا رکے

مجھے آپ سے ایک بات کرنا تھی۔ مگر میں نہیں جانتی کہ میں یہ بات آپ سے کیسے کر پاؤں گی؟

کیا بات ہے؟ فادر جوزف نے پلٹ کر پوچھا

وہ۔۔۔وہ۔۔بات یہ ہے کہ۔۔۔۔ کیرن ہچکچائی

ہاں بولو بیٹی، اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟ بولو کیا چاہیئے؟

کچھ نہیں فادر۔ کیرن نے جواب دیا

کچھ نہیں کیا مطلب؟ دیکھو تمہیں جو بات کرنی ہے بے جھجک کہو آخر بات کیا ہے؟ فادر جوزف نے اس سے پوچھا

ایک لڑکا ہے فادر۔ اس کا نام جوہن مارک ہے۔ وہ یہاں پر ٹوکریاں بنا کر بیچنے آتا ہے۔ میں اسے جانتی ہوں۔

اس کے بعد کیرن خاموش ہوگئی اور باپ کے ردعمل کا انتظار کرنے لگی

فادر جوزف بالکل خاموش کھڑے اس کی طرف دیکھتے رہے اور پھر اس کو آگے بات کرنے کو کہا

وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے فادر۔ کیرن نے یک دم اپنی بات کہہ ڈالی

کیا؟ فادر جوزف نے چونک کر پوچھا

جی فادر۔ وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ بہت نیک دل ہے۔ کیرن نے دبی دبی آواز میں کہا

اور تم کیا چاہتی ہو؟ یہ بھی بتا دو۔ فادر جوزف نے پوچھا

کیرن نے نظریں جھکا لیں اور کچھ بولنے لگی پھر خاموش ہوگئی۔

اوہ۔۔۔ اچھا، تو اتنا سب کچھ ہو چکا ہے اور مجھے خبر بھی نہیں۔ باپ نے تھوڑا ناراض ہو کر کہا

فادر وہ۔۔۔۔ میں آپ سے بات کرنا۔۔۔۔ چاہتی تھی مگر۔۔۔

ٹھیک ہے اسے ہم سے بھی ملواؤ۔ ہم بھی اس کو دیکھ لیں پرکھ لیں۔آخر ہماری کیرن کی چوائس ہے غلط تو نہیں ہو

سکتی۔فادر جوزف نے چہرے پر مسکان لاتے ہوئے کہا

کیرن کو لگا جیسے دونوں جہاں کی خوشیاں اس کی جھولی میں گر گئی ہوں۔اس نے خوشی سے بے قابو ہو کر اپنی بانہیں باپ کے گلے میں ڈال دیں اور پھر کمرے میں بھاگ گئی۔کمرے میں اس نے اپنی الماری میں سے اپنی ماں کی تصویر نکالی اور اس کو گلے لگا لیا۔آج کے دن اسے اپنی ماں کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔یہ سچ ہے کہ فادر جوزف نے کبھی کسی چیز یا کام میں اپنے بچوں کو ان کی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی مگر پھر بھی کچھ کام زندگی میں ایسے ہوتے ہیں جہاں کسی بیٹی کے لئے اس کی ماں کا ساتھ بہت ضروری ہو جاتا ہے اور چاہے جتنا مرضی پیار کرنے والا باپ ہو ماں کی اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا۔اس کو بہت خوشی تھی کہ فادر جوزف جوہن سے ملنے کے لئے راضی ہو گئے ہیں۔وہ جلد از جلد یہ خوشخبری جوہن کو سنانا چاہتی تھی۔اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو بازار میں جوہن کو دیکھنے بھیجا مگر وہ آج جنگل سے واپس نہ آیا تھا۔آج کا دن کیرن کے لئے بہت خوشی لے کے آیا تھا۔اس کا باپ اس سے بات کر کے چرچ چلا گیا اور پھر کیرن بھی خدا تعالی کا شکر ادا کرنے چرچ چلی گئی۔وہاں پر وہ اپنی سہیلیوں سے ملی۔آج اس کے چہرے کی مسکراہٹ میں چھپی خوشی اس کے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔اس کی سہیلیوں نے اس سے اس خوشی کی وجہ پوچھی مگر اس نے انھیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ جلد ہی انھیں سب کچھ پتہ چل جائے گا۔چرچ میں اس نے دل کی گہرائیوں سے دعا کی اور پھر خدا کا شکر ادا کیا کہ جس نے اس کو زندگی کی ہر شے سے نواز دیا تھا۔وہ بہت خوش تھی۔

ادھر جوہن اپنے گھر میں ہی پڑا تھا۔وہ آج ٹوکریاں لیکر بازار بھی نہ گیا تھا اور گھر میں ہی پڑا یہ سوچ رہا تھا کہ وہ آخر کیسے کیرن کے باپ سے بات کر پائے گا؟اس کے پاس ایسا کچھ بھی نہ تھا جسے دیکھ کسی بھی لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتا۔وہ اپنی معاشی حالت سے خوب واقف تھا اور یہ بات بھی جانتا تھا کہ چاہے کیرن کا باپ اس سے یہ سوال نہ بھی کرے مگر پھر بھی ایک شادی شدہ انسان کیلئے گھر چلانے کو اچھا کام ہونا چاہیے جس سے وہ اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پال سکے اور ان کی اچھی پرورش کرنے کے قابل ہو سکے۔اس کا ذہن اس کے سامنے ہر مسئلہ لا کر کھڑا کر رہا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا ہو کہ وہ کیرن کے باپ کو مطمئن نہ کر پائے اور پھر کیرن کا باپ اس شادی سے انکار کر دے۔مگر دل ہی دل میں وہ مطمئن بھی تھا۔وہ جانتا تھا کہ کیرن ہر حال میں اس کے ساتھ تھی۔وہ کوئی بھی کام کاج کر کے اپنے معاشی حالات سدھار سکتا تھا اور پھر شائد کیرن کے باپ

کوکوئی اعتراض نہ ہوتا مگر یہ سب باتیں تو اس کے ذہن کی باتیں تھیں۔ وہ آج کا سارا دن یہیں اپنے جھونپڑے میں پڑا رہا اور آج بازار میں بھی ٹوکریاں بیچنے نہ گیا اور نہ ہی کیرن سے ملنے کے لئے۔ وہ سارا دن سوچتا رہا اور اسی طرح سو گیا۔

اگلی صبح اس کا بڑی بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا کیونکہ کیرن نے اپنے باپ سے آج وعدہ کیا تھا کہ وہ انھیں جوہن سے ملوائے گی۔ اس نے اپنی سہیلیوں کو بھی اس سے آگاہ کر دیا تھا اور وہ اور اس کی سہیلیاں بڑی بے چینی سے اس کی جگہ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ قریب سے گذرنے والے لوگ طرح طرح کی چہ مگوئیاں کر کے گذر رہے تھے مگر کیرن کو ان کی قطعاً پروانہ تھی۔ وہ اپنے دل کی بندی تھی اور جو اس کو دل کہہ دیتا پھر وہ اس کیلئے سب سے بڑی حقیقت بن جاتا اور آج کل اسکا دل بس ایک ہی لفظ جانتا تھا اور وہ تھا ''جوہن''۔ وہ سب صبح سے وہاں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھیں اور پھر انھیں دور سے جوہن ٹوکریاں اٹھائے ان کی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ ان کی ساری بے چینی اسی وقت ختم ہو گئی۔ کیرن کی سب سہیلیاں جوہن کی طرف دوڑ کر گئی اور جاتے ہی اس کو گھیر لیا۔ جوہن یہ سب دیکھ کر بہت حیران سا تھا۔ وہ کیرن کی چند ایک سہیلیوں کو جانتا تھا مگر یہاں تو بہت ساری تھیں۔ مگر جب اس نے دور سے کیرن کو بھی اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو اس کی حیرانگی ختم ہو گئی اور وہ بھی اس کی طرف بڑھنے لگا۔ دونوں ایک دوسرے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ابھی ایک دن ہی گذرا تھا دونوں کا ایک دوسرے کو دیکھے بغیر، اور حالت یہ تھی گویا جنموں جنموں کے بچھڑے ساتھی آج آ ملے ہیں۔ کیرن کی سہیلیوں نے ان کو ان خیالوں کی دنیا سے نکالا۔ کیرن اسی طرح اپنی دلفریب مسکراہٹ چہرے پر سجائے ہوئے تھی جس پر ہزاروں دل قربان ہو جاتے تھے۔ وہ جوہن کو دیکھتی رہی اور جوہن اسے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے کیرن نے سر ہلا کر جوہن کو بتا دیا کہ اس نے اپنا کام کر دیا ہے۔ یعنی فادر جوزف سے بات کر لی ہے۔ جوہن کو یقین نہ آیا تو اس نے ہنستے ہوئے جوہن کو یقین دلایا اور کہا کہ میرے فادر سچ میں تم سے ملنا چاہتے ہیں اور ہم سب تمہیں ہی لینے آئی ہیں۔ جوہن کو اتنی خوشی محسوس ہوئی کہ اس نے آگے بڑھ کر کیرن کو بانہوں میں بھر لیا۔ پھر جوہن، کیرن اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ اس کے گھر فادر جوزف سے ملنے کے لئے چلا گیا۔

فادر جوزف حسبِ معمول اپنے باغیچے میں پودوں کو پانی دے رہے تھے۔ کیرن اور اس کی سہیلیاں اسے فادر کے قریب چھوڑ کر خود گھر کے اندر چلی گئیں۔ جوہن فادر جوزف کی طرف بڑھنے لگا اس کا دل پھر زور زور سے

دھڑ کنے لگااور وہ پھر سوچنے لگ پڑا کہ اب وہ فادر سے کیا بات کرے گا؟ فادر جوزف کو پتہ نہیں چلا کہ جوہن اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ جوہن کو لگا جیسے فادر کو پتہ چل چکا ہو گا مگر انھیں اس کی خبر نہ تھی۔ پھر جوہن نے ان کو سلام کیا اور وہ پلٹے۔ ایک پل کے لئے وہ تھوڑا اٹھہرے اور پھر انھوں نے اٹھ کر جوہن سے ہاتھ ملایا۔ جوہن نے انھیں بتایا: میرا نام جوہن مارک ہے اور میں۔۔۔۔۔

اوہ اچھا اچھا۔۔۔اچھا، تو آپ ہیں جوہن مارک۔ آیئے آیئے بیٹھئے۔ فادر جوزف نے باغیچے میں پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

وہ آگے بڑھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ فادر جوزف بھی اس کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور پھر ان دونوں کی بات چیت شروع ہو گئی۔ فادر جوزف سوال پوچھتے رہے اور جوہن ان کو سب کچھ سچ سچ بتاتا رہا۔ اسی طرح وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کیرن ان کے لئے چائے لیکر آئی۔ اور اس نے ایک سرسری سی نظر جوہن پر ڈالی۔ جوہن کا گھبراہٹ کے مارے برا حال تھا۔ اس کا سارا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا اور چہرے پر یوں آثار بنائے ہوئے تھے جیسے اس سے کسی لڑکی کا باپ نہیں بلکہ کسی فوج کا کمانڈر بات کر رہا ہو۔ کیرن کو یہ دیکھ کر ہنسی آ گئی اور وہ چائے رکھ کر اندر چلی گئی۔ وہاں اندر اس کی سہیلیاں اور وہ کھڑکی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ لوگ انھیں نظر تو آ رہے تھے مگر ان کی باتیں ان کی سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔ جوہن اور فادر جوزف کافی دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ فادر جوزف بات کرتے کرتے کھڑے ہو گئے اور بڑے سنجیدہ موڈ میں جوہن سے منہ موڑ کر کھڑے ہو گئے۔ جوہن بھی ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور پھر فادر جوزف یوں بات کرنے لگے جیسے وہ جوہن کو کچھ بتا رہے ہوں اور جوہن ہر بات پوری توجہ سے سن رہا ہو۔ وہ کبھی کبھی فادر جوزف کی بات کا چھوٹا سے جواب دے دیتا۔ مگر وہاں زیادہ تر فادر جوزف ہی بات کرتے رہے اور جوہن نے صرف وہ کہا جو فادر نے اس سے پوچھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فادر نے کیرن کو اندر سے بلا لیا۔ کیرن تھوڑی گھبرائی ہوئی باہر آئی اور آہستہ آہستہ ان کے پاس پہنچ گئی۔ قریب جا کر اس نے دیکھا کہ جوہن کے چہرے کی مسکراہٹ اور خوشی غائب تھی اور وہ بڑا سنجیدہ کھڑا تھا۔ مگر فادر جوزف مسکرا رہے تھے۔ انھوں نے کیرن سے کہا کہ بھئی ہم لوگ اپنی بات کر چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مسٹر جوہن کو میری ہر بات سمجھ میں آ چکی ہو گی۔ ہے ناں جوہن مارک۔ فادر نے پوچھا

جی فادر۔ سمجھ میں آ گئی آپ کی باتیں۔ جوہن نے جواب دیا

کیرن کو لگا کچھ گڑ بڑ ہے۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ مگر جوہن خاموش رہا

پھر فادر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بھئی کوئی بات نہیں ہے ہمیں تمہاری مرضی پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

پھر کیا بات ہے تم اتنے پریشان کیوں ہو جوہن؟ کیرن نے پریشان ہو کر پوچھا

جوہن پھر خاموش کھڑا رہا۔ اسکے پاس کہنے کو کوئی الفاظ نہ تھے۔ فادر جوزف نے اس کے ساتھ وہی باتیں کی تھیں جسکا اس کو خدشہ تھا۔ انھیں جوہن کی شخصیت میں بہت سی کمیاں دکھائی دی تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ کیرن سے شادی سے پہلے جوہن اپنی ان کمیوں پر قابو پانے کے قابل ہو جائے۔ اس لئے انھوں نے اسکے سامنے کچھ شرطیں رکھی تھیں اگر اسے کیرن سے شادی کرنی ہے تو اسے ان شرطوں کو پورا کرنا پڑے گا جو کہ فی الحال جوہن کے لئے کافی مشکل کام تھا۔ وہ کیرن سے پیار تو کرتا تھا مگر وہ اس کے باپ کی طرف سے لگائی ہوئی شرطوں سے بہت مایوس ہو رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس کی منزل اس کے ہاتھ میں آ کر اس سے چھین لی گئی ہے اور وہ سر جھکائے اپنی قسمت کو کوس رہا تھا۔

پھر فادر کیرن سے مخاطب ہوئے: ٹھیک ہے تم لوگ بیٹھ کر باتیں کرو مجھے ذرا جانا ہے۔ یہ کہہ کر فادر جوزف اپنی گاڑی کی طرف بڑھے اور پھر اس میں بیٹھ کر ان دونوں کو ہاتھ ہلاتے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔ جب وہ باہر گئے تو کیرن کی سہیلیاں بھی باہر باغیچے میں ان کے پاس آ گئیں اور پاس آ کر جوہن کے ارد گرد کھڑی ہو گئیں۔ وہ سب بالکل سن کھڑی جوہن کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں جو ابھی تھوڑی دیر پہلے خوشی سے چمک رہا تھا اور اب مرجھائے ہوئے پھول کی طرح اترا ہوا تھا۔ ان میں سے کوئی کچھ بھی نہ بولی اور کیرن سمیت وہ سب بس اسے دیکھتے ہی گئیں۔ پھر جوہن نے ہی بات کا آغاز کیا اور انکو بتایا کہ فادر جوزف کو اس شادی سے اعتراض نہیں ہے۔ یہ سن کر سب کی جان میں جان آئی اور سب نے سکون کا سانس لیا۔

پھر تم اتنے اداس کیوں ہو؟ کیرن نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا

اس نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر بولا: فادر کو لگتا ہے کہ میری ذات میں ابھی بہت کچھ ادھورا ہے۔ میرے بہت سے کام ادھورے ہیں۔ میری شخصیت ادھوری ہے۔ مجھے اپنی شخصیت کو مکمل کرنا ہو گا اگر مجھے تم سے شادی کرنی ہے۔

کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔ کیرن نے آدھی خوشی کی لہجے میں کہا

فادر کو لگتا ہے کہ میں زندگی سے ہارا ہوا ایک مایوس انسان ہوں۔

میرے دل میں کسی اچھے وقت کی امید نہیں ہے حالانکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ اپنا گھر بسانا چاہتا ہوں مگر وہ کہتے ہیں کہ تم ابھی بھی یہ سوچ رہے ہو کہ شادی کے بعد تم اپنا گزر بسر کیسے کرو گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو کیا ہوگا؟ یہ پریشانی، خدشات اور ناامیدی ایک ہارے ہوئے انسان کی نشانیاں ہیں۔

میں ماضی میں جینے والا انسان ہوں جسے اپنے مستقبل سے کوئی واسطہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنے گھر سے اتنی دور صرف اپنا مستقبل بنانے ہی نکلا تھا مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا کام پوری لگن اور محنت کے جذبے سے نہیں کیا۔ مچھلیاں پکڑنے کا سارا کام بھی میرے دوست کارل اور باقی ساتھیوں نے کیا اور میں نے صرف ان کے کام میں ان کی مدد کی خود میں نے کوئی کام نہیں کیا۔

مجھ میں دنیا کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہیں ہے اس لئے میں اپنی ماں اور بہن کو چھوڑ کر یہاں سہارا ڈھونڈنے چلا آیا جبکہ مجھے وہاں ان کے پاس رہ کر ان کے لئے کچھ کرنا چاہیے تھا۔ جو میں نہ کر سکا۔ جوہن نے اعتراف کیا

فادر نے مجھ سے کہا کہ وہ تم سے بہت پیار کرتے ہیں اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ جس شخص کے ساتھ تمہاری شادی ہو وہ ہر لحاظ سے ایک مکمل اور کامیاب انسان ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ ان کا ایسا سوچنا غلط نہیں بالکل ٹھیک ہے۔ وہ وہی کر رہے ہیں جو کہ ایک اچھا اور ذمہ دار باپ اپنی بیٹی کے لئے کرتا ہے۔ اس لیے مجھے ان سے کوئی شکائت نہیں ہے۔ لیکن میں اب کیا کروں؟ تم ہی بتاؤ کیرن۔ جوہن نے بے چارگی کے عالم میں پوچھا

کیرن اور اس کی سہیلیاں سکتے کے عالم میں اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ ان کو یقین ہی نہ ہو رہا تھا کہ جو ان کے کانوں نے سنا ہے وہ حقیقت ہے یا کوئی خواب۔ فادر جوزف، جوہن کو اتنی بڑی مصیبت میں ڈال دیں گے یہ تو کسی کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا۔ کیرن دم سادھے کھڑی رہی۔ اس کا حال بھی جوہن سے الگ نہ تھا اس کی منزل بھی اس کے ہاتھوں میں آ کر پھر دور نکل چکی تھی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکتی تھی۔

جوہن تم جو بھی قدم اٹھاؤ گے میں اس میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیرن نے پرعزم ہو کر کہا

ہاں کیرن اب مجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے تمہارا دیا ہوا حوصلہ اور ہمت۔ اور تمہارا مجھ پر اعتماد۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو میں فادر جوزف کی ہر آزمائش پر پورا اتروں گا۔ جوہن نے بھی عزم ظاہر کیا

اور اگر آپ دونوں کو ہماری ضرورت پڑی تو ہم بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔سب سہیلیوں نے یک زباں ہو کر کہا۔اور پھر یہاں سے جوہن کا ایک نیا سفر شروع ہو گیا۔آزمائشوں اور مایوسیوں سے نکل کر ایک کامیاب اور پر امید انسان بننے کا سفر۔

فادر جوزف کا پہلا اعتراض تھا کہ وہ زندگی سے ہارا ہوا ایک مایوس انسان ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ تھا بھی ایسا ہی لیکن اسکی وجہ جو اس کے دماغ میں تھی وہ بھی بڑی مضبوط تھی۔اسکے ساتھ قسمت جو کھیل کھیلتی آ رہی تھی اس سے صرف وہ مایوسی ہی حاصل کرتا تھا۔اسکا ذہن اس بات کا عادی بن چکا تھا کہ اس کی زندگی میں کچھ اچھا ہونیوالا نہیں ہے۔شائد یہی وجہ تھی جو اس نے بار ہا خودکشی کرنے کی بھی کوشش کی تھی مگر اس میں کامیاب نہ ہوسکا۔شائد تقدیر اسے سنبھلنے کا موقع دینا چاہتی تھی۔آزمائشیں اور تکلیفیں ہر انسان کی زندگی میں ہوتی ہیں مگر ہر انسان جوہن کی طرح مایوس ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔اسے اپنی زندگی کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے اور زندگی ہمیشہ کسی کو مایوس نہیں کرتی۔کیونکہ کہا جاتا ہے خدا کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اپنی اس خامی کو اب اسے دور کرنا تھا اور اس کے لئے فادر جوزف اس کو آزمائش میں ڈالنے والے تھے۔فادر جوزف ایک روحانی معلم تھے وہ بیمار روحوں کا علاج کرتے تھے اور جانتے تھے کہ مایوس دلوں کا علاج کیسے ممکن ہے؟ایک روز فادر جوزف نے جوہن کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا کہ آج جو میں تم سے کہنے جا رہا ہوں اسے دھیان سے سننا۔تمہیں ایک کام دیا جائے گا جو تمہیں بڑی محنت اور لگن سے کرنا ہوگا۔مجھے امید ہے کہ تم یہ کام کرتے کرتے ایک دن اپنی اصل منزل پا جاؤ گے اور یقیناً تم اس سے کچھ سیکھ پاؤ گے۔

جوہن نے پوچھا: مجھے کیا کرنا ہوگا؟ آپ مجھے بتائیں میں یقیناً محنت اور لگن سے کام کروں گا اور ضرور کچھ سیکھنے کی کوشش بھی کروں گا۔

بہت خوب۔تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم روز جنگل میں جایا کرو گے وہاں پر ایک بہت بڑا درخت ہے۔تم روز جا کر اسکی ایک شاخ کاٹ کر لایا کرو گے۔اور تمہیں یہ کام تب تک کرنا ہوگا جب تک تم اس نتیجے پر نہ پہنچ جاؤ جو کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اس عمل سے سیکھو۔میرا خیال ہے کہ تم میری بات سمجھ گئے ہو گے۔فادر نے کہا

جوہن کو یہ کام بڑا عجیب لگا۔اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ فادر جوزف اس کو اس قدر عجیب وغریب کام کرنے کو کہیں گے۔بھلا کسی درخت کی شاخیں روز کاٹنے سے کوئی کیا سیکھے گا؟مگر اب اسے یہ کام کرنا ہی تھا۔اس نے فادر

جوزف کی اس فرمائش سے کیرن کو بھی آگاہ کر دیا۔اوراس وقت کیرن بھی نہ سمجھ پائی کہ آخر فادر جوزف اس کوایسا کرنے کو کیوں کہہ رہے ہیں؟ وہ بھی کافی حیران تھی۔

اسی روز جوہن نے اپنا کام شروع کر دیا۔وہ جنگل میں اس بڑے درخت کو جانتا تھا۔یہ سینکڑوں سال پرانا درخت تھا جس کی ہزاروں شاخیں تھیں۔جوہن کو بس روز ایک شاخ کاٹ کر لے جانا تھی جو اس کے لئے زیادہ مشکل کام نہ تھا۔وہ جنگل سے لکڑیاں تو پہلے ہی کاٹ کر لاتا تھا۔اب وہ روزانہ اس درخت سے بھی ایک ایک شاخ کاٹ کر لے جانے لگا۔اوراسی طرح کئی دن گذر گئے مگر جوہن کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔اس نے اپنا ٹوکریوں کا کام بھی جاری رکھا اوراب ٹوکریوں کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی بنانا شروع کر دی تھیں وہ چاہتا تھا کہ جلداز جلداس کے معاشی حالات بہتر ہو جائیں۔اس لئے وہ دن رات محنت کرنے لگا۔اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے ہنر میں بھی نکھار لانا شروع کر دیا تھا۔اب وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت، پائیدار اور بڑی ٹوکریاں بناتا تھا۔جس سے اس کی آمدنی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا تھا۔ساتھ ہی ساتھ وہ اس درخت کی ایک ایک ٹہنی بھی روز کے روز کاٹ کر لے جاتا رہا۔وہ ٹہنی اور درخت پر بڑا غور کرتا مگر اس کو کچھ سمجھ میں نہ آتا کہ آخر کار فادر جوزف اسے کیا سمجھانا چاہتے ہیں۔وہ روز یہ ٹہنی لا کر فادر کو دے دیتا جو وہ اپنے باغیچے میں جمع کرتے جاتے تھے۔اسی طرح دن گذرتے گئے اور جوہن اپنے کام پر لگا رہا۔کیرن بھی اس کی دکان پر آ کر اس کا ہاتھ بٹادیتی تھی۔مگر اسے اتنی آزادی نہ تھی کہ وہ بلا روک ٹوک جوہن سے مل سکے کیونکہ اس طرح یہاں کے لوگ طرح طرح باتیں کرتے تھے۔جب کافی دن گذر گئے اور جوہن کو اپنے اس کام سے کچھ بھی نہ پلے پڑا تو اس نے فادر سے بات کرنیکا فیصلہ کیا۔اس نے کہا: مجھے کافی دن ہو گئے ہیں میں روز ایک ٹہنی کاٹ کر لا رہا ہوں مگر مجھے اب تک کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ فادر جوزف نے جواب دیا تم اپنے جواب سے زیادہ دور نہیں ہو۔میں تمہیں بتا نہیں سکتا کیونکہ یہ بس تمہیں ہی تلاش کرنا ہے اوراگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ کام تمہارے لئے زیادہ آسان ہے اور تمہیں کوئی دوسرا کام بھی دے دیا جائے تو ٹھیک ہے تم اپنا یہ کام بھی جاری رکھو گے اور دوسرا کام بھی کیا کرو گے؟ کونسا دوسرا کام؟ جوہن نے پوچھا

تم روز اس بستی سے دور ایک جھونپڑا بستی میں جایا کرو گے۔وہاں پر ایک بڑھیا کا جھونپڑا ہے جو اپنے دو پوتوں کے ساتھ اس جھونپڑے میں رہتی ہے۔وہ عورت دوسروں کے گھر محنت مزدوری کرتی ہے اوراپنے چھوٹے دو

پوتوں کو پڑھاتی ہے۔اس کے محلے کے لوگ اس کی کھانے اور کپڑوں وغیرہ سے اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔تم آج سے روز اس بڑھیا کے پاس جایا کرو گے اور اسکو اس کیلئے اور اسکے بچوں کیلئے کھانا دیکر آیا کرو گے۔اور بڑھیا سے یہ پوچھا کرنا کہ وہ خوش ہے یا نہیں۔اس کے ساتھ تم اپنا پہلا کام بھی جاری رکھو گے۔اور اس کام کی طرح اس کام میں بھی تمہارے لئے سیکھنے کو کچھ ہے۔میں جانتا ہوں کہ اس بڑھیا کے جھونپڑے میں تمہارے سیکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔اور اگر تم وہ سیکھنے میں کامیاب ہو گئے تو میری نظر میں یہ تمہاری بڑی کامیابی ہو گی۔ فادر جوزف نے اس کو پوری بات سمجھائی

جوہن کو پہلے کام کی نسبت دوسرا کام کچھ پسند آیا اس نے سوچا چلو اس طرح سے وہ کسی غریب عورت کو کھانا ہی کھلا لیا کرے گا۔یہ کام تو بڑی نیکی کا کام تھا اور ویسے بھی اس بڑھیا کا سن کر جوہن کو اپنی ماں یاد آ گئی اور وہ سوچنے لگا کہ کیا اس کی ماں اور بہن رات کو کھانا کھا کر سوتے ہوں گے یا پھر بھوکے ہی سو جاتے ہوں گے۔ اس کو لگا کہ اگر وہ اس بڑھیا کے کھانے کا خیال رکھے گا تو یقیناً خدا اس کی ماں اور بہن کا خیال رکھے گا۔اس نے فادر جوزف کی یہ آزمائش فوراً مان لی۔اور پھر گھر آ کر اس نے کھانا ایک کپڑے میں باندھا اور اس کو لیکر بستی سے باہر نکل گیا۔اس بستی سے تھوڑی دور ہی کچے علاقے میں ایک جھونپڑا بستی تھی۔یہاں پر اس علاقے کے غریب اور مسکین لوگ رہتے تھے۔یہ لوگ دن بھر محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔دن بھر کام کرنے کے بعد بھی یہ لوگ صرف اتنا کما پاتے تھے جس سے صرف ان کے چولہے جلتے تھے۔ایسے میں یہ لوگ اپنے بچوں کو پڑھانے لکھانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور اگر کوئی سوچتا بھی تو غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اپنی سوچ کو اپنے دل ہی میں دفن کر لیتا تھا۔مگر انھیں لوگوں میں ایک باہمت اور پرعزم خاتون رہتی تھی جس نے زندگی سے ہارنا نہ سیکھا تھا۔اب حالانکہ وہ بوڑھی ہو چکی تھی مگر پھر بھی اس کے اندر زندگی کی رونق باقی تھی۔وہ محنت مزدوری کر کے اپنے دو پوتوں کو پال رہی تھی اور نہ صرف ان کو پال رہی تھی بلکہ ان کو اچھے سکول میں تعلیم بھی دلوا رہی تھی۔پورا علاقہ اس عورت کی عظمت کو سلام کرتا تھا اور اس کی بہت عزت کرتا تھا۔لوگ اس کی مدد کو اسے کھانے اور کپڑے وغیرہ دے جاتے تھے جسے وہ شکریہ کے ساتھ قبول کر لیتی تھی۔جب جوہن اس کے جھونپڑے پر پہنچا تو وہ بڑھیا ہاتھوں میں اون کا گولہ لئے اور آنکھوں پر موٹے موٹے شیشوں والا چشمہ لگا کر اپنے بچوں کے لئے سویٹر بن رہی تھی۔قریب ہی نیچے زمین پر ایک ٹوٹی پھوٹی چٹائی پر اس کے دو چھوٹے چھوٹے

پوتے سو رہے تھے۔اسی چھوٹے سے جھونپڑے میں ان کا ساز وسامان پڑا تھا۔جب بڑھیانے جوہن کو دروازے کے پاس کھڑا دیکھا تو اس نے اس کو اندر آ جانے کو کہا۔جوہن نے اس کو بتایا کہ وہ اس کے لئے کھانا لے کر آیا ہے۔بڑھیانے اس کو بتایا کہ بچے کھانا کھا کر سو چکے ہیں مگر پھر بھی اس نے بدستور شکریہ کے ساتھ اس سے کھانا لے لیا اور پھر اس سے بولی:تم کون ہو بیٹا؟اس کی آواز میں ماںتا کی مٹھاس تھی۔جوہن نے اسے بتایا کہ وہ اسی قریب کی بستی سے آیا ہے اور اس طرح وہ آپکو کھانا دینے آیا کرے گا۔بڑھیانے کوئی جواب نہ دیا۔

جوہن نے واپس مڑنے سے پہلے بڑھیا سے پوچھا کہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔

بڑھیانے جواب دیانہیں،میرے پاس بہت کچھ ہے۔

حالانکہ جوہن دیکھ چکا تھا کہ بڑھیا کے جھونپڑے میں کچھ بھی نہ تھا وہ شائد جھوٹ بول رہی تھی۔

بہرحال جوہن واپس آ گیا اور آ کر اپنے جھونپڑے میں آرام کرنے چلا گیا۔

فادر نے ایک وقت میں دو کام اس کے ذمے لگا رکھے تھے جو اس کو ہر حال میں کرنے ہی تھے۔جوہن خود بھی چاہتا تھا کہ کوئی ہو جو اس کی تکلیفوں کو سمجھ کر اسکا علاج کر سکے۔وہ خود بھی ان غموں اور مصیبتوں سے چھٹکارا چاہتا تھا۔اور یہ سب کرنے سے اس کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی منزل کیرن بھی مل سکتی تھی۔

اب یہ جوہن کا معمول بن چکا تھا وہ ہر روز صبح جنگل میں لکڑیاں لینے جاتا تو ادھر سے اس بڑے درخت کی ایک شاخ بھی کاٹ لاتا اور پھر اپنے گھر سے بڑھیا اور اس کے پوتوں کے لئے کھانا بھی لے کر جاتا اور اس سے پوچھتا کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں اور بڑھیا بھی ہمیشہ یہی جواب دیتی کہ میرے پاس بہت کچھ ہے۔کارل ان باتوں سے صرف یہی سیکھ پایا تھا کہ جیسے درخت کی ایک شاخ روز توڑی جا رہی ہے ویسے ہی اس کی زندگی سے ایک ایک دن کم ہو رہا ہے اور ایک دن آئے گا جب درخت کی شاخوں کی طرح اس کی زندگی کے دن بھی ختم ہو جائیں گے۔جوہن نے یہ بات فادر جوزف کو بتائی اور انھوں نے جوہن کے جواب کو سراہا مگر اور زیادہ غور وفکر کرنے کو کہا اور کہا کہ تم بہت جلد اس نتیجے پر پہنچ جاؤ گے۔

بڑھیا کی باتوں سے اس کے ذہن میں یہی بات آتی کہ انسان کے پاس جتنا کچھ بھی ہے اس کو اسی پر خوش رہنا سیکھنا چاہیے اور زیادہ کی خواہش اپنے دل میں نہ رکھنی چاہیے بلکہ اپنے محدود وسائل پر ہی قناعت کرنی چاہیے۔

اس نے یہ بات بھی فادر جوزف کو بتائی کہ وہ بڑھیا کے پاس جا کر کیا سیکھ پایا ہے؟فادر جوزف نے اسکے اس

جواب کی بھی تعریف کی اور پھر اس پر بھی مزید غور و فکر کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ تم اپنے اصل تجربے سے تھوڑی ہی دور ہو۔ جوہن کو فادر جوزف کی یہ بات بہت اچھی لگی۔ جب انھوں نے جوہن کو امید دلائی کہ وہ اپنی منزل سے تھوڑا ہی دور ہے تو جوہن اور زیادہ باریکی سے ان دونوں چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس طرح روز وہ نئی نئی باتیں سیکھتا جاتا رہا۔ اور روز فادر کو اپنے تجربات سے آگاہ کرتا رہا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ کام واقعی میں اس کی شخصیت پر اثر کرنے لگے تھے۔ جب اس نے یہ کام شروع کئے تھے تو اسے یہ بالکل بھی اچھے نہیں لگے تھے مگر اب وہ بھی ان نئے نئے تجربات سے لطف اٹھانے لگا تھا۔ اور، اور زیادہ باریکی سے قدرت کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ فادر جوزف بھی اس کی اس لگن اور محنت سے بہت خوش تھے وہ جو چاہتے تھے وہ تبدیلی جوہن میں آہستہ آہستہ آرہی تھی۔ آج پھر جوہن نے نئی بات سیکھی اور آکر فادر کو بتایا کہ درخت سے وہ یہ سیکھ پایا ہے کہ دنیا اپنے فائدے کیلئے دوسری چیزوں کو آہستہ آہستہ ختم کرتی جارہی ہے اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور ہم نے اس میں احتیاط نہ برتی تو ہوسکتا ہے کہ مستقبل قریب میں ہمارے پاس وسائل کی کمی ہو جائے اور وہ چیزیں جن سے ہمیں یہ وسائل حاصل ہوتے ہیں ان کو ہم اپنے ہی ہاتھوں ختم کردیں۔ اس کے علاوہ جوہن کے تجربات میں یہ بھی تھا کہ دوسروں کے فائدے کیلئے ہمیں درخت کی طرح بے لوث ہوکر ان کی خدمت کرنی چاہیے اور بدلے میں اسی درخت کی طرح کوئی شکائت نہیں کرنی چاہیے یا صلہ نہیں مانگنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اس نے سیکھا کہ اگر ہم روز کے روز تھوڑا تھوڑا کام کرتے رہیں گے تو دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے پاس وسائل کا انبار لگ سکتا ہے ہماری محنت ہمیں اس کا بہت بڑا اجر دے سکتی ہے بالکل اسی طرح جیسے جوہن روز درخت کی ٹہنی کاٹ کر فادر جوزف کے گھر کے باغیچے میں رکھ آتا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس باغیچے میں لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگ چکا تھا جس کو بیچا بھی جاسکتا تھا اور کسی دوسرے کام میں بھی لایا جاسکتا تھا۔ فادر جوزف نے اس کے ان تمام تجربات کو سراہا اور اسے یقین دلایا کہ وہ اپنے اصل نتیجے سے بس کچھ ہی دور ہے۔

جوہن بڑھیا کے پاس جا کر بہت کچھ سیکھ پایا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ان چیزوں سے پہلے ناآشنا تھا۔ درختوں سے لکڑیاں وہ پہلے بھی کاٹتا رہا تھا۔ اپنے غریب بہن بھائیوں کی وہ پہلے بھی مدد کرتا آرہا تھا مگر اس نے کبھی ان پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ بس اسے روزمرہ کا معمول سمجھ کر کرتا تھا اور اس سے کسی نتیجے کے حاصل ہونے کا انتظار نہیں کرتا تھا۔ مگر اب وہ ان کاموں پر غور کرتا تھا اور اس سے کچھ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور جوہن نے محسوس کیا تھا

کہ وہ ان کاموں سے بہت کچھ سیکھ رہا ہے اور اس کے اندر کی خامیاں اس سے دور ہو رہی ہیں۔ اس کا ہر نیا تجربہ اسے زندگی جینے کا ایک نیا حوصلہ دیتا تھا، ایک نئی امید پیدا کرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اس درخت اور اس بڑھیا کی طرح دنیا کے مسائل سے لڑنا سیکھ لے تو یقیناً وہ کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔

فادر جوزف چاہتے تو اس کو زبانی کلامی یہ سب باتیں سمجھا سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک طرف تو جوہن کا امتحان ہو جائے کہ وہ کیرن سے کس قدر محبت کرتا ہے اور دوسری طرف اس میں وہ خامیاں ختم ہو جائیں جو خواہ مخواہ اس کی کامیابی کی راہ میں آڑے آ جاتی تھیں۔ وہ ڈر کے ساتھ نہیں بلکہ اعتماد کے ساتھ زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے۔ فادر جوزف مانتے تھے کہ وہی سونا اصل میں کندن بن سکتا ہے جو کہ آگ کی بھٹی سے تپ کر آیا ہو۔ اس لئے جوہن کی روحانی تربیت کے لئے فادر نے اس کو یہ سب کرنے کو کہا۔ اور یہ باتیں واقعی میں اسکی شخصیت میں تبدیلی لا رہی تھیں جسکی جوہن اور فادر جوزف دونوں کو بڑی خوشی تھی۔ وہ اپنے ہر نئے تجربے سے کیرن کو بھی آگاہ کرتا رہا اور کیرن بھی اس میں آئی اس تبدیلی کو محسوس کرنے لگی تھی۔ اب جوہن پہلے سے زیادہ سمجھدار اور ذہین ہو چکا تھا۔

جب وہ بڑھیا کے پاس کھانا لیکر جاتا تو وہ دیکھتا کہ وہ بڑھیا اپنے اس بڑھاپے کو اپنی کمزوری کے روپ میں نہ دیکھنا چاہتی تھی بلکہ اس کے اندر زندگی سے لڑنے کا جذبہ تھا۔ وہ اپنے پوتوں کے لئے ہر وہ کام کرنا چاہتی تھی جو اس کے بس میں تھا اور اس کے لئے وہ ہر طرح کی محنت مشقت کرنے سے نہ گھبراتی تھی۔ اس نے جوہن کو بتایا کہ اس کا بیٹا اور بہو برسوں پہلے ایک مہلک بیماری سے ہلاک ہو گئے تھے۔ ان کے دو بچے جو اس وقت اچھی زندگی گزار رہے تھے ماں باپ کے بعد ان کا کوئی سہارا نہ رہا تھا اور ان کو اپنی تعلیم بھی چھوڑنا پڑ رہی تھی تب مجھے احساس ہوا کہ میرے ہوتے ہوئے میرے بچے کسی چیز سے محروم نہیں رہ سکتے۔ میں ان کے لئے وہ سب کروں گی جو میں کر سکی لہذا میں نے انکی پرورش کا ذمہ لے لیا اور اب میں محنت مزدوری کر کے ان بچوں کی تربیت کر رہی ہوں۔ جوہن نے اس سے پوچھا: آپ تو اتنی بوڑھی ہو چکی ہیں اتنی محنت مشقت کا کام آپ کیسے کر پاتی ہیں؟ تو بڑھیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: پہلے مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا کہ اس بڑھاپے میں آخر میں کیا کر سکتی ہوں مگر میرے اندر میری زندگی کا مقصد تھا جس نے مجھ کو میری ہر کمزوری سے آزاد کر دیا۔ بے شک مجھ میں وہ طاقت نہیں کہ میں کچھ کام کر سکوں مگر اپنے پوتوں کی زندگی کو بہتر بنانا میرا عزم ہے اور یہ عزم مجھے کمزور نہیں

پڑنے دیتا اور مجھے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں۔

جوہن کافی دیر تک اس بڑھیا کی باتیں سنتا رہا۔اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ حیرت بھی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اتنا پرعزم کیسے ہوسکتا ہے؟ جب اس نے اپنے ماضی پر نظر ڈالی تو اسے احساس ہوا کہ وہ تو زندگی کے ہر مسئلے سے اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا۔اس نے کبھی بھی ان مسئلوں کے حل کے لئے کوئی خاطر خواہ کوشش نہ کی تھی بس وہ اسی انتظار میں رہتا تھا کہ کسی معجزے سے اس کی زندگی کے سارے مسائل ختم ہو جائیں۔اب وہ اپنے آپ کو پہچان پا رہا تھا اور اسے فادر جوزف کی ساری باتیں اب سچ لگنے لگی تھیں کہ اس میں زندگی کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔وہ اپنے آپ کو ایک بے کار اور ہارا ہوا انسان محسوس کر رہا تھا۔اسے لگا کہ بڑھیا ان حالات میں اس جھونپڑے میں اور اس عمر میں بھی اتنی پرعزم ہے اور وہ تو ابھی نوجوان تھا اس کے ذہن میں کوئی ایسا عزم نہیں تھا۔بے شک وہ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کا عزم لئے ہی گھر سے نکلا تھا مگر وہ اپنے عزم پر قائم رہنے والا نہ تھا اگر زندگی اسے پھر کسی موڑ پر دھوکا دے جاتی تو پھر سے وہ اپنی زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کرتا۔جیسے اگر کیرن ہی اس کو دھوکا دے دیتی تو پھر اسکی زندگی میں کوئی مقصد باقی نہ رہ جاتا اور پھر اس میں زندگی سے لڑنے کی کوئی امید ہی باقی نہ بچتی۔

وہ اسی طرح چلتا ہوا پھر اپنے گھر پہنچ گیا اور آنکھیں بند کر کے ماضی کے اندھیروں میں کھو گیا اور اپنی وہ یادیں اپنے ذہن میں دہرانے لگا جب وہ کئی بار چھوٹے چھوٹے مسائل کا سامنا نہ کر پاتا تھا۔اگر وہ غریب تھا تو اس کو اپنی غربت سے لڑنا چاہیے تھا نا کہ غربت کو ختم کرنے کے لئے زندگی کو ختم کرنا چاہیے تھا۔اب اس کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح اس کے سامنے پڑی تھی اور وہ سمجھ چکا تھا کہ اسکی زندگی اتنی مشکل نہ تھی جیسی اسے محسوس ہوتی تھی۔اس سے کہیں زیادہ مشکل میں لوگ اپنی زندگی ہنسی خوشی جی رہے تھے۔پھر آخر وہ ایسا کیوں نہیں کرسکتا تھا؟ اس تجربے نے جوہن کے اندر زندگی کی وہ روح پھونک دی جو اس نے اپنے اندر پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔اس کے اندر زندگی سے لڑنے کا جذبہ موجیں مار رہا تھا۔اس کو بہت سے راہیں دکھائی دے رہی تھیں جن پر چل کر وہ اپنی زندگی سنوار سکتا تھا۔اصل میں اس کے اندر کا ڈر ختم ہو چکا تھا اب وہ مسائل سے گھبراتا نہ تھا بلکہ ان کا مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔یہ سوچ اس کے اندر ابھرتے ہی اسکو اپنی زندگی کی اہمیت کا احساس ہوگیا۔پہلی بار وہ اپنی نظر میں ایک ذمہ دار انسان کی طرح کھڑا تھا۔آج وہ اپنے آپ کو ہارا ہوا محسوس نہیں کر رہا تھا بلکہ جیت کی

طرف پہلا قدم اٹھانے کا انتظار کر رہا تھا۔اس کے دل میں فادر جوزف کے لئے احترام کا جذبہ پیدا ہو گیا۔وہ جان چکا تھا کہ اصل میں فادر جوزف اس کی بھلائی کے لئے اس کو ان آزمائشوں میں ڈال رہے تھے۔اس کو آج رات پھر نیند نہ آنے والی تھی۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی جا کر فادر جوزف کے ہاتھ چوم لے جنہوں نے اس کو زندگی سے آشنا کروایا مگر اس نے صبح تک کا انتظار کیا۔

اگلی صبح وہ بڑا بے چین تھا کہ جلد از جلد جا کر فادر جوزف کو اپنے رات کے تجربے سے آگاہ کرے۔مگر اسے پہلے جنگل میں لکڑیاں لینے جانا تھا۔وہ جلدی سے اٹھا اور اپنا کلہاڑا لے کر لکڑیاں کاٹنے چل پڑا۔وہاں وہ اس بڑے درخت کے پاس رک گیا اور غور کرنے لگا کہ آخر اس درخت سے فادر جوزف اس کو کیا سمجھانا چاہتے تھے؟اس نے درخت کا بغور مشاہدہ کیا۔وہ پچھلے کئی دنوں سے اس درخت کی ٹہنیاں کاٹ کر لے جا رہا تھا اس سے اس نے جو کچھ بھی سیکھا تھا وہ اس نے فادر جوزف کو بتا دیا تھا مگر فادر نے اسے اور غور کرنے کا کہا تھا۔اس نے اس درخت کی ایک اور ٹہنی توڑی اور پھر آگے بڑھ گیا۔جب وہ اس درخت سے تھوڑی دور پہنچ گیا تو اچانک وہ رکا اور پلٹ کر پھر سے اس درخت کے پاس آ گیا۔اس نے دیکھا کہ وہ کتنے دنوں سے درخت کی ٹہنیاں کاٹ کر لے جا رہا تھا مگر جس جگہ سے وہ اس کی ٹہنی توڑتا اس کی جگہ پر تھوڑے دنوں بعد پھر سے نئی شاخیں نکلنا شروع ہو جاتیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پھر سے مضبوط شاخیں بن جاتیں اور درخت پہلے کی طرح ہی ہو جاتا تھا۔فادر جوزف کے باغیچے میں اس درخت کی ٹہنیوں کا ایک ڈھیر لگ چکا تھا مگر ابھی بھی اس درخت کی شکل میں کوئی بڑی تبدیلی نہ آئی تھی۔اس کی جو شاخ بھی کاٹی جاتی تھی وہ اس کی جگہ پر پھر سے نئی شاخ بنا دیتا تھا شائد یہی وجہ تھی کہ یہ درخت سینکڑوں سال گذرنے کے باوجود اپنا وجود قائم رکھے ہوئے تھا۔ان سینکڑوں سالوں میں اس درخت نے بھی کئی طوفان جھیلے ہوں گے کتنے بے رحم موسموں کا سامنا کیا ہو گا مگر پھر بھی وہ آج صحیح سلامت تھا اور آج جنگل کا سب سے بڑا اور پرانا درخت جانا جاتا تھا۔جوہن سمجھ گیا کہ فادر جوزف اسے کیا سمجھانا چاہتے تھے۔ان کی نظر میں جوہن زندگی سے ہارا ہوا انسان تھا اور وہ چاہتے تھے کہ وہ اس درخت سے سیکھے کہ زندگی کی محرومیوں اور مشکلات کا سامنا کیسے کیا جائے؟اگر ایک دفعہ کوئی چیز چھن جائے تو اس پر مایوس ہو کر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ پھر سے نئی چیز حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے۔یہ سبق جوہن حاصل کر چکا تھا اس کو بڑی خوشی تھی کہ وہ بالآخر اس نتیجے پر پہنچ ہی گیا تھا۔اسے یقین تھا کہ فادر جوزف بھی اسے یہی سکھانا چاہتے تھے۔اس لئے اس نے

جلدی سے لکڑیاں اکھٹی کی۔ گھر جا کر اس کی ٹوکریاں بنائیں اور پھر انھیں لیکر بازار کی راہ لی۔ جوہن کے ہنر میں اتنا نکھار آچکا تھا کہ اب لوگ اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بہت پسند کرنے لگے تھے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی اکثر گاہک اس کا دکان پر انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ اس لئے اسکی ٹوکریاں اور دوسری چیزیں جو وہ بناتا تھا ہاتھوں ہاتھ بک جاتی تھیں۔ جوہن یہ سب کام کر کے جلدی سے فادر سے ملنا چاہتا تھا۔

فادر حسب معمول اگر چرچ میں نہیں تو اپنے باغیچے میں ملا کرتے تھے آج وہ پھر اپنے باغیچے میں پودوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھے اور جوہن پھر ان کے پیچھے جا کر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ اور فادر کو اس کا احساس بھی نہ ہو پایا پھر جوہن نے ہی ان کو سلام کر کے ان کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ فادر اسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو گلے سے لگایا اور اس کو بیٹھنے کو کہا۔ اب فادر جوزف کو جوہن کی آنکھوں میں وہ سب دکھائی دے رہا تھا جو وہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ان میں کوئی خوف اور ڈر نہ تھا بلکہ اعتماد اور یقین کی بجلی تھی۔ جوہن نے انھیں سب کچھ بتانا شروع کر دیا جو اس نے گذشتہ دن تجربہ کیا تھا۔ فادر جوزف سب کچھ تسلی اور اطمینان سے سنتے رہے اور بعد میں انھوں نے اٹھ کر جوہن کا ماتھا چوم لیا اور اس سے کہا مجھے امید تھی کہ تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب جو تم ان تجربات سے سیکھے ہوا سے بھول مت جانا بلکہ اسے اپنی زندگی کا منشور بنانا۔ تبھی تم ایک کامیاب زندگی گزار پاؤ گے۔ جوہن کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک تھی۔ اس نے کھڑکی میں کھڑی کیرن کو اپنی کامیابی کا انعام سمجھتے ہوئے بڑے فخر سے دیکھا۔

فادر نے اس کو سمجھایا کہ جس طرح وہ درخت اپنی ٹہنیوں کے کٹ جانے پر پھر سے نئی ٹہنیاں اگا دیتا تھا اسی طرح تم بھی کبھی اپنی زندگی سے مایوس مت ہونا بلکہ ایک چیز کے کھو جانے کے بعد پھر سے کسی دوسری چیز کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگ جانا۔

اور جس طرح وہ بڑھیا اپنے ان خراب حالات کے باوجود اپنے اچھے دنوں کے آنے کے لئے پر امید تھی اسی طرح تم بھی اپنے دل میں اچھے دنوں کو امید کو پیدا کرو۔ اور اس بڑھیا کی طرح سخت محنت کرنے سے نہ گھبراؤ۔ اور اپنی کسی کمزوری کو اپنی کامیابی کی راہ میں آڑے نہ آنے دو بالکل اسی طرح جیسے وہ بڑھیا اپنے بڑھاپے کے باوجود محنت کرنے سے نہ گھبراتی تھی۔ فادر جوزف نے اس کو وضاحت کر کے دی۔

اب مجھے تمہاری شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے تم جہاں چاہو شادی کر سکتے ہو۔ فادر نے جوہن

سے کہا۔

جہاں چاہتا ہوں کیا مطلب؟ آپ جانتے ہیں کہ میں کیرن سے شادی کرنا چاہتا ہوں جوہن نے فوراً جواب دیا ہاں بھئی، میرے کہنے کا مطلب ہے کہ تم کسی سے بھی شادی کرو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے چاہے کیرن سے ہی کرو۔ کیونکہ اب تم اس قابل ہو چکے ہو۔ مجھے تمہیں اپنا داماد بنا کر خوشی ہوگی۔ فادر نے کہا

جوہن کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اس نے فادر جوزف کے اعتماد کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس نے کیرن سے ملنے کی اجازت چاہی۔ فادر نے اس کو اجازت دے دی۔ کافی عرصے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ بنا ڈرے مل رہے تھے۔ جوہن گھر کے اندر گیا اور وہاں کیرن کے بھائی نے اس کو کیرن کا کمرہ دکھایا۔ کیرن اپنے کمرے میں تھی۔ جوہن کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ دوڑ کر اس کے پاس آئی اور اس سے لپٹ گئی۔ جوہن نے اس کو سہارا دیا اور اسے بتایا کہ اس نے فادر جوزف کا دل جیت لیا ہے اور اب ان کو انکی شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیرن کو یہ سن کر بہت اچھا لگا وہ جوہن کو اپنے کمرے میں لے گئی۔ بہت کم لوگ تھے جن کو اس کے کمرے میں جانے کی اجازت تھی مگر آج کیرن کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا کی سب سے قیمتی چیز اس کے کمرے میں سجا دی گئی ہو۔ اس نے جوہن سے کہا تم بیٹھو میں تیار ہو کر آتی ہوں آج ہم گھومنے چلیں گے۔

جوہن رضا مند ہو گیا اور وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اس کے پاس آ گئی۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ جوہن کے لئے کبھی کبھی کیرن کا حسن نا قابل برداشت ہو جاتا تھا اور وہ اس سے نظریں ہٹا لیا کرتا تھا آج بھی اس کی یہی حالت تھی۔

میں تیار ہوں چلیں۔ کیرن نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے کہا

جوہن کی سانس وہیں کی وہیں اٹک گئی اور اس کے منہ سے صرف اتنا نکل سکا: ہاں۔۔۔۔

پھر وہ باہر آئے۔ کیرن نے فادر سے گاڑی کی چابی مانگی اور پھر وہ گاڑی میں بیٹھ کر گھر سے نکل گئے۔ کیرن نے جوہن کو بتایا کہ آج وہ اسے ایک ایسی جگہ لے جانے والی ہے جہاں وہ اکثر آیا کرتی تھی اور جو اس کی سب سے پسندیدہ جگہ تھی۔ کیرن گاڑی چلا رہی تھی اور ساتھ ساتھ وہ ایک گائیڈ کی طرح جوہن کو اپنے اس علاقے کی سیر بھی کروا رہی تھی۔ جوہن نے ابھی یہ پورا علاقہ نہیں دیکھا ہوا تھا۔ کیرن گاڑی کو گلیوں بازاروں میں سے نکالتی ہوئی شہر سے باہر لے آئی اور پھر وہ ایک بڑی سڑک پر آ گئے۔ آج کا دن دونوں کے لئے بہت خوشیوں بھرا تھا وہ

دونوں جس ساتھی کے خوابوں میں کھوئے رہتے تھے وہ ان کے ساتھ تھے۔ کیرن چاہتی تھی کہ وہ جوہن کے لئے اپنی زندگی کا ہر راز کھول دے۔ وہ اسے ہر اس جگہ لے کر جانا چاہتی تھی جہاں وہ اکثر جانا پسند کیا کرتی تھی۔ وہ اسے ہر اس شخص سے ملانا چاہتی تھی جو اس کی زندگی میں اہم تھا۔ جوہن کو امید نہ تھی کہ یہ علاقہ اتنا خوبصورت ہوگا۔ جنگل کی اس خوفناک دنیا سے پرے اسی علاقے میں ایک بہت ہی خوبصورت دنیا آباد تھی۔ کیرن نے اسے بتایا کہ اسے اس علاقے سے بڑی محبت ہے جب بھی وہ کبھی اداس ہوتی ہے تو وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ یہیں پر آجاتی ہے۔ جوہن نے دیکھا یہ علاقہ واقعی میں بڑا خوبصورت تھا۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑوں سے گھرا یہ سرسبز علاقہ، جہاں رنگ برنگے پھولوں کے پودے، پھل دار درخت، زمیں پہ بہتے ہوئے میٹھے پانی کے چشمے تھے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں سما جاتا تھا۔ ہوا میں پھولوں کی خوشبو سمائی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا جب ان درختوں اور پودوں میں سے گزر کر آتی تو اس کی تازگی میں اور اضافہ ہو جاتا۔ یہ سب نظارے جوہن کی روحانی خوشی کا باعث تھے اس نے اتنی خوبصورت دنیا پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ وہ دونوں کافی دیر اس خوبصورت علاقے کی سیر کرتے رہے۔ اور پھر شام ہونے لگی اور وہ واپس گھر آ گئے۔

آج جوہن اپنی زندگی میں کافی کامیاب ہو چکا تھا۔ اس کی مایوسیاں اب امیدوں میں بدل چکی تھیں۔ وہ اپنے ماضی کو یاد کر کے سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے ماضی میں زندگی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہوتا تو آج اس کی زندگی کا رخ کچھ اور ہوتا۔ اس کو اپنی ماں اور بہن کی شدت سے یاد آنے لگی اور اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ اب اسے اپنی اس غلطی کا بڑی شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے اپنی ماں اور بہن کو اکیلا اور بے سہارا چھوڑ کر بہت برا کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دوست کی بیوی لتا بھی اب اس دنیا میں بالکل اکیلی رہ چکی تھی اسے بھی سہارے کی ضرورت تھی مگر وہ کسی کا سہارا نہ بن سکا۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ زندگی میں حقیقی خوشی صرف اپنے خواب اور سپنے پورے کرنے میں ہی نہیں ہے بلکہ اگر آپ اپنی زندگی کو کسی دوسرے کی زندگی میں خوشیاں لانے میں استعمال کریں تو ہی آپ سچی خوشی سے آشنا ہو سکیں گے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ کاش اسے اس کا گذرا ہوا زمانہ واپس مل جائے اور وہ اپنی ہر غلطی کی تلافی کر پائے مگر یہ وقت واپس آنے والا نہیں تھا۔ آج وہ جب اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا تو اس کو طرح طرح کی سوچوں نے گھیر رکھا تھا۔ اس کو محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے کوئی دوسرا جنم لے لیا ہو اور پچھلے جنم کی یادیں اب تک اس کے دماغ پر چھائی ہوئی ہوں۔ مگر

کہتے ہیں کہ انسان جہاں سے جاگتا ہے اس کا سویرا وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ وہ آج کے دن سے اپنے آپ سے یہ وعدہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ ہر وہ کام جو ادھورا چھوڑ آیا تھا اس کو پورا کرے گا۔ اپنی ماں اور بہن کو زمانے بھر کی خوشیاں لا کر دے گا۔ اپنے علاقے میں موجود ہر دکھی، مجبور، بے سہارا اور مسکین لوگوں کے کام آئے گا اور ان کو زندگی کا مقصد یاد دلائے گا جس طرح فادر جوزف اور کیرن نے اسے یاد دلایا ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بہت جلد کیرن کو لیکر اپنے گھر واپس چلا جائے گا اور وہاں اپنی ماں کے پاس ہی وہ دونوں شادی کریں گے۔ یہی سوچتا سوچتا وہ سو گیا اور سونے سے پہلے اس نے اپنے اس فیصلے سے کیرن کو آگاہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ صبح جا کر کیرن کو بتانے والا تھا کہ وہ واپس اپنے گھر جانا چاہتا ہے اپنی ماں کے پاس۔ اور پھر وہیں جا کر وہ شادی کریں گے۔

اگلی صبح وہ معمول کے مطابق جلدی اٹھا اور اپنے کمرے سے باہر آیا۔ اس نے کھلی ہوا میں سانس لی اور پھر چڑھتے ہوئے سورج کو دیکھنے لگا۔ اس کے دل میں اس چڑھتے سورج کی کرنوں کی مانند تازگی تھی، نئی روشنی تھی، نیا سفر تھا اور نئی زندگی تھی۔ اس نے اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر ڈالی۔ آج اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پھر کسی اپنے کو چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اس جنگل میں وہ کئی دن سے رہ رہا تھا وہ یہاں پر کھاتا پیتا اور کام کرتا تھا۔ یہیں پر اس کا ایک گھر تھا جو اس نے اتنی محنت سے بنایا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی دنیا جو اس نے اپنے لئے بنائی تھی آج اس کا دل اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو رہا تھا۔ اس نے مسکرا کر اپنے پھٹے ہوئے بستر کی طرف دیکھا۔ اپنے ٹوٹے پھوٹے برتنوں اور کمرے میں بکھرے دوسرے ساماں کو دیکھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اب وہ یہاں کبھی واپس نہیں آئے گا۔ اس نے اپنا وہی پرانا کلہاڑا اٹھایا اور اسے لیکر اس جگہ چلا گیا جہاں وہ ہر صبح لکڑی کاٹنے آیا کرتا تھا اور جہاں سے اس نے اپنی اس زندگی کی ابتداء کی تھی۔ وہاں اس نے ان درختوں پر موجود پرندوں کے گھونسلوں کو دیکھا جن کو وہ روز دیکھا کرتا تھا اور شائد آج کے بعد کبھی دیکھنے والا نہ تھا۔ اس نے اپنے کلہاڑے کو غور سے دیکھا اور اس کی آنکھیں بھر آئیں پھر مسکراتے ہوئے اس نے اس کلہاڑے کو بوسہ دیا اور اس کو لا کر اس پرانے درخت کے پاس رکھ دیا جس کی ایک ایک شاخ وہ روز توڑ کر لے کر جاتا تھا۔ اس نے بڑے پیار سے اس درخت کی شاخوں پر ہاتھ پھیرا جیسے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہو۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ واپس اپنے گھر میں آ کر اس نے اپنے کپڑے بدلے اور پھر دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر وہاں سے نکل آیا۔ وہ اپنا سارا سامان اور یادیں اپنے پیچھے وہیں چھوڑ آیا تھا۔ اس کو محسوس ہوا جیسے جنگل اس کو پکار رہا ہے مگر وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا اور

پھر شہر میں داخل ہو گیا۔اس نے کیرن کے گھر کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔بازار میں اس نے اپنی اس جگہ کو دیکھا جہاں وہ کھڑا ہو کر اپنی ٹوکریاں بیچا کرتا تھا۔اس کی یادیں مجسم ہو کر اس کی نظروں کے سامنے پھر رہی تھیں جیسے وہ اسے روک رہی ہوں کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر نہ جائے مگر اسے جانا تو تھا ہی۔

فادر جوزف حسب معمول اپنے باغیچے میں ہی ملے۔وہ وہاں ایک کرسی پر بیٹھے صبح کی چائے پی رہے تھے۔ان کا بیٹا بھی پاس ہی میں کھیل رہا تھا۔جوہن قدم بڑھاتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔فادر اس کی طرف دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کیونکہ آج وہ اتنی جلدی آ گیا تھا اور دوسرا وہ آج اپنی ٹوکریاں بھی ساتھ نہ لایا تھا۔انھوں نے کھڑے ہو کر جوہن کو گلے لگایا اور اسے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔جوہن ان کے پاس دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

کہو کیا کہنے آئے ہو؟ فادر جوزف نے مسکراتے ہوئے پوچھا

فادر میں اپنے گھر واپس جانا چاہتا ہوں اپنی ماں کے پاس۔جوہن نے فوراً جواب دے دیا

کیا؟۔۔۔۔اپنے گھر؟ فادر نے حیران ہو کر پوچھا

جی فادر۔۔۔۔۔۔اپنے گھر،اپنی ماں کے پاس۔اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کیرن کو بھی۔۔۔کیرن کو بھی میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔جوہن نے اپنا مدعا بیاں کیا

فادر نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور حیران نظروں سے جوہن کی طرف دیکھنے لگے۔وہ کچھ بول نہیں پا رہے تھے یہ پہلی بار تھا جب وہ جوہن سے بات کر رہے تھے اور جوہن کی بجائے آج وہ خود خاموش تھے۔

میرے خیال میں مجھے اپنی ماں کے پاس واپس جانا چاہیے۔پتہ نہیں اس عرصے میں انھوں نے اپنے دن کیسے گزارے ہوں گے۔میں جانتا ہوں کہ میری ماں دن رات میرا انتظار کر رہی ہو گی۔اب میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔(جوہن کا مطالبہ غلط نہ تھا)

مجھے کیرن نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔میں جانتا ہوں کہ تمہاری ماں اور بہن گھر میں تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور میں مانتا ہوں کہ تمہیں ان کے پاس جانا چاہیے مگر۔۔۔فادر نے اپنی خاموشی توڑی

آپ کیرن سے بھی ایک دفعہ پوچھ لیں کیا وہ میرے ساتھ جانا چاہے گی۔جوہن نے کہا

تم جانتے ہو کہ کیرن کی ہماری زندگی میں کیا اہمیت ہے۔بیٹیاں بالآخر اپنے گھروں کو چلے ہی جاتی ہیں مگر تم تو اسے اتنی دور لے جانا چاہتے ہو جہاں ہم اپنی کیرن کو دیکھ بھی نہ سکیں۔ہم تو اس کو یاد کر کر کے مر جائیں گے۔فادر

نے کہا۔آپ فکر مت کریں فادر، کیرن آپ سے ملنے ضرور آیا کرے گی یہ میرا وعدہ ہے۔جوہن نے یقین دلایا
اتنے میں کیرن بھی گھر سے باہر آئی جب اس نے فادر کے پاس جوہن کو بیٹھے دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئی اور وہ بھی ان کے پاس آ گئی۔وہ آ کر اپنے فادر کے ساتھ بیٹھ گئی اور جوہن کو دیکھ کر کہنے لگی کیا بات ہے؟اتنی صبح صبح۔۔

کیرن کیا تم میرے ساتھ میرے گھر جانا پسند کرو گی؟ جوہن نے کیرن سے پوچھا

کیرن بھی حیرانگی سے اس کو تکنے لگی اور پھر بولی:تمہارے گھر ،کیا مطلب؟

جوہن چاہتا ہے کہ وہ تمہیں اپنی ماں کے پاس لے جائے اور وہاں پر تم دونوں کی شادی ہو۔فادر نے کیرن کو بتایا
کیرن یہ سن کر سکتے میں آ گئی۔وہ جوہن سے شادی تو کرنا چاہتی تھی مگر وہ کسی صورت اپنے باپ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔ہر لڑکی کی طرح اسے بھی اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر سسرال جانے کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا۔ایک طرف اسے جوہن اور دوسری طرف اس کو اپنا گھر اور اپنا باپ نظر آ رہا تھا اور اسے ان دونوں میں سے کسی ایک کو چننا تھا اور وہ بھی بالکل خاموش ہو کر جوہن کو تکنے لگی۔

کیرن تم سوچ لو تب تک میں واپسی کا کوئی بندوبست کر لوں۔یہ کہہ کر جوہن اٹھا اور پھر گھر سے باہر نکل گیا۔

سمندر کی ہواؤں نے اپنی وہی رفتار پھر سے شروع کر دی تھی۔وقفے وقفے سے سمندری علاقوں سے خبریں آ رہی تھیں کہ سمندر میں طوفانی ہوائیں پھر زور پکڑ رہی ہیں۔جوہن کے لئے یہاں سے واپسی کا سفر بہت لمبا تھا۔وہ ان تمام راستوں سے انجان تھا جہاں سے وہ اس جگہ پر پہنچا تھا۔وہ جو کر سکتا تھا وہ یہ تھا کہ اپنے اسی راستے پر واپس سفر شروع کر دے جس راستے سے وہ یہاں تک پہنچا تھا۔مگر اس طرح اس کا سفر بہت خطرناک ہو سکتا تھا وہ جانتا تھا کہ راستے میں جنگل میں انھیں ڈاکوؤں کا پہرہ ہوگا۔اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اسکی اور کیرن کی جان کو خطرہ ہوسکتا تھا مگر اسکے پاس اسکے علاوہ اور کوئی حل بھی نہ تھا۔اس علاقے میں کوئی بھی شخص اس کے شہر یا علاقے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا وہ ایک چھوٹا سا علاقہ تھا جس کو نقشے میں بھی کم ہی استعمال کیا جاتا تھا۔صرف جوہن ہی اپنی یاداشت کے بل بوتے پر واپسی کا سفر شروع کر سکتا تھا۔مگر وہ پر اعتماد تھا اس کا دل اسے کہہ رہا تھا کہ وہ ہر مشکل سے نکل جائے گا اور اپنے گھر پہنچ جائے گا اب اس کی زندگی میں کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔وہ بڑا پر امید تھا کہ کیرن اس کے ساتھ جانے کو ضرور رضامند ہو جائے گی۔وہ اپنے ساتھ اپنے اس عرصے میں کمائی گئی ساری جمع پونجی جو رقم کی صورت میں تھی لے آیا تھا۔اس علاقے میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں تو چلتی تھی مگر

اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے لئے کوئی جہاز نہ تھے۔ جوہن کو یاد آیا کہ مچھلیاں پکڑنے کی لالچ میں وہ اور اس کے ساتھی کتنی دور نکل آئے تھے اور رہی سہی کسر اس سمندری طوفان نے پوری کر دی تھی جس سے بچنے کے لئے انھیں مزید آگے کا سفر کرنا پڑا تھا۔ صرف کارل ہی ایسا شخص تھا جو اس راستے کو جانتا تھا مگر اب وہ اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر موجود جزیروں پر جانے والی کشتیوں سے وہ اپنا سفر شروع کر سکتے ہیں اور پھر اس طرح اس جزیرے سے اگلے جزیرے تک کا سفر طے کرتے ہوئے وہ اپنی منزل کو پہنچ سکتے ہیں۔ وہ ہر صورت واپس گھر جانا چاہتا تھا اور اس کے لئے اس کا دماغ اسے جو مشورہ دے رہا تھا وہ اس پر عمل کر رہا تھا۔ کافی دیر سوچ بچار کرنے کے بعد اس نے دوبارہ کیرن کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔

کیرن اس کے ساتھ جانے کو تیار تھی۔ فادر جوزف کو بھی آخر کار کوئی اعتراض نہ رہا انھیں یقین تھا کہ جوہن اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ فادر جوزف نے بیٹی کو رخصت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر یہ بات پورے علاقے میں پھیل گئی کہ کیرن شادی کر کے اس علاقے سے بہت دور جا رہی ہے۔ جب جوہن کیرن کے گھر پہنچا تو اس کے گھر کے باہر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ پورے علاقے کے لوگ اپنے ہاتھوں میں پھول لئے اس کے گھر کھڑے تھے۔ ''کیرن'' جس کو اس علاقے میں ''نیکی کی پری'' کہا جاتا تھا وہ آج یہاں سے رخصت ہونے والی تھی۔ وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ اشکبار تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فادر جوزف کے ساتھ ساتھ پورا علاقہ اس بیٹی کی رخصتی میں شریک تھا۔ جب لوگوں نے جوہن کو اپنی طرف آتے دیکھا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ہر آنکھ میں رشک بھرا تھا۔ لوگ دیکھنے کی کوشش میں تھے کہ آخر جوہن میں ایسا کیا تھا جس کی وجہ سے کیرن اپنا سب کچھ چھوڑ کر جا رہی تھی۔ جیسے جیسے جوہن آگے بڑھتا گیا ویسے ویسے بھیڑ نے اس کا راستہ چھوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اس بھیڑ میں سے لوگوں کی طرف دیکھتا ہوا بڑی حیرانی سے کیرن کے گھر میں داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ کیرن اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنے کمرے میں سج سنور کر جوہن کا انتظار کر رہی تھی۔ آج اس کی خوبصورتی بے مثال لگ رہی تھی وہ اپنی محبت کے لئے ایک بہت بڑی قربانی دینے جا رہی تھی۔ جوہن کو دیکھ کر وہ اپنے کمرے سے باہر نکل آئی اس کی سہیلیاں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ فادر جوزف اور کیرن کا بھائی بھی کمروں سے باہر نکل آئے اور آ کر جوہن کے پاس کھڑے ہو گئے۔

تو اب کیا ارادہ ہے تمہارا؟ واپسی کا سفر کہاں سے شروع کر رہے ہو؟ فادر نے پوچھا

جوہن نے اپنے سارے منصوبے سے فادر کو آگاہ کیا۔

اس بات نے فادر کو پھر پریشان کر دیا۔ وہ کسی صورت اپنی بیٹی کو اس طرح کا سفر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے جسکی منزل کے بارے میں کوئی نہ جانتا ہو۔ اور پھر ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے کا سفر، اس بات کی کیا ضمانت تھی کہ وہ صحیح راستے جا رہے ہیں۔ اور ہر جزیرے پر موجود انسان ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ پھر کوئی ڈاکو لٹیرے کسی جزیرے پر انھیں آگھیریں۔ غرضیکہ ہر طرح کے خیالات اور وسوسے اس وقت فادر کے دماغ میں تھے وہ اس طرح اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کر سکتے تھے۔ اور انھوں نے صاف صاف جوہن کو بتا دیا کہ وہ اس طرح سے انھیں جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جوہن نے کچھ دیر سوچا اور پھر فادر سے بولا: فادر اس علاقے میں کہیں بھی کوئی ایسا جہاز نہیں ہے جو ہمیں ہماری منزل تک لے جائے۔ جو چھوٹی کشتیاں ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اتنا لمبا سفر طے کیا جا سکے اس کے لئے ہمیں ایک نسبتاً بڑے جہاز کی ضرورت ہوگی۔

اور وہ جہاز کہاں سے آئے گا؟ فادر نے پوچھا

اس بوڑھے ولیم سے کہہ دو یہ آپ کے لئے ایک بڑا جہاز بنا دے گا۔ مجمع سے ایک آواز آئی اور سب لوگ ہنسنے لگے۔ مگر جوہن کی نظر فوراً اس بزرگ کی طرف گئی جس کے بارے میں یہ طنز کیا گیا تھا۔ اس کو دیکھ کر جوہن کو اپنا دوست ولیم یاد آ گیا۔ وہ چلتا ہوا اس بوڑھے آدمی کے پاس گیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا اور پھر بولا: کیا آپ میرے لئے وہ جہاز بنائیں گے؟

پورا مجمع جوہن کی یہ بات سن کر بالکل چپ ہو گیا۔ وہ لوگ تو مذاق میں اسے کہہ رہے تھے مگر جوہن سچ میں اس بوڑھے آدمی سے جہاز بنانے کو کہہ رہا تھا۔ سارے لوگ دلچسپی سے یہ تماشہ دیکھنے لگے۔

بیٹا میں تو بہت چھوٹی کشتیاں بناتا ہوں اور تمہارے لئے میں جہاز بنانے کی طاقت نہیں رکھتا میں بہت کمزور ہوں۔ بوڑھے ولیم نے جواب دیا

نہیں، آپ کمزور نہیں ہیں میں اس میں آپ کی مدد کروں گا۔ میں لکڑی کا کام جانتا ہوں بس آپ میری رہنمائی کرتے جانا۔ جوہن نے امید بھرے لہجے میں کہا

میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔ اس لوہار نے کہا جس سے جوہن نے اپنا پرانا کلہاڑا خریدا تھا۔

میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ مجمعے میں سے ایک اور آواز آئی پھر ایک اور آواز آئی اور پھر ایک اور۔ سارے لوگ جہاز بنانے میں ان کی مدد کرنے کو تیار تھے۔ جوہن یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اس نے سب کا شکریہ ادا کیا اور طے پایا کہ روز اس بوڑھے ولیم کی دکان پر اس جہاز کو تیار کیا جائے گا۔ سب لوگ یہاں آ کر اس کام میں مدد کیا کریں گے۔ اس بات پر سب راضی ہو گئے۔

اگلے روز صبح سویرے سینکڑوں لوگ ان کو مدد کو اکٹھے ہو گئے۔ بوڑھے ولیم نے سب لوگوں کو ان کے ہنر کے مطابق کام بانٹ کر دیا۔ اور پھر کام شروع کر دیا گیا۔ سب سے پہلے جنگل سے لکڑی لانے کا کام کیا گیا۔ کئی لوگ جنگل میں گئے اور بہت ساری لکڑی اکٹھی کر لائے۔ بوڑھے ولیم نے پھر اس لکڑی کے تختے بنانے کا کام ان کو سونپا۔ ہر شخص پورے ذوق و شوق سے اس کام میں لگا رہا۔ وہ سب کیرن سے بہت پیار کرتے تھے ان میں سے ہر کسی کی زندگی پر کیرن اور فادر جوزف کی نیکی کا اثر تھا اور وہ اس کا بدلہ چکانے کے لئے یہ کام کر رہے تھے۔ بڑا جہاز بنانا کوئی آسان کام نہ تھا مگر جب اتنے لوگ مل کر یہ کام کر رہے تھے تو سب کچھ ٹھیک ہونے لگا۔ ان تختوں کو پھر آپس میں جوڑ کر جہاز کا ڈھانچہ تیار کر لیا گیا۔

سمندر میں موسم کے حالات پھر بدل رہے تھے۔ ماہرین حیران تھے کہ موسم میں یہ تبدیلی اچانک کیسے پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی یوں لگتا جیسے کوئی بھیانک طوفان آنے والا ہے اور پھر کچھ ہی دیر میں موسم پھر معمول پر آ جاتا۔ کبھی کبھی بہت تیز ہوا کے ساتھ اونچی اونچی لہریں اٹھتیں اور کبھی پانی بالکل برابر سطح پر تیرنے لگ پڑتا تھا۔ مگر سب ماہرین اتنا ضرور جانتے تھے کہ کچھ ہی دنوں میں سمندر میں کچھ عجیب ہونے جا رہا ہے۔

جہاز بنانے کا کام دن رات جاری رہتا تھا کچھ لوگ دن کے وقت اپنا کام کرتے اور رات کو آ کر جہاز بنانے میں مدد کیا کرتے اور کچھ رات میں اپنا کام کرتے اور دن میں جہاز بناتے تھے۔ اس علاقے کے لوگ حیران تھے کیوں کہ کبھی بھی اس علاقے میں اتنا بڑا جہاز نہیں بنایا گیا تھا اس لئے وہ اور بھی پرجوش ہو کر اس کام کو کرتے تھے۔ جہاز کے ڈھانچے کو بعد میں مکمل ہوا بند کیا گیا اور پھر اس میں انجن لگانے کا کام شروع ہو گیا۔ جہاز کے پیندے کے نیچے بڑی بڑی چرخیاں لگا دی گئیں اور انجن بھی اچھے سے فٹ ہو گیا۔ اس کام میں کئی دن گزر گئے اور جوہن کی بے چینی مسلسل بڑھتی رہی وہ جلد از جلد اپنے گھر جانا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جہاز کا کیبن اور ڈیک بنانے کا کام باقی رہ گیا اس کام کے لئے قریبی علاقے سے کچھ ماہرین کو بھی بلایا گیا جن کی مدد سے یہ

جہاز تکمیل کے قریب پہنچ گیا۔علاقے کے بچے جب سکول جاتے تو وہ اس جہاز کے پاس آ کر کھڑے ہو جاتے اور پھر سکول میں جا کر سب سے جہاز کے بارے میں باتیں کرتے۔علاقے کے مرد عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان سب اس کام میں شریک تھے مگر انھیں خود اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے اس جہاز پر یقین نہیں آتا تھا۔وہ جہاز کو بڑی حیرانگی سے مکمل ہوتا دیکھ رہے تھے۔سب لوگ بوڑھے ولیم کی کاریگری دیکھ کر حیران رہ گئے۔اس کام میں ہر کاریگر شریک تھا۔لوہار، ترکھان، مزدور، مکینک حتیٰ کہ ڈاکٹر تک نے اس جہاز بنانے میں اپنا حصہ ادا کیا۔اور کئی دن گذرنے کے بعد یہ جہاز قریب قریب مکمل ہو چکا تھا اور وہ دن قریب ہی تھا جب اس کو سمندر میں اتارا جانے والا تھا۔بس کچھ تراش خراش اور پینٹ وغیرہ کا کام باقی رہ چکا تھا۔جہاز میں ایک کی بجائے دو انجن لگائے گئے تھے تاکہ اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسرے سے کام لیا جا سکے۔غرضیکہ اس جہاز کے بنانے میں ہر ممکن کوشش کی گئی کہ اس میں کوئی کمی یا خامی نہ رہ جائے جو کہ ان کے سفر میں مسئلہ کا باعث بن سکے۔

جوہن سب لوگوں کا بہت احسان مند تھا جنہوں نے اس کی خاطر اتنی محنت سے یہ جہاز تیار کیا تھا۔اس نے محسوس کیا کہ اس کے معاشرے سے یہ معاشرہ بہت اچھا اور بہتر ہے۔یہاں کسی دوسرے کے کام آنا خوشی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔اس نے سوچا کہ اگر اس کے علاقے کے لوگ بھی اس کی اس طرح سے کوئی مدد کر دیتے تو شائد وہ زندگی سے اتنا مایوس نہ ہوتا۔اس نے محسوس کیا کہ اس کے علاقے کے لوگ بڑے سنگدل تھے صرف جوہن ہی نہیں بلکہ اس علاقے میں اور بھی بہت سے ایسے لوگ تھے جن کو مدد کی ضرورت تھی مگر ان کی دستگیری نہ کی گئی۔لوگ مایوس ہو کر یا تو خودکشیاں کر رہے تھے یا انھوں نے اس غربت بھری زندگی کو ہی اپنا نصیب مان کر اچھی زندگی کی خواہش کو دل سے نکال پھینکا تھا اور وہ اسی حال میں اپنی زندگی گزار رہے تھے۔جوہن کو یہ سوچ کر بڑا افسوس ہوا۔اس نے دل میں تہیہ کر لیا کہ وہ واپس جا کر اپنے لوگوں کی جس قدر بھی مدد کر سکا، وہ کرے گا جس طرح یہاں کے لوگوں نے اس کی مدد کی تھی۔

اب جوہن کے لئے ایک عمدہ اور محفوظ جہاز تیار کیا جا چکا تھا۔وہ اتنے بڑے سمندری سفر کے لئے بہت موزوں تھا اب اس کو صرف سمندر میں اتارنا باقی رہ گیا تھا۔مگر سمندر کے خراب موسم کی غیر یقینی صورتحال بھی سب کے سامنے آ چکی تھی۔جو لوگ سمندر کا سفر کر کے آ رہے تھے وہ آ کر سمندر کے حالات لوگوں کو سنا رہے تھے۔مگر دیکھنے میں سمندر کا موسم اتنا خراب نہ تھا۔جوہن نے فیصلہ کیا کہ چاہے جو بھی ہو اب وہ کچھ دن کے لئے

بھی اورنہیں رکے گا۔ جہاز تیار کرنے میں بھی کافی عرصہ گذر چکا تھااور وہ مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے کیونکہ ابھی تک سمندر میں کسی بڑے حادثے کی خبر کسی نے نہ سنی تھی اور سب کا خیال تھا کہ یہ جہاز اس طرح کے معمولی حالات کا سامنا کرسکتا ہے لہذا سب جہاز کو سمندر میں لے جانے کے لئے رضامند ہو گئے۔ یہاں سے قریب ترین ساحل بھی کچھ فاصلے پر تھااورا تنے بڑے جہاز کواس جگہ سے ساحل تک لے جانا تھوڑا مشکل محسوس ہورہا تھا۔اس کے لے جانے کی منصوبہ بندی شروع ہوگئی اور پھر ایک کرین نما مشین لائی گئی۔ یہ مشین آسانی سے اس جہاز کو سمندر تک لے جاسکتی تھی۔ جہاز کو رسیوں سے مضبوطی سے باندھ دیا گیااور پھراس کو مشین نے آہستگی سے زمین پر سے اٹھالیا۔ جہاز کا حجم اوسط درجے کا تھا یہ زیادہ بڑا یا زیادہ چھوٹا جہاز نہ تھا۔اس لئے اس کو آسانی سے اٹھالیا گیا مگر تیز ہوا کے چلنے کے باعث اس کو یہاں سے لے جانے میں تھوڑی مشکل ہورہی تھی مگر یہ قافلہ سمندر کی جانب رواں ہوگیا۔

کیرن، آج پھر سے دلہن کے روپ میں سج گئی۔اس کے سہیلیاں اس کے ہمراہ تھیں۔فادر جوزف اور کیرن کا چھوٹا بھائی بھی اس کوالوداع کہنے اس کے ساتھ تھے۔ان کے لئے ایک گھوڑا گاڑی لائی گئی اور وہ اس میں سوار ہوکر سمندر کی طرف چل دیئے۔سب لوگ پھر سے اکٹھے ہوگئے وہ اپنے ہاتھوں میں پھولوں کے گلدستے لئے ان کی گاڑی کے ساتھ چلتے ہوئے سمندر کی جانب چلنے لگے۔یوں محسوس ہورہا تھا جیسے کسی بادشاہ کا قافلہ گذررہا ہو۔ ہر آنکھ کیرن کی جدائی میں اشکبار تھی مگران کے ہونٹوں پہ ان کے لئے دعائیں تھیں۔رفتہ رفتہ یہ قافلہ چلتا ہوا بالآخر سمندر تک پہنچ ہی گیا۔سب لوگ اپنی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے۔انھوں نے ایک دوسرے کو شاباش دینا شروع کردی۔ ہر کوئی ایک دوسرے کے کام کو سراہ رہا تھا۔سب لوگ بوڑھے ولیم کی تعریف کررہے تھے اس کے ساتھ جن کاریگروں نے جہاز بنانے میں مدد کی تھی سب کے ہنر کے چرچے ہورہے تھے۔سب لوگوں نے کیرن کو یہ جہاز تحفے کے طور پر دیا تھااور انھوں نے اس جہاز کو پھولوں کے گلدستوں سے بھردیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کے لئے سفر کا سامان جہاز میں رکھنا شروع کردیا۔اس پورے علاقے نے کیرن کواپنی بیٹی کی طرح رخصت کیا۔سارا ماحول بڑاافسانوی لگ رہا تھا۔کسی کواپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا تھا جو وہ دیکھ رہے تھے وہ کسی سہانے خواب کی مانند نظر آرہا تھا۔وہ سب آج سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ لوگ کیرن سے اتنی محبت کرتے ہیں۔اس کی نیکیوں کا صلہ خدا نے اسے آج اس روپ میں عطا کیا تھا۔سب لوگ اس کے

ساتھ تھے۔ جہاز میں صرف کیرن اور جوہن ہی جا رہے تھے۔ جوہن جہاز چلانا اچھی طرح جان چکا تھا۔آتے وقت وہ کارل کے ساتھ کیبن میں ہی تھا اور اسے جہاز چلاتے دیکھتا رہا تھا اس کے علاوہ وہ چند مرتبہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی مچھلی پکڑنے گیا تھا۔اب تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں اس وسیع وعریض سمندر میں اپنا سفر شروع کرنے والے تھے۔ ہر شخص فرداً فرداً کیرن اور جوہن سے ملا اور ان کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا کیرن اور جوہن نے بھی ہر شخص کا شکریہ ادا کیا۔

اور پھر وہ وقت آ گیا جب کیرن اور جوہن جہاز میں سوار ہو گئے۔ جوہن کو یاد آیا جب وہ کارل کے ساتھ سمندر میں آیا تھا تو اس کے تمام ساتھیوں کے گھر والے ان کو الوداع کہنے کے لئے ساحل پر موجود تھے مگر اس وقت جوہن کو الوداع کہنے والا کوئی نہ تھا صرف اس کے بوڑھے دوست ولیم کی بیوی لنتا ہی بعد میں اس کو الوداع کہنے آئی تھی اس وقت اس کے دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش کوئی اس کو بھی الوداع کہنے آتا۔مگر آج اس وقت اس کو الوداع کہنے پورے کا پورا شہر کھڑا تھا۔اس کے دل کے سارے ارمان پورے ہو رہے تھے۔ وہ کسی بادشاہ کی صورت اپنے جہاز کے ڈیک پر کھڑا تھا اور سارے لوگ اس کو دیکھ کر ہاتھ ہلا رہے تھے کیرن بھی اس کے ساتھ تھی۔ پھر جوہن نے سب کو الوداعی سلام کیا اور کیرن کو لیکر کیبن میں چلا گیا۔ جہاز کا انجن اسٹارٹ ہوا اور پھر جہاز اپنے پہلے سفر کی جانب رواں ہو گیا۔آہستہ آہستہ جہاز نے ساحل کے پٹی کے ساتھ بہنا شروع کر دیا اور سب لوگ شور مچا کر دعاؤں کے ساتھ کیرن کو رخصت کر رہے تھے۔ وہ دونوں کیبن میں بیٹھے ان سب کو دیکھ رہے تھے اور جواباً ہاتھ ہلا کر ان کا جواب دے رہے تھے اور پھر جہاز کی رفتار بڑھ گئی اور اس نے تیزی سے ساحل سے دور جانا شروع کر دیا۔لوگوں کا ہجوم آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا اور پھر غائب ہو گیا۔

جوہن کیلئے آج کا دن بہت اہم تھا وہ بہت دن بعد اپنے گھر لوٹ رہا تھا۔اس کے ساتھ اس کی زندگی کی سب سے قیمتی چیز کیرن اس کے ہمراہ تھی۔ اس کا جہاز لہروں کو چیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اس کا دل پھر سے زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔اس نے تھوڑی دور جا کر سمت کا تعین کیا اور اندازے سے جہاز کو اپنے علاقے کی طرف موڑ دیا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ سب سے پہلے اس جزیرے پر قیام کریں گے جہاں کارل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ آتے وقت وہ ٹھہرے تھے۔ وہاں سے وہ اپنے علاقے تک کا راستہ بخوبی جانتا تھا بس وہ اس جزیرے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیرن اس کے ساتھ بیٹھی اسے جہاز چلاتا دیکھ رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ جوہن وہی آدمی ہے

جو کہ سادہ سے کپڑے پہنے ہاتھوں میں ٹوکریاں پکڑے بازار میں کھڑا رہتا تھا۔ وہ جوہن کو اس مہارت سے جہاز چلاتا دیکھ کر حیران تھی۔ جوہن اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا اس نے کیرن کو بتایا کہ وہ ایک ماہر شکاری ہے اور اس نے کئی دفعہ مچھلیوں کے شکار کیلئے سمندری سفر کئے ہیں۔ جہاز کے باہر دور دور تک بس پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ دور سے پانی کی اٹھتی ہوئی لہریں ان کی جانب آتیں اور پھر ان کے جہاز سے ٹکرا جاتیں۔ کیرن کو یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا وہ جوہن کے ساتھ بہت خوش تھی۔ اسی طرح ان دونوں کا سفر جاری رہا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد جب ان کو بھوک لگی تو کیرن نے سامان میں سے کھانا نکالا اور دونوں نے ملکر کھانا کھایا۔ ان لوگوں نے کیرن کے جہاز میں اس قدر کھانا بھر دیا تھا جیسے ان دونوں نے اس جہاز میں کئی مہینے گزارنے ہوں۔ باہر انھیں پانی کی سطح پر تیرتی بڑی بڑی مچھلیاں بھی نظر آ رہی تھیں اور آسماں پر اڑنے والے پرندے بھی ان کے جہاز کے قریب سے گذر رہے تھے۔ کیرن یہ سب دیکھنے کیبن سے باہر آ گئی اور ڈیک پر کھڑی ہو کر سمندر کا نظارہ کرنے لگی۔ باہر ٹھنڈی ٹھنڈی زوردار ہوا چل رہی تھی جس سے پانی کی لہریں اونچی اونچی اٹھ رہی تھیں۔ کچھ دیر وہاں رک کر اس نے سمندر کا نظارہ کیا اور پھر واپس کیبن میں جوہن کے پاس آ گئی۔ سارا دن وہ اسی طرح تیرتے رہے اور پھر دھیرے دھیرے شام کا اندھیرا بڑھنے لگا اور رات ہو گئی۔ رات کے پچھلے پہر تک وہ تیرتے رہے اور پھر جوہن کو اپنی منزل کا سراغ مل گیا۔ جس جزیرے کی اس کو تلاش تھی وہ دور اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس جزیرے کے لائٹ ہاؤس سے روشنی کی ایک لکیر آسمان کی طرف بلند ہو کر لہرا رہی تھی۔ اسے دیکھ کر جوہن بہت خوش ہوا وہ جانتا تھا کہ اب وہ اپنے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا بس ایک آدھ دن کے مزید سفر سے وہ اپنے علاقے میں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے قریب سوئی ہوئی کیرن کو جگایا اور اس کو دور نظر آتا ہوا لائٹ ہاؤس دکھایا وہ بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ ان کا جہاز بڑی تیزی سے اس جزیرے کی جانب بڑھنے لگا اور پھر وہ اس جزیرے پر پہنچ گئے۔ چونکہ رات کافی ہو چکی تھی اس لئے انہیں جزیرے پر کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ ساحل پر پہنچ کر جوہن نے جہاز کے انجن کو بند کیا اور لنگر ڈال دیا۔ وہ دونوں جہاز سے باہر نکل آئے باہر بہت ٹھنڈی اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ سڑکیں اور بازار سنسان پڑے تھے اور کسی آدم زاد کا نشان نہ تھا۔ اس وقت وہ کہیں نہیں جا سکتے تھے لہذا انھوں نے رات جہاز ہی میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ تھوڑی دیر باہر چہل قدمی کے بعد وہ دوبارہ اپنے جہاز میں آ گئے اور کیبن میں چلے گئے۔ اتنا لمبا سفر کر کے دونوں کافی تھک چکے تھے اور رات کے

اس پہران دونوں کو نیند بھی کافی آئی ہوئی تھی۔انہوں نے فرش پر ہی بستر بچھایا اور وہاں لیٹ کر سو گئے۔

صبح کافی دیر بعد جوہن کی آنکھ کھلی اس نے دیکھا تو کیرن کیبن میں موجود نہ تھی وہ اٹھ کر باہر آیا اور دیکھا تو کیرن ساحل پر موجود ایک چھوٹے سے چرچ سے باہر آرہی تھی۔ساحل پر لوگوں کی اب کافی بھیڑ تھی لوگ اس اجنبی جہاز کو دیکھ کر کافی حیران تھے۔کچھ لوگ جہاز کو دیکھ کر اس کے اندر آئے مگر جوہن کو سویا ہوا دیکھ کر وہ واپس چلے گئے۔صبح جب کیرن کی آنکھ کھلی تو اس کو چرچ کی گھنٹی سنائی دی وہ وہاں سے اٹھی اور چرچ کی جانب چل پڑی۔اس نے خدا کا شکر ادا کیا جس نے انہیں خیر و عافیت سے یہاں تک پہنچا دیا تھا۔کیرن کو دیکھ کر جوہن بھی جہاز سے اتر آیا۔باہر بدستور تیز ہوا چل رہی تھی سمندر کی لہریں زور زور سے ساحل سے ٹکرا رہی تھیں اور آسمان پر کہیں کہیں کالے بادلوں کی گھٹا نظر آرہی تھی۔سمندر کا پانی گول بھنوروں کی صورت میں حرکت کر رہا تھا۔کیرن جوہن کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی پھر وہ دونوں ساحل پر لگے ہوئے ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔

جوہن کو موسم کی صورتحال تھوڑا پریشان کر رہی تھی وہ کافی دور تک نکل آئے تھے اور جہاں انھیں جانا تھا وہ علاقہ بھی کافی دور تھا۔وہ یہاں پر رکنا بھی نہیں چاہتا تھا اس نے کیرن سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ وہ بولی جیسا تم مناسب سمجھتے ہو وہ کرو۔وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا سفر جاری رکھے گا وہ کل رات کے سفر سے کافی تھک چکا تھا مگر اس سے پہلے کہ موسم زیادہ خراب ہو جائے وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا۔کیرن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور وہ دوبارہ جہاز میں سوار ہو گئے لنگر اٹھا لیا گیا اور پھر آگے کا سفر شروع ہو گیا۔کیرن پھر آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور پھر وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔

ہماری شادی ہونے والی ہے کیرن۔جوہن نے کہا

کیرن نے مسکرا دیا اور نظریں جھکا لیں

میری ماں ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔وہ بڑی دیر سے میرا انتظار کر رہی ہے اور وہ بڑی تکلیف میں ہے مگر میں اس کے پاس جا کر اس کی ساری تکلیفیں ختم کر دوں گا۔میں اسے وہ سب لا کر دوں گا جو وہ حاصل نہ کر سکیں۔میں اپنی بہن کو اچھی تعلیم دلواؤں گا اور اس کے سارے خواب پورے کروں گا۔اپنے لئے ایک اچھا سا گھر بناؤں گا جس میں، میں اور تم میری ماں اور بہن ایک ساتھ رہیں گے۔جوہن یہ سب باتیں کرتا ہوا بہت جذباتی ہو گیا

ہاں جوہن ایسا ضرور ہونے والا ہے۔کیرن نے جواب دیا

اب میری زندگی میں کوئی غم باقی نہ رہے گا میری زندگی میں کوئی مجبوری یا محرومی نہ رہے گی۔ میں اپنی دنیا خود بنانے جا رہا ہوں میں اپنے سپنے خود سجانے جا رہا ہوں۔ میں کتنا نادان تھا جو اپنی زندگی کو ختم کرنا چاہتا تھا میں کتنا بے وقوف تھا جو زندگی کو اپنے لئے مصیبت سمجھتا تھا میں نے زندگی کی قدر نہ کی جیسے مجھے کرنی چاہیے تھی۔ کیرن میں تمہارا اور فادر جوزف کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میری اندر زندگی کا جذبہ بیدار کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں زندگی کی ہر مصیبت سے لڑوں گا۔ میں انسانیت کو زندگی کی راہ دکھاؤں گا۔ میں مایوس لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤں گا۔ میں اپنے سارے فرائض پورے کروں گا۔ میں دنیا کو ایک اچھا، قابل اور جانباز انسان بن کر دکھاؤں گا۔ میرے دل میں جو تم نے پیار کی شمع جلائی ہے اسے میں کبھی بجھنے نہیں دوں گا کیرن یہ میرا تم سے وعدہ رہا۔ میں فادر جوزف سے کیا گیا ہر وعدہ پورا کروں گا۔ میں جان چکا ہوں کہ زندگی کی کوئی بھی آفت یا مصیبت زندگی سے بڑی نہیں ہوتی۔ ہم اپنی زندگی کو لوگوں کے غم دور کرنے کیلئے گزار سکتے ہیں۔ ہم دونوں کی زندگی بہت خوبصورت ہو گی کیرن۔ ہم دونوں بہت خوش رہیں گے جب تک تم میرے ساتھ ہو جب تک تمہارا پیار اور تمہاری وفا میرے ساتھ ہے میرا ایمان ہے کہ کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔

کیرن اسے یہ سب کچھ بولتے ہوئے حیرت سے تکتی رہی۔ وہ حیران تھی کہ جوہن کے اندر اتنے جذبے بھرے ہوئے ہیں وہ بہت خوش تھی کہ اس کے دل میں زندگی کے لئے پیار جاگ چکا تھا اور وہ اپنی زندگی کو دکھی انسانیت کی خدمت کر کے گزارنا چاہتا تھا۔ وہ خوش تھی کہ اس کے جذبے زندہ ہو چکے تھے اس کے خواب زندہ ہو چکے تھے اسکی روح زندہ ہو چکی تھی۔ اس نے جوہن کا ہاتھ تھاما اور اسے یقین دلایا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اس نے جوہن کو سمجھایا کہ انسان کی خود اعتمادی ہی اس کو ایک اچھی زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے اگر ہم زندگی کی مشکلات سے بھاگتے پھریں گے تو اس طرح یہ حل نہیں ہو جائیں گی بلکہ ہمیں ان سے لڑنا سیکھنا چاہیے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں سے غصے، نفرت، مایوسی اور بے یقینی کو نکال کر ایک امید بھری زندگی گزارنی چاہیے۔ زمانہ چاہے کتنا ہی برا کیوں نہ ہو جب آپ خود کو سنبھال لیں گے تو کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔ ہمیں لوگوں کو انسانیت سے پیار کرنا سکھانا چاہیے۔ پیار کے ساتھ ہر جنگ جیتی جا سکتی ہے کیونکہ جو چیز تلوار سے نہیں مر سکتی وہ پیار سے مر سکتی ہے۔

ہاں کیرن تم نے سچ کہا پیار اس دنیا کی سب سے پیاری چیز ہے۔ امید اس زندگی کا سب بڑا خزانہ

ہے وہ انسان بڑا بدنصیب ہے جس کی زندگی سے یہ خزانہ لٹ چکا ہے جس کو اپنی زندگی میں کسی بہتری کی امید نہیں ہے۔ پیار واقعی میں بہت اچھی چیز ہے تم نے سچ کہا ہے کیرن تم نے سچ کہا ہے۔

اس چھوٹے سے کیبن میں جذبات کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے وہ دونوں اپنے پیار میں مست اپنے مستقبل کے رنگین خوابوں میں کھوئے ہوئے تھے۔ان کے جذبات ان کے دل میں طوفان مچائے ہوئے تھے۔ان کے پاس دنیا کو دینے کے لئے بہت کچھ تھا۔جوہن اپنے اس سفر میں ایک بہت قیمتی خزانہ کما کر لایا تھا اس کے بعد اسکو کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی وہ بہت خوش تھے۔

باہر کے موسم نے آہستہ آہستہ اپنے تیور بدلنے شروع کر دیئے تھے۔تیز رفتار ہوائیں تو پچھلے کافی دنوں سے چل رہی تھیں مگر اب آسمان پر کالے بادلوں کی چھت بھی تن چکی تھی اور بہت تیز بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔آسمانی بجلی کی کڑک اور گونج پورے ماحول میں وحشت بھر رہی تھی۔موسم میں یہ تبدیلی یکا یک ہی پیدا ہوگئی تھی۔محکمہ موسمیات کے ماہرین بھی موسم کی اس حرکت بڑے حیران تھے۔وہ دونوں اپنے جہاز میں بیٹھے اس طوفانی ماحول میں پھنس چکے تھے۔جب وہ اپنے خوابوں خیالوں سے جاگے تو ان کو اندازہ ہوا کہ وہ کتنی بڑی مصیبت میں پھنسنے جا رہے ہیں۔آگے کا موسم بہت ہی خراب ہونے والا تھا جس کا انھیں اندازہ نہ تھا۔جوہن کو اپنا پچھلا سفر یاد آ گیا اسے یاد تھا کہ کس طرح اس کے دوست کپتان کارل نے سمندری ہواؤں اور تیز رفتار لہروں کی شدت سے جہاز کو بچایا تھا۔اس نے بھی فیصلہ کیا کہ وہ اس طوفان سے بھاگے گا نہیں بلکہ اس کا سامنا کرے گا۔وہ اگر واپس جانا بھی چاہتا تو نہیں جا سکتا تھا کیونکہ طوفان بڑی تیز رفتاری سے ان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ابھی طوفان ان کے جہاز سے کافی دور تھا مگر پھر بھی اس کی شدت محسوس کی جا سکتی تھی۔اونچی اونچی بلند و بالا لہریں اٹھ کر کسی ہتھوڑے کی طرح ان کے جہاز پر وار کر رہی تھیں۔یہ جہاز زیادہ تر لکڑی سے بنایا گیا تھا۔لوہا اور فولاد بہت کم مقدار میں استعمال کیا گیا تھا۔ان لہروں کی شدت سے اس جہاز کے ٹوٹنے کا اندیشہ تھا۔دونوں کو تھوڑی گھبراہٹ محسوس ہونے لگی وہ دونوں اس کھلے طوفانی سمندر میں بالکل اکیلے تھے۔جوہن ریڈیو پر قریبی علاقوں میں مدد کے پیغامات بھیجنا شروع کر دیئے۔وہ جانتا تھا کہ اس طوفان سے مقابلہ کرنا اسکے بس کی بات نہیں۔اس نے کیرن کے چہرے پر خوف کے آثار دیکھے تو اور بھی زیادہ پریشان ہوگیا۔اس نے مدد کے لئے پکارنا شروع کر دیا مگر طوفان کی شدت اتنی تیز تھی کہ اس علاقے میں میلوں تک ارد گرد کوئی موجود نہ تھا جو ان کی بات سن کر ان کی

مدد کو آ پاتا۔ ان کو خود ہی اس طوفانی موسم کا سامنا کرنا تھا۔ سمندر کی لہریں مزید اونچی ہونا شروع ہو گئیں اور ہوا کی شدت میں بھی تیزی آ گئی۔ ان کا جہاز ہوا میں کئی میٹر تک اچھلتا اور پھر واپس آ کر پانی کی سطح سے ٹکراتا۔ جہاز لہروں کی یہ مار زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر لہریں اس پر پے در پے وار کر رہی تھیں یوں محسوس ہو رہا تھا گویا سمندر کسی سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ ان کا جہاز پانی پر تیرتے کسی کاغذ کی مانند لگ رہا تھا۔ ہوا کی شدت کی وجہ سے جہاز کی سمت کا تعین کرنا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ ہوا اس کو اپنی مرضی سے گھما رہی تھی۔ زمیں اور آسمان سے پانی برس رہا تھا۔ آگے کے منظر اور زیادہ خوفناک دکھائی دے رہے تھے۔ کالے بادلوں کی چھت موت کا گھر دکھائی دے رہی تھی۔ آسمانی بجلی آگ کی طرح زمیں پر برس رہی تھی۔

تمھیں کچھ نہیں ہوگا۔ جوہن نے کیرن کو تسلی دی

کیرن کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ جوہن کے قریب آ کر اس سے لپٹ گئی اور پھٹی آنکھوں سے اس کو تکنے لگی جیسے اس کو یقین نہ ہو رہا ہو جو کہ ان کے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس نے جوہن کے بازوؤں میں خود کو چھپا لیا۔ جوہن نے اس کو دلاسہ دیا اور بار بار ریڈیو سے پیغامات بھیجنے لگا اس امید میں کہ شائد کوئی ان کی مدد کو آ پہنچے۔ ایک امید ہی تھی جو ان کو اس وقت تک اس طوفان میں سنبھالے ہوئے تھی۔ وہ دونوں کسی معجزے کے انتظار میں تھے کہ اچانک جہاز سے ایک عجیب سے آواز آئی۔ یہ جہاز کے تختوں کے چٹخنے کی آواز تھی۔ لہروں کی مار جھیل کر جہاز کی قوت برداشت جواب دے چکی تھی۔ یہ جہاز مضبوط تو تھا مگر اتنا نہیں کہ وہ اس قدر تیز طوفان کے سامنے کھڑا ہو سکے۔ وہ دونوں جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے مستقبل بارے سہانے سپنے دیکھ رہے تھے اب خوف کے مارے سہمے ہوئے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ جہاز میں آہستہ آہستہ پانی بھرنا شروع ہو گیا مگر خوش قسمتی سے جہاز کا صرف تھوڑا حصہ ہی ٹوٹا تھا جوہن نے جلدی سے اس حصے کو ہوا بند کر دیا اس کے پاس کافی سامان تھا۔ پانی آنا کم تو ہو گیا مگر تھوڑی تھوڑی مقدار میں آتا ہی رہا۔ ان کا جہاز بری طرح ہچکولے کھاتا ہوا ادھر ادھر بہہ رہا تھا۔ انجن کا جہاز پر کوئی کنٹرول نہ رہا اور جہاز بس لہروں کے بہاؤ پر تیرنے لگا۔ پھر ایک اور جھٹکا لگا اور جہاز کی چرخیاں ٹوٹ گئیں۔ یہ سب سے زیادہ پریشانی کی بات تھی۔ جوہن لاکھ کوشش کر رہا تھا مگر جہاز کا توازن قائم کرنے میں ناکام ہو گیا۔ اب دونوں کو اپنی موت اپنے سامنے نظر آ رہی تھی اس جہاز پر وہ یہاں سے نکل سکتے تھے مگر اب تو جہاز بھی ناکارہ ہو چکا تھا وہ بس ان دونوں کا وجود اٹھائے پانی پر تیر رہا تھا اور اس کے

بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کتنی دیر تک ایسا کر سکے گا کیونکہ طوفان کی شدت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ جوہن نے مدد کے لئے پکارنا جاری رکھا مگر کسی نے ان کو جواب نہ دیا۔ جوہن کو یاد آیا کہ جہاز میں دو انجن لگائے گئے تھے اگر ایک انجن کی چرخی ٹوٹ گئی تھی تو دوسرے انجن سے کام لیا جا سکتا تھا۔اس نے فوراً اس انجن کو بند کیا اور دوسرے انجن کو چلا دیا۔ یہ دیکھ کر ان کی سانس میں سانس آ گئی کہ دوسرا انجن صحیح کام کر رہا تھا۔ان کے زندہ بچ جانے کی امید پھر جاگ گئی اور اس نے جہاز کو اونچی اٹھتی لہروں اور بھنوروں سے بچا کر چلانا شروع کر دیا۔اب جوہن کے امتحان کا وقت تھا۔اس کی شخصیت میں جو تبدیلی آئی تھی اس کا عملی مظاہرہ کرنے کا وقت آ چکا تھا۔ کیرن کو بھروسہ تھا کہ اگر وہ اسی طرح طوفانی لہروں کا سامنا کرتے رہے تو وہ ضرور اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔اس نے ایک برتن سے جہاز میں داخل ہونے والا پانی باہر نکالنا شروع کر دیا۔ جہاز میں کافی پانی جمع ہو چکا تھا آسمان سے برسنے والی موسلا دھار بارش اور اس کے علاوہ جہاز کے ٹوٹے ہوئے حصے سے لگا تار پانی اندر آ رہا تھا جس سے جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ تھا۔

مجھے معاف کر دو کیرن، تمہیں یہ سب میری وجہ سے جھیلنا پڑ رہا ہے۔ جوہن نے افسوس کے ساتھ کہا

یہ تم کیا کہہ رہے ہو، ایسی کوئی بات نہیں ۔تم نا امید مت ہو ہم ضرور اس طوفان سے نکل جائیں گے۔ کیرن نے اس کو دلاسہ دیا۔ یہ ہمارے امتحان کی گھڑی ہے اور ہمیں اس امتحان میں کامیاب ہو کر دکھانا ہے۔

میں نا امید نہیں ہوں کیرن، مگر ان حالات کا ذمہ دار میں ہی ہوں ۔اگر میں کچھ دیر صبر کر لیتا اور طوفان کے تھمنے کا انتظار کر لیتا تو شائد ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ میں جانتا تھا کہ سمندر کا موسم ٹھیک نہیں ہے مگر میں نے یہ تمہیں نہیں بتایا۔ میں چاہتا تھا کہ ہم جلد از جلد اپنی ماں کے پاس پہنچ جائیں۔

تم مایوس نہ ہو جوہن سب ٹھیک ہو جائے گا تم۔۔۔۔

کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا اور تیز ہوا کیبن میں داخل ہونے لگی اس کے ساتھ ہی جہاز کا توازن پھر سے بری طرح خراب ہو گیا۔ وہ دونوں اپنی سیٹوں سے نیچے فرش پر گر پڑے۔ جوہن کا سر کسی چیز سے ٹکرایا اور اس میں سے خون بہنے لگ پڑا۔خون کو دیکھ کر کیرن کے منہ سے چیخ نکل گئی اس نے جوہن کو سہارا دیکر کھڑا کیا اور جوہن جلدی سے دوبارہ اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔سامنے سے سینکڑوں کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہوئی ٹھنڈی سرد ہوائیں اس کے چہرے پر برس رہی تھیں۔اس کا خون بارش کے پانی میں مل کر اس کے جسم پر بہہ رہا تھا اس نے کیرن سے کہا

کہ وہ ٹھیک ہے کیرن نے سامان میں سے کوئی دوائی وغیرہ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر اس کو وہاں کچھ نہ ملا۔ شائد وہ آتے وقت دوائی ساتھ لانا بھول گئے تھے۔ اس نے جلدی سے ایک کپڑا پھاڑا اور اس کو جوہن کے سر پر بہنے والے خون پر کس کر باندھ دیا تاکہ اس کا خون بہنا بند ہو جائے۔ جہاز سے مزید عجیب وغریب آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ اور جہاز کے کچھ حصے ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گرنے لگ پڑے۔ آسمانی بجلی کی کڑک سے سارا عالم روشن ہو جاتا اور پھر اگلے لمحے پھر سے وہی خوفناک تاریکی چھا جاتی۔ جہاز کے ہچکولے کھانے کی وجہ سے ان کو سارا سامان بکھر چکا تھا۔ کیرن بار بار ان چیزوں کو سمیٹتی اور وہ پھر بکھر جاتیں۔ قدرت بڑی بے رحم ہو کر ان پر برس رہی تھی وہ دونوں دعائیں کر رہے تھے کہ وہ اس مصیبت سے بچ جائیں مگر بظاہر ایسا کوئی راستہ ان کو نظر نہ آ رہا تھا۔ یہ طوفانی سلسلہ سارا دن ساری رات جاری رہا اور وہ دونوں بنا کچھ کھائے پیے، بغیر سوئے یا آرام کئے ہوئے اس طوفان سے مسلسل لڑ رہے تھے۔ ان کا جہاز آہستہ آہستہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا اور ابھی کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ اور کتنا سفر باقی بچا ہے۔ تھکن اور خوف کے مارے جوہن اور کیرن کا برا حال ہو چکا تھا۔ مگر وہ کسی صورت بھی اپنی جدوجہد ترک کرنے کو تیار نہ تھے۔ وہ مسلسل پانی کی ان بے رحم لہروں پر بہتے چلے گئے۔ ان کے جہاز کی حالت اب بہت خراب ہو چکی تھی مگر وہ اسی کے سہارے اس طوفان سے لڑ رہے تھے۔ رات کو تھوڑی دیر کے لئے طوفان کی شدت کچھ کم ہوئی تھی اس دوران انھوں نے جہاز میں کھڑے ہونے والے پانی کو باہر نکالا اور کیبن میں بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹا۔ تھوڑی دیر کے لئے جوہن کو موقع ملا کہ وہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر سوچ سکے اور جہاز کے رخ کو اپنی منزل کی طرف موڑ سکے۔ مگر پھر وہی طوفانی ہواؤں اور لہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جوہن کی ماں کے دل میں کتنے دنوں سے خیال آ رہے تھے کہ اس کا بیٹا اس کے پاس آنے والا ہے۔ اس کو خواب میں جوہن دکھائی دیتا تھا جیسے وہ اس کو پکار رہا ہو اور اس کی جانب آ رہا ہو پھر خواب میں اس کو جوہن اسی طرح سمندری طوفان میں گھرا نظر آتا تھا اور وہ سہم کو جاگ جاتی تھی۔ اس نے اپنی اس حالت کا ذکر کئی لوگوں سے کیا مگر لوگوں نے یہ کہہ کر اس کی بات پر زیادہ غور نہ کیا کہ ماں کے دل میں بیٹے کی موت کا غم اب تک موجود ہے اور وہ اسے اپنے دل سے نکال نہیں پا رہی ہے اس لئے اس کو خواب میں بار بار جوہن سمندری لہروں میں گھرا نظر آتا ہے۔ جب کسی نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی تو وہ خود ہی روز ساحل سمندر پر اپنے بیٹے کو ڈھونڈنے آ جاتی۔ وہ ہر آنے والے جہاز میں اپنے بیٹے کو تلاش کرتی مگر اسے کہیں نہ پاتی۔ کافی دیر تک وہ ساحل پہ کھڑی

ہو کر سمندر میں اپنے بیٹے کو ڈھونڈتی رہتی مگر وہ اس کے سامنے نہ آتا پھر وہ افسردہ ہو کر واپس چلی جاتی اور اگلی صبح پھر ساحل پر آجاتی یہ سلسلہ پچھلے کئی دنوں سے جاری تھا۔

اگلے دن کی روشنی پھیل چکی تھی اگر چہ سورج ان گھنے کالے بادلوں کے پیچھے چھپا تھا مگر اس کی روشنی سے دن کے وجود کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ دونوں بے حد تھک چکے تھے اور طوفان کا یہ سلسلہ ابھی تک ختم نہ ہوا تھا۔ جہاز میں بار بار پانی بھر رہا تھا اور وہ بار بار اس کو باہر نکال رہے تھے۔ وہ اسی طرح آگے بڑھ رہے تھے کہ یکا یک آسمانی بجلی چمکی اور اس کی چمک میں جوہن کو دور کہیں کنارہ نظر آ گیا مگر اگلے ہی لمحے پھر اندھیرا چھا گیا اور پھر سے تیز موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ جوہن کے منہ سے خوشی کے مارے چیخ نکل گئی اس نے کیرن کو بتایا کہ وہ ساحل پر پہنچنے والے ہیں اس نے بجلی کی چمک میں۔۔۔

پھر سے بجلی چمکی اور پورا عالم روشن ہو گیا اس بار کیرن نے بھی دور سے ساحل کو دیکھ لیا تھا اور وہ بھی خوشی سے اچھل پڑی۔ اب ان کو پورا یقین تھا کہ وہ ضرور بچ جائیں گے۔ وہ دونوں خوشی کے مارے چیخنے لگ پڑے ان کو یقین نہ ہو رہا تھا کہ وہ اس طوفان کو ہرا کر اپنی منزل پر پہنچنے والے تھے۔

کیرن ہم بچ گئے، ہم بچ گئے۔ جوہن چلایا

ہاں جوہن، ہم بچ گئے ہم نے طوفان کو شکست دے دی ہم جیت گئے۔ کیرن بھی خوشی سے چلائی

اس نے کیرن کی طرف دیکھا وہ آج بھی اس کو اسی طرح خوبصورت نظر آ رہی تھی جس دن اس نے اس کو پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ اس نے پیار سے اس کو اپنی جانب کھینچ لیا اور دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں کھو گئے۔

اچانک جہاز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ ایک جانب الٹ گیا۔ دوسری طرف سے ایک اونچی لہر آئی اور اس نے جہاز کو زور سے ٹکر ماری اور جہاز قریبا آدھے سے زیادہ سمندر میں ڈوب کر واپس آیا۔ وہ دونوں بہت بری طرح جہاز کے فرش پر گرے۔ کیرن کا ہاتھ اس سے چھوٹ گیا اور وہ سمندر میں جا گری۔ یہ دیکھ کر جوہن کی جان مٹھی میں آ گئی اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور انجن بند کیا اور کیرن کی طرف دوڑا۔ کیرن جہاز کے قریب ہی پانی کی سطح پر نظر آ رہی تھی اسے تیرنا نہیں آتا تھا اس کے باوجود وہ ہاتھ پیر چلا کر خود کو ڈوبنے سے بچا رہی تھی۔ جوہن نے ایک رسی سے خود کو جہاز سے باندھا اور سمندر میں چھلانگ دی۔ کیرن ڈوب رہی تھی اس نے پانی میں غوطہ لگایا اور اس کی جانب تیرنے لگا۔ خوش قسمتی سے کیرن کے کپڑوں پر اس کا ہاتھ پڑ گیا اور اس نے

اس کو اپنی طرف کھینچ لیا پھر وہ اسے کھینچ کر پانی کی سطح پر لے آیا۔ان کا جہاز انجن بند ہونے کی وجہ سے بری طرح بے قابو ہو گیا اور ادھر ادھر ادھر ادھر تیرنے لگا۔ جوہن نے خود کو جہاز سے باندھ رکھا تھا اس لئے جہاں جہاز جاتا وہ اس کے پیچھے پیچھے کھنچے جاتے تھے۔ یہ خطرہ بھی تھا کہ وہ جہاز لہروں پر تیرتا ہوا کہیں ان کے اوپر ہی نہ آ گرے۔ اس نے اس رسی سے کیرن کو بھی اپنے ساتھ باندھ لیا اور آہستہ آہستہ رسی کو کھینچتا ہوا جہاز کی جانب بڑھنے لگا۔ کیرن ہوش میں تھی مگر اس کے منہ میں پانی چلا گیا تھا اور وہ کافی سہم گئی تھی جوہن اس کو موت کے منہ سے بچا کر لایا تھا۔ وہ جہاز کے قریب پہنچ گئے مگر اس پر چڑھنا ان کے لئے کافی دشوار ہو رہا تھا۔ ایک تو جہاز بری طرح سے ہچکولے کھا رہا تھا دوسرا جہاز کی اونچائی سطح سے کافی اونچی تھی اس لئے اس پر چڑھنے کے لئے جوہن کو اپنا اور کیرن کا وزن رسی سے اوپر کھینچنا تھا وہ پہلے ہی کافی تھک چکا تھا اور اب اسے پھر سے یہ کام کرنا تھا۔ اس نے ہمت کر کے رسی پر وزن بڑھایا اور وہ دونوں رسی سے لٹک گئے۔ جہاز بری طرح ہچکولے کھاتا ہوا دائیں بائیں جھول رہا تھا اور اس میں کافی پانی بھر چکا تھا۔ وہ دونوں ہوا کی شدت سے رسی سے لٹکے ہوئے بری طرح جھول رہے تھے۔ بار بار وہ جہاز کی دیواروں سے ٹکراتے مگر جوہن نے ہمت نہ ہاری اور وہ مسلسل اپنے آپ کو اوپر کھینچتا گیا اور اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاز میں کافی پانی بھر چکا تھا وہ دونوں فوراً کیبن کی طرف دوڑے اور انجن اسٹارٹ کیا مگر انجن چل نہیں رہا تھا جوہن نے بار بار کوشش کی مگر ناکام رہا۔ باہر کا موسم بڑی تیزی سے رنگ بدل رہا تھا ہواؤں میں اور شدت آ گئی تھی۔ بارش بھی کافی تیز ہونے لگ پڑی اور گرج چمک کا سلسلہ بھی پھر سے شروع ہو گیا۔ موسم ان کے ساتھ طرح طرح کی اٹھکیلیاں کر رہا تھا۔ جوہن کو بہت غصہ آ رہا تھا وہ ساحل کے بہت قریب پہنچ چکا تھا اور اس کے جہاز نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ریڈیو بھی خراب ہو چکا تھا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے مدد بلائی جا سکے۔ اس نے انجن چلانے کو کوشش جاری رکھی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جہاز میں پانی بھرنے کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ جہاز کا ایک طرف کا حصہ بالکل ٹوٹ چکا تھا۔ اور لہروں کی وجہ سے جہاز میں پانی جمع ہو رہا تھا۔ یہ پانی اتنا زیادہ تھا کہ برتنوں سے اس کو نکالا نہیں جا سکتا تھا اور پانی باہر نکالنے کے لئے کوئی پمپ بھی جہاز میں نہیں لگایا گیا تھا۔ جوہن نے انجن کا پیچھا چھوڑا اور ایک بڑا برتن لے کر جہاز میں سے پانی کو باہر پھینکنا شروع کر دیا کیرن بھی اس کی مدد کر رہی تھی۔ مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ جتنا پانی وہ باہر نکال رہے تھے اس سے زیادہ پانی جہاز میں جمع ہو رہا تھا۔ جہاز نے آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبنا شروع کر دیا۔ دونوں کی جان حلق میں آ گئی اتنی

بھیانک موت کا وہ دونوں تصور بھی نہ کرنا چاہتے تھے جس کا ان کو سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دونوں کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو آ گئے وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔اس طوفانی سمندر سے تو وہ اپنے جہاز کو نکال لائے تھے۔ان کی جدوجہد میں کوئی کمی نہ تھی انھوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا تھا مگر اب جب وہ ساحل کے قریب پہنچ چکے تھے تو کوئی چیز پھر ان کے آڑے آ گئی تھی وہ بالکل بے بس تھے۔جوہن دوبارہ انجن کی طرف بھاگ کر گیا اور اسے چلانے کی کوشش کی۔اس دفعہ انجن میں کچھ حرکت پیدا ہوئی اور پھر وہ بند ہو گیا اس کے بعد بار بار کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ نہ چل سکا۔

۔۔۔۔۔میں مرنا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔

جوہن نے کیرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔جوہن وہی شخص تھا جس نے خود کو ان سمندری لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔تب اس کے پاس کچھ نہ تھا نہ خواب نہ امید نہ کوئی مقصد۔وہ خود اپنی جان سمندر کو دینے آیا تھا مگر انھیں سمندری لہروں نے اس کو اٹھا کر باہر پٹک دیا تھا۔بار بار وہ موت کے منہ میں چلا جاتا مگر موت اس کے مقدر میں نہ تھی مگر آج جب اس کے پاس سب کچھ ہے تو موت اس کے ساتھ یہ کھیل کھیل رہی تھی۔اب اس کے پاس کچھ خواب تھے کچھ سپنے تھے کوئی مقصد تھا اب وہ زندگی کو جینا چاہتا تھا مگر زندگی اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔اس نے کیرن کو اپنی بانہوں میں کھینچ لیا دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں اپنا پیار ڈھونڈ رہے تھے مگر اب ان آنکھوں میں وحشت نے جگہ لے لی تھی۔

کیرن میں اپنے سپنوں کو جینا چاہتا ہوں میں اپنے خوابوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں میں مرنا نہیں چاہتا۔اس نے روتے ہوئے کیرن سے کہا

مگر کیرن بھی کیا کر سکتی تھی وہ خود اس کے ساتھ اس طوفان کا شکار ہونے والی تھی۔اس نے اس کو دلاسہ دیا کہ میرے دل میں تمہارے لئے بہت محبت ہے۔ایک ساتھ زندگی گزارنا اگر ہماری تقدیر میں نہیں ہے تو ہم ایک ساتھ مر تو سکتے ہیں۔میں تمہارے ساتھ ہوں جوہن اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی۔تم میری روح میں سما چکے ہو تمہارا اور میرا رشتہ اب کوئی نہیں توڑ سکتا۔موت بھی نہیں جوہن موت بھی نہیں۔

میں نے بڑے خواب دیکھے ہیں کیرن میں ان خوابوں کو جینا چاہتا ہوں۔میرے سارے خواب ابھی ادھورے ہیں کیرن میرے سارے خواب ابھی ادھورے ہیں۔میں اپنے خوابوں کی تعبیر چاہتا ہوں۔زندگی کو اب میرا

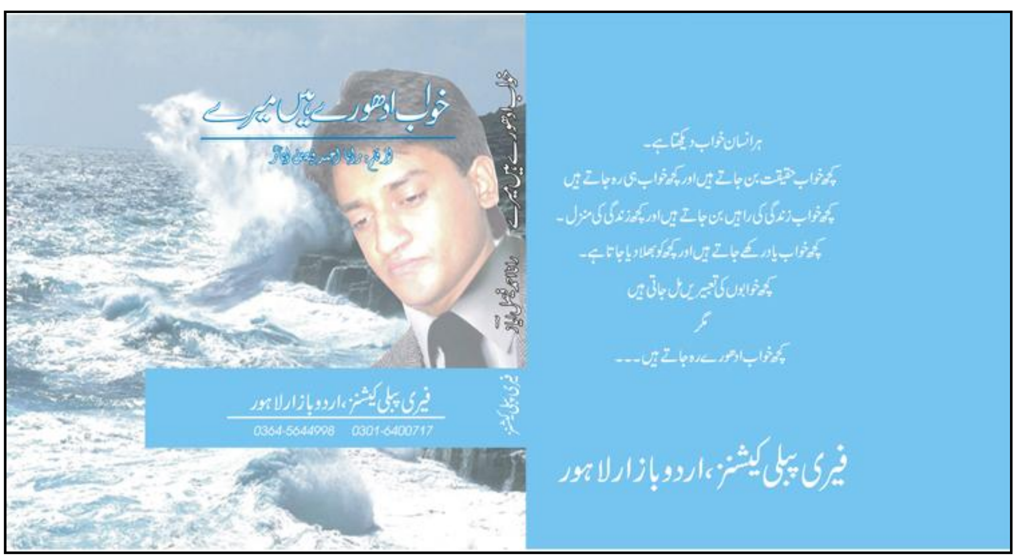
ساتھ دینا ہی ہوگا کیرن دینا ہی ہوگا۔ جوہن رو دیا۔

پانی کی سطح بڑی تیزی سے اونچی ہو رہی تھی جہاز تیزی سے نیچے جانے لگا۔ دونوں کی خوف سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ اپنی آنکھوں سے اپنے آپ کو سمندر میں ڈوبتا دیکھ رہے تھے اور وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ جب دونوں کو یقین ہو گیا کہ اب سب ختم ہو گیا ہے تو انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اب وہ سمجھ چکے تھے کہ وہ موت کے منہ میں جانے والے ہیں۔ اچانک ان کا ڈر ان کے دل سے نکل گیا وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں مسکرانے لگے اور وہ تقدیر کے اس فیصلے سے بھی خوش ہو گئے۔ جوہن نے ساحل کی جانب ہاتھ اٹھایا اور ایک آخری الوداعی سلام ساحل پہ بسنے والوں کے نام کیا اور پھر ان کا جہاز ڈوب گیا۔ وہ دونوں پانی میں ڈوب رہے تھے اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سمندر کی لہروں میں اور جوش شامل ہو گیا اور وہ ان دونوں کے جسموں کو سمندر کی گہرائیوں میں ہی کہیں لے گئیں اور پھر وہ دوبارہ پانی کی سطح پر نہ آئے۔ ان کا پیار، ان کے خواب، ان کے سپنے، ان کا سب کچھ ان کے ساتھ ہی سمندر میں ڈوب گیا۔

وہ دو انسان جو دنیا کے لئے مسیحا بننے جا رہے تھے جو دوسرے لوگوں کے غم بانٹنے کو عزم لئے جا رہے تھے وہ خود اس مصیبت کا شکار ہو چکے تھے۔ وہ دنیا کے درد تو بانٹنا چاہتے تھے مگر مصیبت کے وقت کوئی ان کا درد بانٹنے نہ آ سکا۔

جوہن کی ماں آج بھی ساحل سمندر پہ کھڑی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی۔ مگر اب شائد وہ اپنی باقی ساری عمر اس جھوٹی امید میں ہی گزارنے والی تھی کہ اس کا بیٹا واپس آئے گا۔ قسمت نے اس کے بیٹے کو اس سے ہمیشہ کے لئے دور کر دیا تھا۔ وہ بیٹا جو اس کے لئے سب کچھ چھوڑ کر، طوفان کی پرواہ کئے بغیر اس کے پاس آ رہا تھا قسمت نے اس کو ماں سے ملنے سے پہلے ہی موت سے ملا دیا تھا۔

اگلی صبح طوفان بالکل تھم چکا تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا اور سورج کی کرنیں زمین پر پڑ رہی تھی۔ سمندر میں اٹھنے والی اونچی اونچی لہریں اب بالکل تھم چکی تھیں پانی بالکل برابر سطح پر بہہ رہا تھا۔ سمندری پرندے بھی آج اپنے گھونسلوں سے نکل کر شکار کی تلاش میں سمندر کے اوپر اڑ رہے تھے۔ بہت سے مچھیرے اپنی کشتیاں لئے اپنا سفر شروع کر رہے تھے سب کچھ پہلے جیسا ہو چکا تھا۔ ان دونوں کی موت دنیا سے ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہو چکی تھی۔ وہ دونوں واپس آنے والے نہ تھے چاہے وہ جسمانی طور پر مر چکے تھے مگر وہ لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے زندہ تھے۔



ahmad faisal ayaz
0342-60-88-477